نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ معہ القابہا دام اقبالہا

الف

فہرست مضامین کتاب خون ناحق - اور - وکیل نسواں

ب

صحت نامہ

ناظرین پہلے حسب ذیل کتاب کی صحت فرمالیجئے اوسکے بعد مطالعہ فرمایا جائے۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱۱	پیر	سپر	۱۰۹	۱۵	گواہر	گوہر
۴۵	۱۱	دیکھا ہی ہو	دیکھا بھی ہو	۱۲۰	۱۱	ہیچ ہے تمام	ہیچ ہے ورنہ تمام
۶۹	۹	تمہارا لونڈی	تمہاری لونڈی	۱۲۱	۱۵	جبر	صبر
۷۴	۱۶	جادہ یا بہت	جادہ تہا بن	۱۲۳	۸	تغسر	تفسیر
۸۰	۶	اب ادنی	آپ ادنی	۱۳۰	۱۰	الحلال	الحلال
۸۲	۶	اگر اوسکی	کہ اگر اوسکی	۱۳۰	۱۶	الحلال	الحلال
۸۵	۱۳	دیکھا نہیں ہے	دیکھا ہی نہیں	۱۳۳	۹	الطلاق	الطلاق
۸۸	۵	ایک مرد اپنے کو	ایک مردہ کو اپنے	۱۳۳	۹	رائحتہ الجنتہ	رائحۃ الجنۃ
۸۸	۶	وہ مرد دیوے	وہ مرد دو دیوے	۱۳۷	۶	حدود اللہ میں	حدود اللہ میں سے
۸۹	۱۰	پیش کیجاتی ہے	پیش کیجا سکتی ہے	۱۶۰	۹	ارادۃ اللہ	ارادۃ اللہ
۹۰	۹	کی بیگم	کی منکوحہ بیگم				
۹۳	۶	متفق	مشفق				

بروز حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی
چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

خون ناحق

اور

وکیل نسوان

مصنفہ

حکیم محمد ولی علوی کسمنڈوی مؤلف مرارۃ المسلمین موسومہ تحفہ محمد ولی

جسکو محمد صابر صاحب جیلر نے

مطبع سنٹرل جیل صوبہ گلبرگہ شریف میں

چھپوا کر شائع کیا

تعداد طبع دفعہ اوّل (۱۰۰۰) [illegible] — قیمت فی جلد ۸

([illegible])

پیشکش

بحضور

ہز ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحب۔

سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔

فرمانروائے ریاست بھوپال دام اقبالکم و اجلالکم و حشمتکم

اگرچہ حضور سے اور حضور کی ریاست سے کبھی کوئی تعلق مجھے یا میرے خاندان کو نہیں رہا ہے نہ کبھی شرف ملازمت مجھے حاصل ہوا۔ مگر عالی منزلت جنس اناث میں اسوقت حضور کا مرتبہ سب سے افضل و اعلیٰ ہونے کے علاوہ حضور کو قومی کاموں و تعلیم سے عموماً اور اپنی جنس اناث کے ساتھ خصوصاً جو شفقت و توجہ ہے اور اسکے لئے جیسے جیسے گرانقدر عطیات تخفیہ عطا فرمائے ہیں اسکی کیفیت اخبارات کے ذریعہ سے اظہر من الشمس ہو چکی ہے۔ اور یہ ناچیز کتاب بھی چونکہ اناث کی ہمدردی میں ایک چلتے ہوؤں نے لکھکر اپنے لئے لکھی تھی اس لئے ادباً یہ ناچیز ہدیہ حضور عالیہ کے جناب میں متوقعانہ پیشکش کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ مجھے گر قبول افتد زہے عز و شرف

از گلبرگہ شریف

۲ اپریل ۱۹۱۳ع

ناچیز

حکیم محمد

سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل صوبہ گلبرگہ شریف

تقریب کتاب

مقدمہ قتل آگرہ فیصل شدہ ہائی کورٹ الہ آباد بابتہ سنہ ۱۹۱۳ء

:— حال میں آگرہ کا ایک مقدمہ قتل کا الہ آباد ہائی کورٹ میں
فیصلہ ہوا ہے اور ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ء کو مسٹر کلارک کو پھانسی دیگئی
مسز فلہم کو بھی پھانسی کا حکم ہوا تھا مگر وکیل ملزم نے بیان کیا کہ
مسز فلہم حاملہ ہے اسلئے بجائے پھانسی کے حبس دوام بعبور
دریائے شور کی سزا ہوگئی۔

اس مقدمہ کی اصلیت اتنی ہے کہ مسز فلہم اپنے شوہر مسٹر فلہم سے
نفرت کرتی تھی بلکہ مسٹر کلارک کے ساتھ محبت ہوگئی تھی اور مسٹر کلارک
اپنی زوجہ مسز کلارک کو پسند نہ کرتا تھا بجائے اوسکے مسز فلہم سے محبت
تھی اور اپنی قومی قوانین تہذیب یورپ کی وجہ سے نہ مسٹر کلارک اپنی زوجہ
مسز کلارک کو طلاق دے سکتے تھے اور نہ مسز فلہم اپنے شوہر مسٹر فلہم سے خلع
کر سکتی تھیں۔ اور مسٹر کلارک مسز فلہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں
اپنے قلب اور میلان طبع سے مجبور رہے۔ اسلئے بغیر سوچے کسی انجام کے
مسٹر کلارک اور مسز فلہم نے باہمی مشورہ کرکے مسز کلارک اور مسٹر فلہم کو
ہلاک کرکے مسٹر کلارک نے اپنی زوجہ سے اور مسز فلہم نے اپنے شوہر
فلہم سے پیچھا چھڑا کر ہر دو عاشق و معشوق باہم یکجائی کی زندگی

گزارنا چاہتے تھے مگر انصاف عدالت کے وجہ سے مسٹر کلارک اور مسز فلیم اپنی اوس کامیاب زندگی سے محروم ہو گئے جس کے لئے دو شخصوں کا خون ناحق انھوں نے کیا تھا۔

ف اے تعلیم یافتہ نوجوانو! خدا کیلئے آپ میں سے کوئی زبردست لکچرار آج یورپ میں اس مقدمہ کو پیش کر کے سوال کرے کہ مذہب اسلام کے مسائل جواز طلاق و خلع ایک زبردست و مہذب قانون ہے یا یورپ کی تہذیب؟ یوروپین تہذیب اسلام کو وحشیانہ مذہب زیادہ تر اسی وجہ سے بتلاتا ہے کہ اسلام میں عورت کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ ایک مرد چار چار عورتیں کرتا ہے مرد اپنی زوجہ کو طلاق دیدیتا ہے عورت کو خلع کرنے کا اختیار ہے۔ ان مسائل کو یوروپین بہت ہی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر اس مقدمہ پر نظر کر کے مسیح علیہ السلام کا واسطہ اور عاصمہ حضرت مریم علیہا السلام کا واسطہ تعصب کی عینک کو اوتار کر غور سے دیکھو اسلام کے قواعد فطرت انسانی کے لحاظ سے مہذب و حکیمانہ ہیں یا یوروپ کی تہذیب فطرت انسانی کے جذبات کے خلاف ایسے مجرمانہ افعال کے باعث ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا غٰفِلُوْنَ

(۱۵) آسمان و زمین میں قدرت خدا کی کتنی نشان ایسی ہیں جنپر لوگ گزرتے و دیکھتے ہیں اور اون نشانیوں کی کچھ پروا نہیں کرتے و عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔ (سورۂ یوسف رکوع ۱۲)

ایسے بے گنتی و شمار واقعات ہوئے اور ہوتے ہیں جن پر غور کر کے ہر منصف بے ساختہ و بلا تقلید آبائی کے شہادت دیسکتا ہے کہ قرآن شریف بیشک کلام الٰہی اور ایک زبردست دلیل زندہ جاوید معجزہ ہے۔ لیکن چونکہ لوگ تعصب کی وجہ سے اندھے گونگے و بہرے ہو رہے ہیں وہ ایسے الکھوں متواترات اور واقعات کو دیکھتے و سنتے و جانتے ہیں مگر تجھیر بھی غور نہیں کرتے اور اپنے عقاید باطلہ وخیالات فاسدہ سے توبہ نہیں کرتے ہیں۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝ صدق اللّٰهُ العلي العظيم و صدق رسوله الكريم۝ ونحن على ذالك من الشاهدين۝

:—اے مسٹر کلارک ایک تو ہی دنیا میں مظلوم نہیں ہے بلکہ تیری جنس اناث ہمیشہ مظلوم رہی اور اسوقت تمام روئے زمین پر تیری جنس اناث مظلوم ہے اور کوئی تیرا نوحہ کرنے والا اور فریاد رس نہیں ہے۔ اے مظلوم عورت تجھپر جیسے جیسے مظالم ہوئے اور ہو رہے ہیں اوس سے تو غافل ہے اور وہ مظالم تیرے لئے عادت ثانی بنگئے ہیں۔ اسلئے اے عورت تو اپنے

ط۵ اون کے دلوں اور کانوں پر خدا نے مُہر لگا دی ہے اور آنکھوں پر پردے پڑے ہیں۔ اسلئے وہ لوگ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

ظالموں کے مظالم ہی نہیں جانتی ہے ۔ اے عورت دُنیا میں تجھ سے زاید واجب الرحم کوئی مظلوم نہیں ہے ۔ سب ہی نے تیری مظلومیت سے چشم پوشی کی ہے ۔ مگر نہیں ۔ وہ خدا جو سب کا رب ہے ۔ وہ خدا جو مظلوم کا ساتھی ہے ۔ وہ خدا جسکی عدالت میں زبردست کی زبردستی و جابر کی حکومت نہیں چل سکتی ہے ۔ وہ خدا جو مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیتا ہے اوسی خدا نے تجھپر رحم فرمایا ۔ اور اپنے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کرکے بھیجا اور اوسکے رسول عربی نبی امی روحی فداہ نے تجھکو ظالموں کے ظلم سے بچایا تیرے فضائل کو بیان کیا تیرے حقوق تسلیم کئے تجھکو ہر طرح کی آزادی عطا کی ۔ اے مظلوم عورت تیرا شفیع تیرا وکیل قرآن شریف قیامت تک تیری وکالت و تحفظ حقوق کیلئے موجود ہے اے جنس اُناث ! تو اپنے مرتبہ اور فضائل کو پہچان ۔ اے مظلوم عورت تو اپنے حقوق اپنی آزادی کو قرآن پاک سے طلب کر ۔ اے جنس اُناث ! تو اپنے مظلومیت کی فریاد کر قرآن تیری فریادرسی کو موجود ہے ۔

اے اُناث یورپ تم یہ مت سمجھو کہ یورپین عورتیں مظلوم نہیں ہیں بلکہ آزاد و مختار ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ یہ بھی ہماری جنس ذکور کے ابلہ فریبی و دھوکہ دہی ہے ۔ اے اُناث یورپ تو بھی مظلوم اور ظالم ذکور کے فریب میں ہے جسکی تشریح عنقریب تجھکو معلوم ہوگی ۔

اے عورات مسلمات! تم خوش مت ہو کہ تمہاری جنس کو اسلامیت کیوجہ سے نجات ملگئی اور جو قرآن نجات دہندہ موجود ہے اوسکی وجہ سے تمہاری مظلومیت جاتی رہی! نہیں نہیں ہرگز نہیں تم پر جو مظالم زمانۂ جاہلیت پر ہوتے تھے اب اوس سے زاید مظالم تم پر ہیں۔ جاہلیت میں جتنے حقوق تمہارے پامال تھے اب اوس سے زاید تمہارے حقوق پامال و غصب ہو رہے ہیں۔ اے مسلمان عورت! تیری مظلومیت یورپین عورت سے بھی بڑھکر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اور اب یورپ میں جنس اناث کی مظلومیت اور حیثیت کی تھی اور ہے۔ اور اے مسلمہ عورت تیری مظلومیت کی شان دوسری ہے۔ مظالم کی حیثیت بدل گئی ہے۔ مگر مظالم کی نوعیت و جنسیت اور وجود نہیں گیا ہے۔

اے مظلوم عورت! تو حیران ہوگی کہ ابھی تو قرآن کو ہمارا نجات دہندہ بتلایا گیا ہے قرآن تو وہی ہے جو نبی امی روحی فداہ پر بواسطہ جبرئیل علیہ السلام وحی کے نازل ہوا ہے پھر عورت کی مظلومیت کیوں باقی ہے! تیری حیرانی بجا اور تیرا خیال درست ہے۔ مگر اِتَّخَذُوْا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔

اے مسلمہ عورت! قران تو ہے مگر اوسکو چھوڑ دیا گیا پس پشت ڈالدیا گیا ہے دوا کیسی ہی مفید و سریع التاثیر کیوں نہو جب تک اوس دوا کا استعمال نہ کیا جائے دوا اپنا فائدہ کس طرح بخش سکتی ہے۔ قرآن بھی جملہ امراض کی

دوا اور قرآن میں شفا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ۔ (۲ سورہ)
مگر جب اوسکو استعمال ہی نکیا جائے تو قرآن کا کیا قصور ہے۔ دوا کو
طاق پر یا بکس و ڈبی میں رکھدینے سے تو مرض دور نہیں ہوسکتا ہے۔
اے جنس اناث! تیری مظلومیت پر چار آنسو بہانے اور نوحہ کرنے کا میں نے
ارادہ کیا ہے خدا تیری مظلومیت پر رحم کرکے میرے ارادہ میں اور نیت
نیک میں مدد فرمائے اور میری نوحہ میں تاثیر بخشے جو سنگدلوں کو نرم
وگداز کرے آمین۔

ف۲ میں تیری نوحہ کو پانچ ابواب میں بیان کرتا ہوں۔ اوّل تیرے
فضائل۔ دوسرے میں تیرے حقوق تیسرے باب میں تیری مظلومیت کی صراحت
چوتھے باب میں تجھپر جو مظالم جس جس شکل سے ہوئے ہیں اونکے اسباب
پانچویں باب میں اون مظالم کے انسداد کی تدبیریں بیان کرکے خاتمہ پر
تیرے حق میں فیصلہ اخیر اور مجرب علاج بتلا کر اپنی نوحہ کو ختم کرونگا انشاءاللہ
ممکن ہے اب یا آئندہ میری طرح سے اور بھی کوئی تیرا ہمدرد پیدا ہوکر
تیرا نوحہ کرے اور ایک وقت پر آخر الامر تجھکو مظالم سے نجات دلجائے۔
فَهُوَ الْمُرَادُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

عورتوں کا وکیل
حکیم محمد ولی
گلبرگہ ۲ اپریل ۱۹۱۳ء — سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

عورتوں کے فضائل۔

ف ۱ بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

عورت ایک ایسی بے بہا نعمت ہے جسکو جنت کی حوروں پر بھی برتری اور فضیلت حاصل ہے۔ آدم علیہ السلام کو جنت میں کسی چیز کی کمی نہ تھی مگر اسپر بھی دل نہ لگتا تھا اور وحشت و گھبراہٹ تھی اور اونکے انس و تسکین کیلئے جنت کی تمام نعمتیں اور حوریں کوئی دل بستگی پیدا نہ کر سکیں آخرالامر خداوند جل و علا نے نمونہ قدرت عورت کو پیدا کیا اور وجہ تخلیق عورت کی باعث مخلوق کی آگاہی کے واسطے تاکہ لوگ عورت کی عظمت کو جانیں اور سمجھیں بارگاہ خداوندی سے اعلان ہوا لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت عورت کی فضیلت و گراں مائگی کے واسطے ہو سکتا ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں کفر و نفاق کا مرض ہے اور اونکی طمانیت قرآن کریم سے نہیں ہو سکتی ہے اونکی تنبیہ کرنے کیلئے اب ہم ہدایت و مشاہدہ سے عورت کے فضائل مختصر اً پیش کرتے ہیں

ف ۲ ہر کہ زن ندارد آسایش تن ندارد۔ یہ بھی ایک معقول جملہ مسلمہ عورت کے فضائل کا ثبوت دیتا ہے۔

خوبصورتی - ادب - تہذیب - انتظامی قابلیت - محبوبیت - ہر دلعزیزی -
دلربائی - ہمدردی - رفاقت - غمگساری - شرم و حیا - عفت و عصمت
محبت - شفقت - ایثار نفسی - رحمدلی - جفاکشی - نفس کشی - رضا و تسلیم
مستقل مزاجی - صفائی قلب - صبر - شکر - عفو - ضبط و تحمل
وفاداری - وغیرہ - اوصاف مذکورہ عورت کو جسقدر حاصل ہیں کوئی مرد انکا
مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اور اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا ہے -
نظر ثانی جب غور کرینگے تو ایک ایک صفت کے ساتھ عورت کو متصف
پائینگے - مگر جو بیدردی کرنے والے اور متعصب لوگ ہیں جو انکو
حسد و برائی کی نظر سے دیکھتے ہیں عورت کو اچھی چیز سمجھنا جانتے ہی نہیں
بلکہ انکی تحقیر و اہانت افضل سمجھتے ہیں اور عورت کے تمام تہذیبی حقوق واجبی
کو کمتر کرتے ہیں اور تحقیر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہوشیاری و ترقی کرنے سے انکے
ناموس میں خلل آتا ہے جیسا کہ آثار سے ثابت ہو گا - ایک مختصر بیان کرتے ہیں
جسکو سن کر یقیناً ہر ایک کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ عورت کی مخالفت ناحق ہے

فصل - محبت - عورت کی دوستی و محبت کا مقابلہ کوئی مرد
نہیں کر سکتا ہے - اب مشاہدہ و تجربہ سے اسکا اطمینان کیا جائیگا -
جس وقت سے رشتہ مادری یعنی بچہ موجود ہونیکے آثار پائے جاتے ہیں
اوسیوقت سے عورت کو اوسکے ساتھ دوستی و محبت ہو جاتی ہے

اور اوس مضغہ گوشت کو جتنی چیزیں مضرتیں پہونچانی والی ہیں اون تمام مضرتوں سے مضغہ گوشت کو بچاتی ہے حالانکہ اوس نے ابھی تک اوس مضغہ گوشت کی صورت تک نہیں دیکھی کہ وہ کیا ہے اور کیسا ہے اسکا دوست ہے یا دشمن بلا کسی غرض ذاتی کے عورت کو اوسکی محبّت رہتی ہے۔ ہماری ابتداے خلقت سے عورت ہمارے ساتھ دوستی و محبّت یکطرفہ کرتی ہے اور اوس مضغہ گوشت سے کسی معاوضہ وصلہ کی طالب نہیں ہوتی ہے اوسوقت سے لیکر جب تک مولود اپنے پاؤں سے چلنے اور اپنے ہاتھ سے کھانے کے قابل نہو۔ کیسا مجبوری و بیکسی کا وہ وقت ہوتا ہے اگر عورت دوستی و محبّت نکرے تو بقا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ مرد کسی طرح ایسی دوستی نہیں کرسکتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ولادت کے بعد ماں مرگئی اور باپ موجود ہے مگر مولود کی پرورش کسی طرح وہ مرد نہیں کرسکتا ہے۔ اور بجائے اوسکی ماں کے کسی نہ کسی عورت ہی کو وہ مولود تفویض کیا جاتا ہے بغیر کسی عورت کے کوئی مرد کسی طرح نومولود کو پرورش نہیں کرسکتا ہے۔ عورت بہ حیثیت ماں کے ہو یا بحیثیت بہن کے یا بہ حیثیت بیٹی کے یا بہ حیثیت زوجہ کے اوسکو جو دوستی اولاد کے ساتھ یا بھائی کے ساتھ یا باپ کے ساتھ یا شوہر کیساتھ ہوتی ہے وہ دراصل محبّت ہے۔ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔ محبّت جسکو ہوتی ہے وہ اندھا و بہرا ہوجاتا ہے یعنے جسکے ساتھ محبّت ہے اوسکی بات بُری دکھائی و سنائی نہیں دیتی ہے۔ یہہ بات سواے عورت کے مرد پر صادق نہیں آتی

ف ۷ اس سے بڑھکر محبّت کی اصلی پہچان یہ ہے ۔ ع عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن ۔ یہ بندگی کسکو کہتے ہیں ؟ اپنی تمام خواہشات اپنے ارادہ اپنی آرام اپنے فائدہ اپنی رائے سے معطل و بیکار ہوکر محبوب کی خوشی و ارادہ و خواہش و رائے کا پابند ہو جانا یہ محبّت ہے ۔ محبّت بڑی مشکل چیز ہے ۔ مردوں میں گنتی کے خاص ہی خاص چند افراد نکلینگے جنکی نسبت محبّت اپنی اصلی معنی میں صادق آسکے ۔ برخلاف عورت کے کہ اُناث کا ہر ہر فرد محبّت سے متصف ہے ۔ محبّت کی حقیقت پہچاننے کیلئے ایک قصّہ عرض کیا جاتا ہے ۔

ف ۸ سلطان محمود کو ایاز کے ساتھ جو محبّت تھی مشہور بات ہے ۔ ایاز اوّل تو غلام تھا دوم کوئی زیادہ غیر معمولی حسین یا غیر معمولی علمی و جنگی قابلیت نہیں رکھتا تھا اسوجہ سے اتنے بڑے سلطان کی محبّت ایسے شخص کے ساتھ ہر شخص کو ناگوار ہونا قدرتی بات ہے ۔ چنانچہ بارہا بعض مصاحبین خاص و مقربین نے اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کیا کہ ایاز میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکے سبب سے سلطان کو اسقدر اسکی محبّت میں شغف ہے ۔ سلطان نے کہا کسیوقت اسکا جواب دیا جائیگا ۔ اسپر چند ایّام گزر گئے ایک روز سلطان محمود نے دربار عام کیا جسمیں تمام وزراء و اراکین سلطنت مع دیگر اعوان و انصار سب موجود تھے ۔ مگر خلاف معمول ایاز کو نہیں بُلایا گیا اسلئے اوس دربار میں ایاز موجود نہ تھا ۔ جب دربار کی مقررہ کارروائی ختم ہوگئی تو

سلطان محمود نے اِدھر اُدھر کی چند باتیں تفریح طبع کے متعلق کر کے
بر سبیل تذکرہ اپنے پانی پینے کا ایک پیالہ جواہرات کا اپنے پاس سے
نکال کر اوّل وزیر اعظم کو دکھلایا اوسنے دیکھکر بہت تعریف اوس پیالہ کی کر کے
بیان کیا کہ یہہ خداوند نعمت ہی کیلئے موزوں ہے کسیکو ایسا نایاب پیالہ
میسر نہیں آسکتا ہے۔ اور بے انتہا تعریف کی۔ یہہ سُنکر سلطان نے اوس
پیالہ کو یکے بعد دیگرے ہر شخص موجودہ دربار کے پاس گشت کرایا اور سب نے
متفق اللفظ ثنا و صفت بیان کی۔ جب سب تعریف کر چکے تو سلطان نے اوس
پیالے کے نسبت وزیر اعظم کو حکم دیا کہ اس پیالے کو توڑ ڈالو وزیر اعظم نے
دست بستہ عرض کیا جہاں پناہ ایسی نایاب چیز پھر نہ ملیگی اِسکو توڑنا مناسب
نہیں ہے اور اسی قسم کی خیر خواہی کا اظہار کر کے پیالہ کو نہ توڑا۔ تب سلطان نے
دیگر وزرا و ارا کین سلطنت موجودہ دربار سے ایسا ہی کہا مگر سب نے وزیر اعظم
کی تقلید کر کے توڑنے سے اِنکار کیا اور کسی نے جب نہ توڑا تو مکرر پھر وزیر اعظم
کو درشت لہجہ میں سلطان نے حکم دیا۔ اسپر بھی وزیر نے اِنکار کیا۔ اب سلطان محمود کو
غصّہ آگیا اور اپنی تلوار لیکر اوٹھا اور کہا اب جسکی ضرب اس پیالے پر نہ پڑیگی
اوسکی گردن پر میری تلوار کی ضرب پڑیگی۔ یہہ دیکھتے ہی سب کانپ گئے۔
اور وزیر اعظم نے اوس پیالے کو زمین پر پٹک دیا۔ اور سب نے اوس پیالے
کے ٹکڑوں پر ضرب پہونچائے کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ سلطان اپنے تخت پر

قایم رہا۔ جب یہہ سب صرف پیالے سے فارغ ہوئے تو سلطان نے اوسی غیظ و غضب کی حالت میں درشت لہجہ سے تلوار لئے ہوئے فرمایا تم نے ہمارا پیالہ کیوں توڑا۔ یہہ سنکر سب متحیر ایک دوسرے کا منھہ دیکھنے لگے اور سمجھ گئے کہ سلطان کو جنون ہوگیا ہے۔ خود ہی نے توبہ جبر ہم کو توڑنے کا حکم دیا اور خود ہی اب مواخذہ کرتا ہے۔ وزیر اعظم نے سلطان کو غصہ و پیچ میں دیکھکر عرض کیا کہ یہہ خانہ زاد تو اوّل ہی سے عرض کرتا رہا کہ یہہ چیز نایاب قابل حفاظت رکھنے کے ہے۔ مگر خداوند نعمت نے غلام کے معروضہ کو پذیرائی فرماکر یہہ حکم صادر فرمایا کہ توڑ ڈالا جائے۔ لہذا تعمیل حکم قضا شیم سلطانی کی اب جبکہ پیالہ توڑ ڈالا گیا ہے تو خانہ زادوں پر عتاب ہو رہا ہے سب خانہ زاد بے قصور ہیں سلطان نے اوسوقت تجاہل عارفانہ کرکے فرمایا کیا واقعی ما بدولت نے توڑنے کا حکم دیا تھا۔ یا تم جھوٹ بولتے ہو۔ اسپر تمام حاضرین نے سلطانی حکم کی شہادت دی یہہ سنکر سلطان نے کہا اگر ایسا ہے تو خیر اور دوسرے باتوں کے طرف متوجہ ہوگیا اور چند ساعت کے بعد دربار برخاست ہوگیا۔ ہر شخص آج کی کارروائی سے کوئی سلطان کے نسبت جنون و پاگل ہونے کا یقین کرنے لگا کوئی متلوّن مزاج کہتا ہے کوئی جابر و ظالم کہنے لگا۔ مگر ایک زمانہ جب گزر گیا تو سب لوگ اس واقعہ کو بھول گئے۔ بہت زمانہ کے بعد ایک روز پھر ویسا ہی اتفاق ہوا بلکہ اوس سے زاید لوگ دربار میں موجود تھے۔ اور اوس روز پہلے

مرتبہ والے دربار میں بھی موجود تھے۔ سلطان نے آج پھر ایک پیالہ لگا لاجو اوس سے
بدرجہا بہتر تھا۔ اور اوس روز ایاز بھی تھا وہ پیالہ پہلے ایاز کو سلطان نے دیا
ایاز نے لیکر عرض کیا جہاں پناہ اسکی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے بے شک یہہ پیالہ ویسا ہی ہے
اسکے بعد وزیر اعظم و دیگر لوگوں کو دیکھنے کو دیا گیا سبنے تعریف کی پل باندھ دئے
اور ایاز کی زیادہ تعریف نہ کرنے کو ایک دوسرے نے گستاخی پر محمول کیا۔ جب سب
تعریف کر چکے تو سلطان نے وہ پیالہ پھر ایاز کو دیکر فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ یہہ پیالہ
توڑ ڈالا جائے۔ سلطان کی زبان سے یہہ الفاظ ادا ہو کر ایک سکنڈ کا ہزارواں
حصہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ ایاز نے اوس پیالے کو چکنا چور کر ڈالا سب درباری
پیالے کے تلف ہونے پر افسوس کرنے اور ایاز کو الزام دینے لگے اور اونکے ہمزبان
سلطان بھی ہوگیا اور تلوار اوٹھا کر ایاز پر حملہ کرنے کو بڑہا کہ مردود تو نے پیالہ کیوں
توڑ ڈالا۔ ایاز نے سلطان کی اس حالت کو دیکھکر سلطان کے آگے بڑھکر گردن
کو اسطرح جھکا دیا کہ سلطان کا وار خالی نہ جانے پاوے اور ایاز نے عرض کیا
جہاں پناہ بے شک پیالے کو میں نے توڑا بہت برا کیا۔ میں سراسر خطاوار ہوں
اور اس خطا کی سزا میں بے شک یہہ نافرمان غلام واجب القتل ہے اور جہاں پناہ کی
کوئی نیت اس خون کی نہیں آسکتی ہے۔ اور اپنی گردن کو شمشیر سلطانی سے قریب کر دیا
اوسوقت سلطان نے اون مصاحبین سے کہ جنھوں نے محبت ایاز کے نسبت
اعتراض کیا تھا کہ پہلے روز کے واقعہ اور آج کے واقعہ سے تمہارا اعتراض کا جواب

تم کو مِل گیا۔ اور اگر اب بھی تمھاری عقل میں نہ آیا ہو تو سُنو۔
پہلے روز جب ہم نے پیالہ توڑنے کا حکم دیا تو سبنے عُذر کرکے اپنی اپنی رائے
کو ہماری سمجھ سے بالاتر سمجھا۔ ہمکو یوں سمجھا کہ ہم اسکی گران مائگی اتنی نہیں جانتے
ہیں جتنی کہ اہل دربار جانتے ہیں۔ پھر ہمارے حکم کی بیوقعتی کی اور تعمیل حکم سے
عُذر کیا۔ اسکے بعد جب ہم نے موت کا خوف دلایا تو سبنے پیالے کو توڑنے
میں شرکت کی۔ اگر درحقیقت ہم بیوقوف تھے اور اوس پیالے کی گران مائگی کو نہیں
جانتے تھے۔ ہمارے درباری ہم سے زیادہ جانتے تھے اور اوسکو ہمارے قابل
سمجھتے تھے اور محض ہماری خیرخواہی کی وجہ سے انکار کرتے تھے تو چاہیے تھا
کہ جب ہم نے گردن زدنی کا خوف دلایا تھا تب بھی اپنی صداقت و محبت خیرخواہی پر
قایم رہتے۔ جان دیدیتا ہماری دوستی و خیرخواہی میں قبول کرتے مگر پیالے کو نہ توڑتے
پھر توڑنے کے بعد جب ہم نے مواخذہ کیا اوسوقت تم سبنے ہمکو بجنون بالکل ظالم و جابر
یقین کرلیا اور ہمہیں کو الزام دینے لگے۔ اب اسکے مقابل ایاز کو دیکھو اوّل تو اوسنے
اسقدر تعریف میں مبالغہ نہیں کیا جتنا تم نے کیا۔ اور یہ مبالغہ نہ کرنا محض
اسوجہ سے تھا کہ مبادا رائے سلطانی ایسی نہو اسلئے اوسنے یہہ کہا کہ جہاںپناہ
اس پیالے کو جیسا جانتے ہیں بیشک ویسا ہی ہے۔ ہماری رائے کی اوس نے
موافقت کی۔ اگر اچھا ہے تو اچھا اور برا ہے تو برا۔ اپنی رائے زنی سے کام
نہیں لیا بلکہ ہمارے رائے کی تائید کی اور ہماری اصابت رائے پر اوس نے

شہادت دی۔ اسکے بعد جب ہم نے محض اپنی خواہش کو ظاہر کیا۔ ایاز کو توڑنے کا حکم نہیں دیا۔ تب ایاز نے خواہش سلطانی کے پورا کرنے کو بلا تامل و بغیر فکر اسبات کے کہ اسکا انجام کیا ہوگا پیالے کو چکنا چور کر دیا۔ ہماری خوشی و خواہش کیواسطے اوس نے گراں مایہ پیالے واپنے نفع و نقصان پر مقدم کیا۔ پھر جب تم سب کی موافقت میں ہم نے ایاز سے مواخذہ کیا تو اوس نے ہمکو یہ الزام نہیں دیا کہ ہماری خواہش پر پیالے کو توڑا ہے۔ بلکہ اوسکی نسبت اپنے طرف کر لی اور کہا کہ بیشک میں نے برا کیا۔ اور اوسکی سزا میں اپنا خون معاف کر دیا اور گردن جھکا دی۔

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ منست۔

ناظرین چاہے یہ قصہ کیسا ہی عامیانہ ہو سچ ہو یا جھوٹ واقعہ کے خلاف ہو یا موافق مگر مجھے تو اس قصہ سے وجد آتا ہے اور اپنے قابو سے باہر ہو جاتا ہوں۔ بیشک محبت کی یہی تعریف ہے۔ اور قرآن بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے۔ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ محبت جب ہی صادق ہو سکتی ہے کہ اپنی جان اپنے مال اپنے خواہشات اپنے تمام محبوب و مرغوب اشیاء کی محبت سے زائد محبوب کے ساتھ محبت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اصل و سچی محبت کا نام ایمان ہے۔ بغیر اسکے ایمان کامل نہیں ہے۔ غرض کہ محبت کی معنی یہی ہیں کہ جسکے ساتھ محبت ہو اوسکی خوشی و خواہش کو مقدم رکھکر اپنے تمام خواہشات کو محبوب کی مرضی کا تابع کر دے۔

ف ۹ اب اسپر غور کرکے دیکھ لو کہ یہ بات ہر عورت میں جتنی پائی جاتی ہے
ہر مرد میں نہیں ہے - اسکے لئے اوّل عورت کو بہ حیثیت ماں کے لے لو - اپنی جان اپنی
مال اپنی عیش و آرام کو اپنے خواہشات سونے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہ سب باتوں کو
بچہ کی خواہش و راحت پر قربان کردیتی ہے - ماں لیٹنا چاہتی ہے بچہ لیکر کھڑے ہونے کو
کہتا ہے تو ماں نہیں لیٹتی بلکہ ٹہلنے لگتی ہے - ماں کا دل چلنے و ٹہلنے کو چاہتا ہے -
اور بچہ لیٹنا چاہتا ہے تو خود اپنی خواہش کو روک کے بچہ کو لیکر لیٹ جاتی ہے وقس
علیٰ ہذا - ہر بات میں بچہ کی خواہش کو مقدم رکھتی ہے - پھر عورت کو بہ حیثیت بیٹی
و بہن کے لے لو - باپ بھائی کی جیسی رائے و خواہش مذہب میں لباس میں نشست
و برخاست میں چال و چلن میں ہوتی ہے - بیٹی و بہن اوسکا اتباع کرتی ہے -
حالانکہ ذکور میں بیٹا و بھائی اپنی خواہشات کو باپ و بھائی کی خواہشات کا تابع
نہیں کرتا ہے - اِلّا ماشاء اللہ - بیٹی و بہن کا دل اگر گانے بجانے کو چاہتا ہے
اور باپ بھائی کی خواہش اسکے خلاف ہے تو عورت گانے بجانے کا نام نہیں
لیتی ہے - بیٹی و بہن کا دل اگر کہیں جانے یا کسی سے ملنے ملاقات کو چاہتا ہے
یا کوئی کپڑا پہننا چاہتی ہے یا کوئی کھیل تماشہ کو دل چاہتا ہے یا کسی خاص شخص
کے ساتھ نکاح ہونے کی خواہشمند ہے اور باپ بھائی اوسکے خلاف خواہش
رکھتے ہیں تو وہ بیٹی و بہن اپنی خواہشات کا نام بھی نہیں لیتی ہے - بلکہ باپ بھائی
کی خواہش کے موافق عمل کرتی ہے - ذکور میں یہ بات ہرگز نہیں ہے پھر عورت کو بہ حیثیت

زوجہ کے لئے لو۔ عموماً عورت اپنے شوہر کی رائے وخواہش کی تابع رہتی ہے اور
اپنے تمام خواہشات کو شوہر کی خوشی کیلئے قربان کردیتی ہے۔ شوہر کی خواہش ہے
کہ بیوی اپنے میکے نہ جائے بیوی اپنے میکے کو جانا چھوڑ دیتی ہے۔ شوہر کی
خواہش ہے کہ بیوی فلاں شخص سے ملے فلاں سے نہ ملے بیوی ویسا ہی کرتی ہے
چاہے اس سے اسکے دلکو صدمہ پہونچے مگر اپنے دل کا خون کرتی ہے۔ عورت
اگر باہر نکلتی ہے اور عام لوگوں سے ملتی جلتی تھی اب شوہر اسکو پسند نہیں کرتا ہے
تو وہ عورت مطلق باہر جانے کا نام نہیں لیتی ہے۔ عورت اگر پردہ نشینی کی عادی ہے
اور باہر نکلنا مردوں میں جانا اپنی شرافت کے خلاف سمجھتی ہے۔ مگر شوہر جنٹلمین ہے اور
اوسکی خوشی بیوی کو باہر لیجانیکی ہے تو عورت اپنی تمام عمر کی عادت و دلی خواہش کا خون
کرکے شوہر کی خوشی کو پورا کرکے ساتھ ہوجاتی ہے۔ شوہر اگر متقی و پرہیزگار ہے تو عورت
ویسا ہی کرتی ہے۔ بشرطیکہ عورت کا کمال نسوانی تلف نکردیا گیا ہو۔ شوہر کیسا ہی
خراب کام کرتا ہو مگر بیوی اوسکے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ زیور کپڑا لیٹنے بیٹھنے
سونے جاگنے نشست برخاست چال چلن ہر ایک بات میں شوہر کی خواہش
ورائے کے موافق عمل پیرا ہوتی ہے۔ کمال نسوانی کے ساتھ متصف ہوتی ہوئی کوئی
عورت اپنے شوہر کے خلاف روش کو اختیار نہیں کرتی ہے۔ اگر شوہر کو بھی محبت ہے تو
عورت کو اپنے خواہشات کا خون کرنے میں تاسف وملال بھی نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر
شوہر کو محبت نہیں ہے تو اس صورت میں عورت کو اپنے خواہشات کا خون کرنے میں

تاسف ہوتا ہے اندر ہی اندر صدمات اوٹھاتی ہے اور ظاہر نہیں کرتی ہے۔
اب باپ بھائی بیٹے وشوہر کے علاوہ کسی دوسرے اجنبی مرد کے مقابلہ میں
عورت کی محبت کا مقابلہ ذکور سے کریں کسی اجنبی مرد کو اگر کسی وجہ سے
فرض کسی عورت کے ساتھ محبت ہوجائے تو وہ مرد اوس عورت کیلئے اکثر
اپنے خویش و اقارب میں اپنے برادری میں اپنی ذلت کو گوارا نہیں کرتا ہے۔
عورت فرض کرو بہت ہی ادنیٰ طبقہ کی ہے اور مرد اعلیٰ طبقہ کا ہے تو وہ مرد کبھی
اوس عورت کی محبت سے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر عورت کے ساتھ نہیں ہو بیٹھا ہے
بلکہ باوجود محبوب معشوق دل آرام راحت جان کہنے کے اپنے کانوں سے اوس محبوبہ
عورت کی برائیاں و ذلت کو خویش و اقارب سے سنتا ہے اور اسپر اسکو غصہ نہیں
آتا ہے یا اپنے محبوب کے برا کہنے والے کو چھوڑ نہیں دیتا ہے۔ اگر عورت کسی مساوی
یا اعلیٰ طبقہ کی ہے اور مرد اوس سے کمتر درجہ کا ہے اور اوس مرد کے ساتھ دوستی
و محبت میں عورت کی ذلت و رسوائی ہے تو مرد اپنی اوس محبوبہ و معشوقہ کی ذلت
و رسوائی کا خیال کر کے اپنے اظہار عشق و محبت سے باز نہیں آتا ہے بلکہ اور زیادہ
اپنے عشق و جنون کو بنا کر عورت کے محلہ و گلی کوچہ میں بھر و پیا بنکر فقیر و جوگی کے طرح
پھرتا ہے نام لیکر ہائے واویلا کرتا ہے طرح طرح کے اشعار تصنیف کرتا ہے۔ غرضکہ
کوئی دقیقہ اوسکی رسوائی کا اوٹھا نہیں رکھتا ہے۔ عورت کی خواہش یہ ہے
کہ رسوائی نہو شرافت میں بٹہ نہ لگے۔ مگر مرد کو عورت کے اس خواہش کی مطلق پروا

نہیں ہے۔ اُس غریب عورت کو طرح طرح سے باپ بھائی شوہر کے طرف سے تکالیف پہونچتے ہیں آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ مگر ظالم چاہنے والے مرد کو مطلق اسکا خیال نہیں آتا ہے کہ اپنے عشق و محبت کو ظاہر نہ کرے۔ بوجہ شرافت یا اور کسی وجہ سے عورت کی خواہش مواصلت کی نہیں ہے مگر مرد ہر وقت مواصلت کا طالب رہتا ہے۔ عورت اگر اپنی بدنامی کے وجہ سے اسبات کو نہیں چاہتی ہے کہ یہہ مرد اوس گھر کے طرف بھی ہو کر نکل جائے۔ مگر مرد ہے کہ دن میں سو چکر اوس گھر کے کرتا ہے۔ عورت نامہ و پیام کو نہیں چاہتی ہے مگر مرد ہے کہ طرح طرح کے ڈورے ڈال کر میری جان میری پیاری میں مرتا ہوں خبر لو ذرا دیدار دکھا دو ذرا ہمکنار ہو جاؤ وغیرہ وغیرہ شرم انگیز تحریرات کا طومار لگا دیتا ہے۔

جو ملنے پہ آؤ بہانے بہت ہیں
جگہ سینکڑوں ہیں ٹھکانے بہت ہیں

ان باتوں سے اُس بیچاری عورت کی مجبوریوں و پابندیوں پر اور چرکے لگتے ہیں وہ روتی ہے دوہائی دیتی ہے خوشامد کرتی ہے غصہ کرتی ہے کہ تم ایسا نہ کرو میری بدنامی ہوتی ہے مجھے رنج ہوتا ہے۔ مگر میاں عاشق ہیں کہ اور پھیرے جاتے ہیں اور محبت کا دعویٰ کرکے اپنی خواہشات کا ضبط و خون نہیں کرتے ہیں۔

یہہ سب کیوں اسلئے ہے کہ میاں مرد مدعی عشق و محبت بالکل جھوٹے دغا باز مکار ہیں اونکو محبت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اپنے خواہشات نفسانی و شیطانی ہیں

اندھے ہو رہے ہیں اونکو محبت نہیں ہے بلکہ ہوا صلت و لقمہ تر کی خواہش ہے
اب اسکے مقابل عورت کی محبت کو لےلو ایسی ہی طرح اگر عورت کو کسی مرد سے
محبت ہو جائے - اور وہ مرد چاہے کتنے ہی ذلیل طبقہ کا ہو اور عورت
اعلیٰ طبقہ کی ہو مگر مرد کی محبت کے وجہ سے اپنی شرافت و تمام خویش و اقارب
بھائی باپ شوہر کنبہ قبیلہ برادری کی پروا نہ کرکے مرد محبوب کے ساتھ ہو جاتی ہے
اور ہر طرح کی ذلت و رسوائی کو گوارا کر لیتی ہے - عیش و آرام کو چھوڑ کر مرد محبوب کے
ساتھ فاقہ کرنے و پھٹے کپڑوں میں بھی خوش ہے - باوجود آرام طلبی کے محنت
مشقت کرکے اوّل مرد محبوب کو کھلاتی ہے پھر آپ کھاتی ہے - لوگوں سے
اُس مرد کے برائیاں سُنکر تاب نہیں لاتی ہے اور برائی کرنیوالی کو چھوڑ دیتی ہے
چاہے ماں باپ ہی کیوں نہوں - مرد اگر مساوی یا اعلےٰ طبقہ کا ہے تو اپنے عشق
و محبت کو چھپاتی ہے - اندر ہی اندر محبت مرد سے اپنا خون پانی ایک کرتی ہے
مگر اُف تک نہیں کرتی ہے - شور کرنا اور اوسکے گھر جانا تو کجا - مرد اگر سامنے
کھڑا ہو اور وہاں اور لوگ بھی ہوں تو بدنامی کے خیال سے نگاہ تک نہیں اُٹھاتی
ہے اور اپنے خواہشات و جذبات کو قتل کرتی ہے - غرضکہ تعصب و خودستائی
کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ بلا لحاظ اعلےٰ و ادنیٰ
و کالے و گورے و مہذب وغیر مہذب کے جنس اناث جسطرح سے سچی محبت ذکور
کے ساتھ رکھتی ہے ذکور کو اوتنی محبت نہیں ہوتی ہے - اِلّا ماشاءاللہ - فی ہزار

شاید ایک مرد کوئی ایسا نکلیگا جسکو حقیقی معنی میں عورت کے ساتھ محبت ہو
ایسے موقع پر بھی عورت محبت میں غالب رہتی ہے۔ اگر مرد کو سچی و حقیقی محبت
ایسی ہے کہ وہ سیوائے محبت کے اور کسی اپنے اغراض کا بندہ نہیں ہے۔ اُسکا
دل ہوا صلت کو چاہتا ہے مگر عورت نہیں ملتی ہے تو نہ ملنے سے یہہ جانے والا
گلہ مند نہیں ہے۔ شب و روز اس مرد کا خواب و خور حرام ہے۔ مگر مرد اُف
نہیں کرتا ہے۔ اگر عورت خط و کتابت و نامہ و پیام کو پسند نہیں کرتی ہے تو یہہ مرد
اوس سے بھی محترز ہے محبوبہ کے مکان و محلّہ و شہر کو بھی نہیں جاتا ہے۔
دیکھنا تو کجا! اگر وہ عورت جسکی محبت میں یہہ گرفتار ہے اپنے شوہر یا اپنے دوست
کے ساتھ خوش ہے اور اس مبتلا کی پروا تک اُس عورت کو نہیں ہے اور یہہ مرد
محض محبوبہ کی زندگی اور اُسکی خوشی کا طالب ہے۔ حتّٰی کہ اُسکو اپنے شوہر یا اپنے
دوست کے ساتھ ملتے دیکھکر بھی جوش رقابت سے شاکی و کبیدہ خاطر نہیں
ہوتا ہے۔ اور جو رنج و صدمہ ہوتا ہے اُسکو محبوبہ کی ناخوشی کے خوف سے
ظاہر نہیں ہونے دیتا ہے۔ بلکہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ محض رضاء
محبوبہ کیلئے اپنے رقیب کی خدمتگذاری غلاموں سے بدتر کرتا ہے۔ اوسکا
سچا دوست رہتا ہے۔ رقیب کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھتا ہے۔
اور یہہ تمام تکالیف برداشت کرنے پر بھی نہ تو محبوبہ کا شاکی ہے نہ اوسپر احسان
رکھتا ہے۔ اور اپنے تمام خواہشات اور جوش محبت کو سینہ کے اندر رکھتا ہے

اور دوسری محبت سے دست بردار نہیں ہوتا ہے -

ف ۱۵ - ایسی سچی محبت کرنے والے پر آخر کار وہ عورت شیدا ہو جاتی ہے
یہ خیال کہ شیدائی بہ مراد خواہی آمدہ کا مجبور رہتا ہے - اُس عورت کو اگر اپنی
زندگی میں موقع نہیں ملتا ہے تو اپنے عاشق کے مرنے کے بعد وہ عورت
ہمیشہ اُسکی ہو جاتی ہے - اور یا تو اپنی جان شیریں کو اُس تودہ خاک پر
قربان کر دیتی ہے - یا اپنے ہاتھ سے مرد کے بعد وہ عورت کبھی کسی مرد سے
حتی کہ شوہر کے ساتھ بھی خوش نہیں رہتی ہے - اور ہر وقت مرنے والے کے
غم میں گھل گھل کر جان دیتی - اور کسی بات عزت و حرمت گناہ و ثواب کا پیر او
خیال نہیں آتا ہے - تاریخ سے صدہا ایسے واقعات کی تصدیق ہو سکتی ہے -
برخلاف مرد کے کہ عورت چاہے اپنے کتنی ہی خواہشات کا خون کرکے اپنی تشنگی
مرد کی محبت میں ترجیح دے اور اسی عشق و محبت میں مر جاتی - مگر وہ مرد اس
چاہنے والی عورت کیلئے اپنی زندگی کو خاک میں نہیں ملاتا ہے تھوڑے دنوں
رنج و غم بھی کر لیتا ہے - آخر الامر دوسری عورتوں کے ساتھ تعلق و عقد
نکاح کرکے دنیا کی عیش و آرام اُڑاتا رہتا ہے -

نوٹ - ہمارے ناظرین عورت کی نسبت اس برائی پر خیال نہ کریں اور یہ
نہ کہیں کہ اپنے شوہر کے ساتھ دغا اور بیوفائی کرنے پر عورت کی تعریف کیجاتی ہے یہاں پر
بحث صرف محبت سچی ہے عورت وفادار ہے یا بیوفا - اسکو بیان وفاداری میں دیکھا جائے -

ف ۱۲ شفقت - محبت اور شفقت میں فرق ہے محبت میں اپنے
خواہشات کا خون کرنا پڑتا ہے شفقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ اپنے خواہشات کا
خون کرنے کے بغیر مہربانی کرنے کو نام شفقت ہے - اسلئے شفقت ذکور میں بھی
پائی جاتی ہے مثلاً باپ کی شفقت بھائی کی شفقت اوستاد کی شفقت دوستوں کی
شفقت حاکم کی شفقت - غرضیکہ بہتیرے ذکور میں شفقت ہوتی ہے - لیکن
عورت کی شفقت ذکور کی شفقت سے زیادہ زبردست ہوتی ہے -
پہلے عورت کو بہ حیثیت ماں کے لے لو - دیکھو جو شفقت ماں کو ہوتی ہے ویسی
شفقت باپ کو یا بیٹے کو نہیں ہوتی ہے - بہ حیثیت بہن کے لو - جو شفقت بہن کو
ہوتی ہے ویسی شفقت بھائی کو نہیں ہوتی ہے - بہ حیثیت زوجہ کے لو - جو شفقت
بیوی کو ہوتی ہے وہ شفقت شوہر کو نہیں ہوتی ہے - بہ حیثیت دوستی کے لو -
جتنی شفقت دوست عورت کو ہوتی ہے اوتنی شفقت دوست مرد کو نہیں ہوتی ہے

ف ۱۳ ایثار نفسی - یعنے اپنے تئیں کسی کی خدمت کیلئے وقف کر دینا - اب
دیکھ لو عورت کسطرح سے بچوں کی پرورش و پرداخت کیلئے اور پھر شوہر کی خدمت
کیلئے اپنی جان کو وقف کر دیتی ہے - جسطرح عورت ایثار نفسی کرتی ہے ویسی ایثار نفسی
کرنے والا مرد کمتر پایا جائیگا - اور اگر ہوگا تو معدودے چند برخلاف جنس اناث کے
کہ اوسکا ہر ایک فرد ایثار نفسی سے خالی نہیں ہے -

ف ۱۴ رحم دلی - اگرچہ مردوں میں بھی رحم دلی ہوتی ہے - مگر عورتوں کی

رحمدلی کی نوعیت وحیثیت بڑھی ہوئی ہے - عورت جب کسی اپنے یا غیر کو
تکلیف میں دیکھتے ہی متاثر ہو جاتی ہے رونے لگتی ہے کسی کی تکلیف کو عورت
دیکھ نہیں سکتی ہے - اور اس صفت رحمدلی کی وجہ سے عورت طرح طرح کے عذاب
وتکالیف میں خود مبتلا ہو جاتی ہے - مگر رحمدلی کا جو خاصہ طبعیت ہے وہ کسی طرح
نہیں جاتا ہے - اسی شدت رحمدلی کی وجہ سے بیچاری بیوفائی کے ساتھ متہم
زبان زد خاص و عام ہے - چونکہ عورت میں انفعالی مادہ کی تخلیق زاید ہے -
اسلئے وہ جلد اثر پذیر ہو جاتی ہے - جب کسی شخص کو تکلیف میں دیکھتی ہے تو
اوسکی فطرتی رحمدلی جوش میں آجاتی ہے - اور بغیر سوچے کسی نیک و بد انجام
کے اپنے رحمدلی سے اوسکے ساتھ ایثار نفسی پر آمادہ ہو جاتی ہے - اور اسطرح سے
شیطانی ذکور عورت کو پھسلا کر راہ راست سے بہکا دیتے ہیں - جب کسی
خبیث طینت مرد کو کسی عورت کا خیال ہو جاتا ہے تو وہ طرح طرح کی مکر
عورت کے سامنے کرتا ہے روتا ہے اپنی حالت کو غیر کر لیتا ہے تڑپتا ہے
بیقرار ہوتا ہے بیہوش ہو جاتا ہے کھانا پانی چھوڑ دیتا ہے دیوانہ بن جاتا ہے
دوسروں کے ذریعہ سے عورت تک اپنی خستہ حالی اور بیقراری و جاں بلبی کو
پہونچاتا ہے - چاہے وہ عورت کیسی ہی پاکدامن عفت و عصمت کی مجسم
تصویر ہو - مگر متواتر ایک شخص کی ایسی دردناک حالت کو دیکھکر اُسکو رحم آجاتا ہے
میں عورت معصومہ کے طرف سے حلف اٹھاؤنگا کہ اُس بیچاری کے دل میں حق برابر

کسی بُرائی و بدکاری کا خیال نہیں ہے۔ محض ایک شخص کی تکلیف کو دور کرنیکی غرض سے وہ ایثار نفسی پر آمادہ ہوجاتی ہے۔ اور یہہ سوچا یا جاتا ہے کہ کسی بُرائی و بدکاری کا ارادہ نہیں ہے۔ محض ایک نظر تمکو دیکھنے سے میں مرنے سے بچ جاتا ہوں تمھارا عاشق ہوں دل سے مجبور ہوں دل اپنے قابو میں نہیں ہے ہرچند دل کو سمجھاتا ہوں مگر دل نہیں مانتا ہے اور تمھاری محبّت دل سے دور نہیں ہوتی ہے میں کچھہ نہیں چاہتا ہوں صرف تمھاری چاندسی صورت کے دیکھہ لینے کا طالب ہوں ابتو تمھارے نام پر دھونی رمائی بیٹھا ہوں کبھی اُسکو دیکھتے ہی زمین پر گر پڑتا ہے۔ غرضکہ ایسے سوانگ بھرکر مرد اپنی حالتِ زار کو عورت عاصمہ کے سامنے پیش کرتا ہے کہ چاہے کیسی مضبوط دل کی عورت ہو مگر آخر کار اُسکو رحم آجاتا ہے۔ اور دھوکہ فریب میں آکر گھڑی بھر کی مُلاقات کو قبول کرلیتی ہے۔ اور پھر جسطرح آہستہ آہستہ شکاری چڑیا کو پھانستا ہے اسیطرح سے بچہ مرد مکّار اُس عورت کو پھانس لیتا ہے عورت بیچاری پر دغابازی و بیوفائی کا الزام عاید ہوتا ہے۔ مگر اسپر کوئی غور نہیں کرتا ہے کہ کس کس طرح سے اوسکے سامنے فریب کیا گیا ہے۔ فطرتی رحمدلی کی وجہہ سے وہ دھوکہ میں آجاتی ہے بھتیرے مرد بھی ایسے پائے جاتے ہیں کہ وہ اپنی رحمدلی کی وجہہ سے نقصان اُٹھاتے ہیں۔

ف ۱۵/۱۳ جفاکشی۔ مرد کے پیٹ میں ایک ذرا سا بار کسی چیز کا ہوتو چلنا پھرنا مشکل ہے۔ عورت نو مہینے تک حمل کا بوجھہ لئے لئے پھرتی ہے۔ پھر اوسکے

ساتھ ہر ایک کام کو کرتی ہے - بکثرت غریب عورتیں بحالت حمل پانی بھرتی ہیں
چکی پیستی ہیں کھانا پکاتی ہیں گھر کا تمام کام کرتی ہیں - بچے پیدا ہونیکے بعد
بچہ کو اپنا خون چوسا چوسا کر اپنی طاقت کو کم کرتی ہیں اور اسکے ساتھ ہی
تمام کام مثل حالت حمل کے انجام دیتی ہیں - دن بھر کام کرکے ابھی لیٹی ہے
ذرا آنکھ لگی کہ بچہ رو دیا اور ہاں: دیکھو بیٹھی بعض وقت رات رات بھر جگنا ہوتا
پڑتا ہے (۲۴) گھنٹہ میں بعض وقت بمشکل ایک گھنٹہ آرام کرنیکو ملتا ہے -
مگر وہ تھکنے کا نام تک نہیں لیتی ہے - گھر کا سارا کام بچے کی پرداخت کے ساتھ ہی
شوہر کی بھی خدمت بجا لاتی ہے شوہر کے ہاتھ پاؤں دباتی ہے - کپڑے سیتی ہے - دن بھر
گھر کے کام میں جتنا اسکو دوڑنا پڑتا ہے اگر حساب کیا جائے تو کئی میل کی مسافت
ہوجاتی ہے - بعضے متوسط الحال اور غریب عورتیں ایسی ہیں کہ شوہر کو نہلاتی
ہیں - ابھی تمام خدمات بجا لا چکی ہے اور شوہر آرام سے رہا ہے مگر عورت ہے
کہ چولھا سلگا رہی ہے پانی گرم کرتی ہے اپنے ہاتھوں سے بیٹھ کر بدن مل مل کر
نہلاتی ہے - اس سے فرصت پائی کہ بچوں کے کام میں لگ گئی - ادھر سے فرصت
ملی کہ گھر کے کام میں لگ گئی - غرضکہ رات دن اسکو دم لینے کو فرصت نہیں ہے
پھر اسپر نہ کوئی شکایت ہے نہ چیون پر بل آتے ہیں - اگر ذی مقدرت ہے
اور گھر میں نوکر چاکر ہیں جب بھی سلیقہ مند عورتیں دوسرے اقسام کے کام میں
مصروف رہتی ہیں - پڑھتی لکھتی ہیں بیل بوٹہ بناتی ہیں - اور دیگر [illegible]

لگا کرتی ہیں - کاہل عورتوں کا ذکر نہیں ہے -

ف ۱۳ نفس کشی - ماؤں کو پرورش اطفال کیلئے جیسی کچھ نفس کشی کرنا پڑتا ہے ہر ایک اپنے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے - آم - خربوزہ - یا اور کوئی چیز مثلاً بچہ کو نقصان کرنیوالی ہے عورت کبھی اوسکو نہیں کھاتی ہے - بچہ اگر بیمار ہے تو مہینوں برسوں ماں پرہیز کرتی ہے اور اپنے نفس کو مارتی ہے آرام کرنے کو دل چاہتا ہے مگر بچہ کی وجہ سے نفس کو مار کے آرام کرنے کا نام بھی نہیں لیتی ہے شوہر کی آمدنی اگر کم ہے تو اچھا کھانا اچھے کپڑے سے نفس کو مار کے رکھتی ہے کہ یہی دو پیسہ بچینگے تو دوسرے وقت کام آوینگے - یا اگر غریب نہیں ہے تو دوسرے طور سے نفس کو مارتی ہے - مثلاً شوہر لچا ہے بدزبان ہے تندخو ہے ناحق و ناروا دق اور زچ کرتا ہے - مگر عورت اپنے نفس کو مارتی ہے - شوہر دوسری عورت سے تعلق رکھتا ہے اور وہاں رہتا ہے یہ اکیلی بستر پر اپنے نفس کو مار کے پڑی رہتی ہے - مرد کہیں پردیس میں جاتا ہے برسوں نہیں آتا ہے اور وہاں کسی عورت کو اپنی حاجت روائی کیلئے کر لیتا ہے مگر عورت گھر میں برسوں اپنے نفس کو مار کے رکھتی ہے اور مرد کی طرح حاجت روائی کیلئے کسی مرد کو نہیں کر لیتی ہے - یا مثلاً شوہر غریب نہیں ہے بلکہ مالدار ہے مگر بیوی کو خرچ کافی نہیں دیتا ہے عورت کا دل اپنے ہمجنسوں اور برابر والیوں کو کھاتے پہنتے دیکھکر للچاتا ہے مگر اپنے نفس کو مار کے رہجاتی ہے - غرضکہ جسقدر عورتیں اپنے نفس کو مارتی ہیں مرد اتنا کم نفس کشی کرتا ہے -

ف ۱۷ رضا و تسلیم - لڑکیوں کو باپ نے جو کچھ لا دیا اونھوں نے لے لیا جو کپڑا بنا دیا وہ پہن لیا - بیٹا طرح طرح کی فرمایش کرتا ہے - جو کچھ اُسکو باپ دیتا ہے اوسپر قناعت نہیں لڑ جھگڑ کر اور لیتا ہے کہیں ماں سے کہیں بہن سے چھین لیتا ہے - لڑکی بیچاری نہ لڑتی ہے نہ جھگڑتی ہے نہ کسی ماں بھائی سے چھینتی ہے - باپ نے اگر کسی جاہل گنوار کے ساتھ عقد کر دیا تو راضی ہے اگر کسی لولے لنگڑے کے ساتھ عقد کر دیا تو راضی ہے اگر کسی بوڑھے کے ساتھ عقد کر دیا تو راضی ہے اور کچھ شکایت نہیں ہے - شوہر نے اچھی طرح رکھا تو اور بُری طرح رکھا تو ہر حال میں راضی ہے

ف ۱۸ ہمّت و استقلال - عورت کو جو تکلیف وضع حمل کے وقت ہوتی ہے اوسکا اندازہ مشکل ہے - مرد کو اگر ایکبار ایسی تکالیف کا سامنا ہو تو دوبارہ کبھی اوس مہم کا مقابلہ نکر سکیگا - برخلاف عورت کے کہ مکرّر سہ کرر اور بار بار پھر اوسی ہمّت و استقلال سے کام لیتی ہے اور منھ نہیں موڑتی ہے -

ف ۱۹ صفائی قلب و صاف باطنی - رحمدلی کے بیان میں جو تفصیل ذکور کی عیاری و مکر و فریب کے بیان کیگئی ہے اوسپر غور کیا جائے - عورت کے سامنے جب کسی مرد کی ایسی وارفتگی اور شیفتگی کو بیان کیا جاتا ہے تو عورت اپنی صاف باطنی اور سادگی کی وجہ سے اوسکو یقین کر لیتی ہے اور مطلق وہ عورت اوس مکّار و عیّار مرد کے باتوں کو جھوٹا و بے سر و پا نہیں جانتی ہے - بلکہ یقین کر لیتی ہے کہ بیشک یہ مرد مجھ پر ایسا ہی فریفتہ ہے اسکا دل اسکے قبضہ سے باہر ہے اسکو دل و جان سے

اختیار نہیں ہے - اگر میں نے اسکی خبر نہ لی تو بیچہ مرجائیگا اسکی جوانی خاک میں ملجائیگی اِس تیقن کے ساتھ رحمدلی و ایثار نفسی دیگر صفات مل ملا کر اُس مکّار معشوق کے طرف عورت کو مائل کر دیتے ہیں - اور اسطرح پر عورت بہک جاتی ہے فی نفسہ عورت کا قصور نہیں ہے - ذکور میں سے جو لوگ مکر و فریب نہیں جانتے ہیں اور سادہ دِل ہیں وہ بھی مکّاروں و دغابازوں کے پھندے میں آکر پھنس جاتے ہیں - لہذا ایسے لوگ واجب الرّحم ہیں - مصرعہ - ہم جسے سمجھے تھے دوست وہ دشمن نکلا +

ف ۲۰/۱۸ صبر و شکر - آئندہ باب مظلومیت میں ناظرین کو عورتوں کے مصائب و تکلیف تفصیل سے معلوم ہونگے باوجود ان مظالم کے عورتیں کسطرح صبر و شکر کے ساتھ اوس مظلومانہ زندگی کو ہنس بولکر کاٹ دیتی ہیں یہ حصہ عورت ہی کا ہے

تجھی سے ہیں اے پیر بھی خاریاں
نہ بھائی ہمارے تو ہمت نہیں

ف ۲۱/۱۹ عفو و درگذر - عورت کے ساتھ کتنے ہی مظالم ہوں مگر جہاں اوس سے ایک بات مہربانی کی کیگئی کہ وہ سب قصورات سے درگزر کر جاتی ہے بہتیرے مرد ظالمانہ طور پر بیوی کو مارتے ہیں مگر اوسیوقت پھر شوہر سے ہنسنے بولنے لگتی ہے اوسکے دلمیں کوئی کینہ اور بدلہ لینے کا خیال نہیں آتا ہے - عورت کو سو بار دھوکا دیکر مظلوم کرو اور یکبارا دنیٰ مہربانی سے وہ سب

ظلم و زیادتی کو بھولکر مرد کا دم بھرنے لگتی ہے -

ف ۲۲/۲۰ ضبط و تحمل - اسکی کیفیت بیان محبت میں معلوم ہو چکی ہے
عورت کو کتنی ہی شیفتگی مرد کے ساتھ ہو مگر کیا ممکن ہے کہ ہونٹ سے ہونٹ
جدا ہو جائے یا زبان سے آہ و واویلا کی صدا بلند ہو یا اوسکے حرکات
و سکنات سے کوئی بھانپ لے ممکن ہی نہیں - باوجودیکہ محبت کرتی ہے -
اور محبت میں مبتلا ہے - مگر یہ ممکن نہیں ہے کہ خود اوس مرد کو عورت
کی شیفتگی معلوم ہو - باپ بھائی شوہر اور دیگر اقربا کے طرف سے
طرح طرح کے سختیاں ہوتی ہیں مگر یہ بندی اُف نہیں کرتی ہے -

ف ۲۳/۲۱ وفاداری - یہی ایک بحث معرکہ کی ہے اور عام طور ہم ذکور نے
عورت کو بیوفائی کا خطاب دے رکھا ہے - اور قدیم الایّام سے عورت
کی بیوفائی زبان زد خاص عام ہے - حالانکہ عورت سے زیادہ کوئی وفادار نہیں ہو سکتا ہے
اب غور کرنا چاہیئے کہ عورت کو بیوفا کیوں کہا جاتا ہے - ایک کنواری عورت
ہے اور اوسپر کوئی صاحب عاشق ہو گئے ہیں عاشق بیتاب ہیں بیقرار ہیں
مرتے ہیں مگر عورت اپنی اور اپنے باپ بھائی و خاندان کی شرافت کی وجہ
سے متنفر ہے کوسوں دور بھاگتی ہے - اور اس ذکر کو برا جانتی ہے - اب حضرت
عاشق ہیں کہ اُس عورت کو بیوفائی بیدردی سنگدلی کے ساتھ یاد فرماتے
ہیں - شعراء کی تمام شاعری اسی سے بھری پڑی ہے کہ عاشق تو جان

دیتا ہے مگر معشوق خبر نہیں لیتا ہے۔ انصاف کرو عورت پر کس طرح
بیوفائی کا لفظ ایسی حالت میں صادق آسکتا ہے۔
دوسری صورت سب سے زیادہ بیوفائی کی جو بیان کیجاتی ہے کہ عورت
شوہر والی ہے یا شوہر نہیں بلکہ کسی ایک مرد کے ساتھ اوسکی دوستی ہے
کو تیسرے صاحب اُسکے خریدار پیدا ہوئے۔ عورت اگر اپنے شوہر یا پہلے
دوست کا ساتھ دیکر تیسرے خریدار کو منھ نہیں لگاتی ہے تو یہ تیسرے
صاحب اُس عورت کو بیوفا مشہور کرتے ہیں۔ اگر عورت نے ان تیسرے صاحب کا
کسیطرح پر ساتھ دیا اور اپنے جبلی خصائل رحمدلی وسادگی وایثار نفسی سے
انپر رحم کیا تو شوہر یا اون پہلے دوست کے طرف سے لعنتی کا طوق گردن میں
ڈالکر بیوفائی کا خطاب ملتا ہے گویم مشکل وگرنگویم مشکل بیچاری عورت کی
جان عذاب میں ہے۔ اپنے شوہر یا اپنے پہلے دوست کی رفاقت وہمدردی
ومحبت کا خیال تیسرے صاحب سے باز رکھتا ہے۔ اور تیسرے صاحب کی بیقراری
وارفتگی دیوانگی قریب المرگی اسکے رحم ومہربانی کو جوش میں لاکر ان تیسرے
صاحب پر مہربانی کیلئے مجبور کرتے ہیں۔
ف ۲۴ اس کشمکش سے آخر کار عورت ایک طرف ہو جاتی ہے اور
فریق ثانی کو مجبوراً چھوڑنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایک میان میں دو تلواریں
نہیں رہ سکتی ہیں۔ اب عورت کسکو ترجیح دیتی ہے اور کسطرح ایک کو چھوڑ

دوسرے کو پکڑتی ہے۔ اسکے لئے علوم قدیمہ و جدیدہ سائنس پر غور کرنا
چاہیئے۔ ہر چیز کثیر اپنی ہمجنس قلیل کو اپنے میں جذب کر لیتی ہے۔ بڑا چھوٹے پر
غالب آتا ہے۔ زر زر کشد در جہاں گنج گنج ٭ کسی بیوقوف نے اسکی معنی پر
تو غور نکیا اور ایک روپیہ لیکر بازار گیا اور ایک صراف کی دکان پر روپیوں کی
ڈھیری دیکھکر اپنے روپیہ کو اس ڈھیری زر میں پھینکر منتظر کھڑے رہے صراف بھی
چپ تماشہ دیکھ رہا تھا جب تھوڑی دیر گذر گئی تو اس بیوقوف کو تلملی پڑی کہ
ابتک روپیہ اڑھکر میرے پاس نہیں آیا۔ آخر صراف نے اسکو قریب بلاکر
پوچھا بیوقوف نے صاف بیان کر دیا کہ زر زر کشد کو سنکر میں تمھارے
دکان سے روپیہ کھینچنے کو آیا تھا وہ روپیہ میں نے تمھارے روپیوں کی
ڈھیری میں پھینکدیا۔ مگر تمھارے دکان کا روپیہ ابتک میرے پاس نہیں آیا۔
صراف نے کہا تم نے جو سنا وہ بات تو سچ ہے مگر تم نے سمجھنے میں غلطی کی اتنا تو
خیال کرو کہ بڑا چھوٹے کو گھسیٹ سکتا ہے یا چھوٹا بڑے کو؟ ظاہر بات ہے
کہ زیادہ طاقت والا کمزور کو اپنے طرف گھسیٹ لیگا۔ میرے روپیہ زیادہ
تھے تمھارا ایک روپیہ کم لہذا میرے زیادہ روپیوں نے تمھارے ایک روپیہ کو
گھسیٹ لیا۔ اگر میری دکان پر روپیہ نہوتے تو تمھارا روپیہ میرے پاس کیوں آتا
رات دن چشم دید واقعات آنکھوں سے گذرتے ہیں کہ بڑا چھوٹے پر
غالب آتا ہے۔ ایک ملک پر جب دو بادشاہ چڑھائی کرتے ہیں تو ان میں سے

جسکی بادشاہت و ساز و سامان زبردست ہوتا ہے اُسیکو غلبہ اور فتح
حاصل ہوتی ہے۔ ایک ٹکڑے مقناطیس کو آہن سے قریب کرو وہ ٹکڑا
مقناطیس کا لوہے کو گھسیٹ لیگا لیکن جب لوہے کے طرف کوئی شخص
دوسرا بڑا حصہ مقناطیس کا رکھدے تو وہ لوہا پہلے ٹکڑے کو چھوڑ کر
اُس بڑے حصہ مقناطیس سے چسپاں ہو جائیگا۔ اسمیں لوہے کا ذاتی
کوئی فعل نہیں ہے۔ بعینہ یہی حال مرد و عورت کا ہے۔ جنس ذکور و جنس
اُناث میں ایک مقناطیسی کشش ہے۔ بلا لحاظ مشرقی و مغربی و کالے
و گورے و شریف و رذیل و امیر و فقیر و متقی و فاسق و خواندہ و ناخواندہ و
شہری و جنگلی کے روئے زمین پر چاہے وہ کسی قسم کی عورت ہو اور روئے زمین کا
چاہے کوئی بھی مرد ہو جب دونوں ملینگے بلا لحاظ رنگ و روپ و خواص کے
ایک دوسرے سے ملجائینگے۔ فرض کرو یورپ میں کوئی مرد رہے یا یورپین
عورت کسی ایسے افریقہ کے جنگل میں پہونچ جائے جہاں سیوائے وحشی سیاہ فام
حبشیوں کے اور کوئی نہو تو اوسی جنگلی حبشی کے ساتھ اسیطرح مواصلت کریگی
جسطرح یورپین جنٹلمین کے ساتھ۔ لھذا یہہ مسلمہ ہے کہ جنس ذکور و اُناث میں
جو کشش مقناطیسی ہے اُسیکے سارے کرشمہ ہیں اور سب لذت کی جو مواصلت
عورت و مرد سے حاصل ہوتی ہے۔ مقناطیسی کشش ہی کا سبب ہے کہ ہر مرد
ہر عورت کا مشتاق اور ہر عورت ہر مرد کی مشتاق ہے۔ اسمیں کسی فرد

اور کسی عورت کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ لہذا جب کسی ایک عورت کے ایک سے
زاید دو چار دس پانچ اور اس سے بھی زاید خریدار و مشتاق پیدا ہو جائینگے
ایسی حالت میں جس خواستمند و خریدار کی کشش زیادہ اور قوی ہوگی۔ عورت
لامحالہ فطرۃً اس مرد کے ساتھ جذب ہو کر دوسرے جذب کنندگاں کو چھوڑ دیگی
اسمیں عورت کا ذاتی فعل مطلق نہیں ہے۔ اب زیادہ اثر مقناطیسی کھینچنے والا
چاہے منگیتر ہو یا شوہر یا پہلا دوست ہو یا دوسرا تیسرا یا کوئی بھی ہو بغیر مقابلہ قوی
و زاید المقدار مقناطیس کے جسطرح لوہا چھوٹے ٹکڑے مقناطیس کو نہیں چھوڑتا
ہے اسیطرح سے بغیر طلب قوی تر جذب محبت رکھنے والے مرد کی عورت کبھی
موجودہ منگیتر یا شوہر یا دوست کو نہیں چھوڑتی ہے۔ اگر عورت از خود بلا درخواست
و اظہار محبت کسی دوسرے زاید محبت کرنے والے کے موجودہ مرد کو چھوڑ دیتی تب
البتہ بیوفائی کا الزام عورت کو دیا جا سکتا تھا۔ لیکن کوئی ایک واقعہ بھی
ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کسی عورت کا کوئی دوسرا چاہنے والا پیدا
ہو کر اسکے پیچھے پڑے اور عورت از خود موجودہ مرد کو باوجود مرد کے حسن سلوک
و حسن معاشرت کے چھوڑ کر دوسرے مرد کو تلاش کرتی پھرے۔ اکثر کشش مقناطیسی
کیلئے صرف ایک محبت ہی نہیں ہے بلکہ محبت سے بڑھکر اصل چیز کشش مقناطیسی
کیلئے ہم جنسیت و میلان طبع کی موافقت ہے۔
مثلاً عورت کا میلان طبع زیادہ تر مباشرت کے طرف ہے اور مرد کا زیدکیطرف

یا اسکے بالعکس عورت مباشرت سے متنفر ہے اور مرد کو مباشرت کا زائد میلان ہے۔ ایک کا میلان طبع گھر گرہستی کی طرف ہے اور دوسرے کا سیر و تفریح کے جانب ایک کا میلان طبع سخاوت کی طرف ہے دوسرے کا بخل کے جانب۔ ایک مہمان نوازی کا شیدا ہے اور دوسرا روٹی چور ہے۔ ایک خوش مزاج ہے اور دوسرا بدمزاج۔ ایک زندہ دل ہے اور دوسرا پژمردہ خاطر۔ ایک عیاش پسند ہے اور دوسرا عیاشی سے متنفر۔ ایک صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے دوسرا صوم و صلوٰۃ کو جانتا ہی نہیں۔ ایک موحد و متوکل ہے ہر بات میں خدا کے طرف رجوع کرتا ہے دوسرا اسباب کا شیدا ہے۔ ایک روشن خیال ہے دوسرا محدود الخیال۔ ایک متعصب ہے دوسرا غیر متعصب۔ ایک کنجوس ہے تو دوسرا بذل۔ ایک اپنی عیش و آرام کو مقدم جانتا ہے دوسرا اور وں کی عیش و آرام کو اپنے اوپر مقدم رکھنے کا میلان رکھتا ہے۔ ایک تندخو ہے دوسرا حلیم و بردبار ہے۔ ایک کے مزاج میں انتقام کا مادہ زیادہ ہے اور دوسرے کی مزاج میں عفو کا مادہ زائد ہے۔ ایک سلیقہ مندی کا شیدا ہے اور دوسرا سلیقہ مندی کے مادہ سے کورا ہے۔ ایک کی طبیعت میں محبت و ہمدردی کا مادہ ہے مگر دوسرے کی مزاج میں محبت و ہمدردی کا مادہ ہی نہیں ہے۔ ایک کی طبیعت میں چلبلا پن ہے تو دوسرے کی مزاج میں اسکے بابت نفرت کا مادہ ہے۔ ایک نفاست پسند ہے تو دوسرا غلیظ طبیعت کا

ایک علم دوست ہے اور دوسرے میں جہالت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ ایک حُسن پرست ہے تو دوسرے میں حُسن پرستی کی قابلیت ہی مفقود ہے۔ غرضکہ صدہا اس قسم کی باتیں ہیں جو ایک کو مرغوب ہوتی ہیں اور وہی امور دوسرے کو مکروہ معلوم ہوتے ہیں۔ زاہد و متقی کے نزدیک عیاشی نہایت مکروہ ہے اور زہد و تقویٰ محبوب ہے۔ مگر دوسرے اسکے خلاف ہیں اُنکو عیاشی محبوب ہے اور زہد و تقویٰ مرغوب ہی نہیں ہے۔ دنیا میں محمود و مذموم کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ہر شخص کی تخلیق میں جس مادہ کا غلبہ ہوگا اُسکو بمناسبت اپنی تخلیق کے وہ چیز مرغوب یا مکروہ معلوم ہوگی۔ ہر انسان کی تخلیق میں خواص جداگانہ ہیں۔ باپ بیٹے بھائی بھائی کیلئے ایک تخلیق و ایک میلان و رغبت لازمی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اغیار اور یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات باپ بھائی کے مقابل اغیار سے بوجہ مناسبت طبعی کے اتحاد زیادہ ہو جاتا ہے۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب بآسانی یہ بات سمجھ میں آجائیگی کہ عورت کا تعلق ایک مرد سے ٹوٹکر دوسرے مرد سے کیونکر اور کیوں ہو جاتا ہے۔ اگر زوجین میں مناسبت طبعی کامل طور پر نہیں ہے تو یہ عورت جب کبھی کسی ایسے مرد سے دوچار ہوگی اور میل جول ملنا جلنا ہوگا جسکے خواص طبعیت کو عورت کے خواص طبعیت اور عورت کو اُس مرد کے خواص طبعیت سے مناسبت و اتحاد زاید ہے تو ضرور بالضرور وہ عورت بمقتضاء الجنس یمیل الی الجنس کے اوس دوسرے مرد سے

متحد ہوجائیگی اور دونوں میں محبت و اتحاد ہوجائیگا - ایک مکان میں
مختلف جانور مرغ تیتر کوتے مرغابی وغیرہ وغیرہ پرندوں کو چھوڑ کر ایک
کبوتری کو اونہیں چھوڑ دیا جائے وہ کبوتری برسوں اون جانوروں کے
ساتھ رہیگی - دانہ چارہ میں شریک رہیگی - مگر کسی جانور سے اُس کبوتری کا
جوڑا نہ لگیگا - اور دو چار برس اسطرح رہنے کے بعد بھی جب کبھی ایک کبوتر مکان کی
چھت پر بٹھلا دیا جائے تو وہ کبوتری ضرور اُن سب جانوروں سے الگ ہوکر
پُھر سے کبوتر کے پاس اوڑ جائیگی یا کبوتر اُس مکان میں آکر سب جانورونکو
چھوڑ اُس کبوتری سے جوڑا لگ جائیگا - یا دس بیس کبوتر اونہیں ایک
کبوتری کو چھوڑ دیا جائے سب ہی کبوتر اوس کبوتری پر لوٹ پڑینگے مگر
وہ کبوتری سب سے ہم جفت کبھی نہوگی - بلکہ جو کبوتر اُس کبوتری کے مناسب
طبعیت ہوگا اُسی سے جوڑا لگ جائیگا - اسلئے سیاہ و سفید و ابلق کی قسمیں ہیں یعنی
سفید کبوتری ہے اور متعدد کبوتر سفید و کالے و سُرخ رنگ وغیرہ کے
موجود ہیں ہمارا دل چاہتا ہے سفید کبوتری سفید کبوتر کے ساتھ جوڑا لگے
مگر وہ کبوتری سفید کبوتر کو چھوڑ دوسرے سیاہ و سُرخ رنگ کے کبوتر سے جوڑا
لگ جاتی ہے - یہ کیا بات ہے وہی اندرونی میلان و مناسبت طبعی کا سبب ہے - یہی
حال مرد و عورت کا ہے - جب عورت کی مناسب طبع مرد کی کھینچ جائیگی و ملاقات ہوگی
لازمی طور پر اُس مرد کی کشش مقناطیسی اُس عورت کو اور عورت اوس مرد کو اپنی طرف

کھینچ لیگا - کبوتر با کبوتر باز با باز ۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ۔ اسمیں عورت و مرد دونوں کا مطلق قصور نہیں بلکہ فطرتی و تخلیق مادہ کا اتحاد اسکا باعث ہے عورت کو بیوفائی کا الزام دینا جھوٹ بالکل جھوٹ و اتہام ہے۔ فطرتی و تخلیقی مادہ کے میلان کو روکنے کیلئے ایک صورت البتہ ہے یعنے عشق! کیونکہ عشق ایک ایسی آگ ہے جو تخلیقی و فطرتی مادہ کو جلا ڈالتی ہے۔ دنیا میں صرف عشق ہی ایک ایسی چیز ہے جو فطرت و تخلیق کو بدل دیتا ہے۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما
وے طبیب جملہ علتہائے ما

اِس شعر کا مطلب اب سمجھ میں آگیا ہوگا کہ عشق جملہ جذبات انسانی و فطرتی و خواہشات کو فنا کرکے محبوب کے جذبات و خواہشات سے متحد کر دیتا ہے۔ سائنس داں اِن نئے دیوانے خیالات کے تمام حاضرین اگر ذکور و اناث کے میلان طبع و ہمجنسی جذب مقناطیسی پر غور کرینگے تو صدہا مسائل مختلف فیہ حل ہو جائینگے اور اسی سے عورات کیلئے غیر محرم ذکور سے پردہ کی رسم اور وجہ اچھی طرح سے ظاہر و ہویدا ہو جائیگی - پس عورت کو بیوفائی کا الزام دینا سراسر غلطی و ظلم و اتہام ہے جو کچھ قصور ہے وہ اپنا ہے۔

ف ۲۳ اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری محبوبہ بیوی یا دوسری عورت تم کو چھوڑ کر دوسرے مرد کی نہو جائے تو تم اس عورت کے ساتھہ سچی محبت کرکے

انتہا درجہ کا عشق پیدا کرو جیسا کہ بیان محبت میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اپنی میلان طبع کو عورت کی میلان طبع سے موافق و متحد بناؤ۔ اگر تم اپنی بیوی کے ساتھ اسطرح کی محبت کرو کہ اپنے تن من کو اپنے خواہشات کو اپنے ارادہ کو اپنی رائے کو اپنے راحت و آرام کو اپنے حرکات و سکنات کو بیوی کے اوپر قربان و نثار کرو۔ اور سوائے تمھاری بیوی کے دوسرے کسی کی محبت اتنی تمھارے دل میں نہو کہ تم کو اپنی بیوی کا کوئی فعل بیجا (حبّک الشئی یُعمی و یُصم) کے مطابق معلوم ہو۔ اسطرح سے بیوی کے ساتھ عشق رکھنے والے مرد کو اگر آجتک کسی عورت نے چھوڑ دیا ہو تو بتلایا جائے۔ ایسا سچا عشق و محبت رکھنے والا مرد اپنی بیوی کو اگر ہزاروں مردوں میں تنہا چھوڑ دیگا تو وہ عورت ویسی ہی عاصمہ رہیگی اور ہرگز کسی مرد کے جعل و فریب میں نہ آئیگی۔ کیونکہ اُسکے شوہر کا جذب مقناطیسی سے بھرا ہوا ہے اور اسی لئے خدا نے تاکید فرمائی ہے وعاشروھن بالمعروف کہ عورتوں کے ساتھ اچھی طرح معاشرت کرو تا کہ اُس عورت کو تم سے زاید حسن معاشرت رکھنے والا اپنی کشش مقناطیسی سے تم سے الگ نکر سکے اور وہ عورت تم سے جدا نہو سکے

ف ۴۶ اور اسیوجہ سے عورت کے لئے پردہ تجویز کیا گیا ہے۔ اور عورت کا نام مستورات رکھا گیا ہے کہ وہ چیز چھپی ہوئی رہنے کی قابل ہے کیونکہ ایک تو گرانمایہ چیز ہے دوسری بوجہ اُسکے کمال و فضائل و اعلیٰ مرتبت و تمام چیزوں سے زیادہ و لذیذ زیادہ منفعت بخش زیادہ مسرت دہ ہونے کے ہر شخص اوسکا طالب

وخواستگار وجان ومال قربان کرنے والا ہے۔ ہر شخص عورت کو جذب
کرنے کیلئے قدرتی طور پر کشش مقناطیسی رکھتا ہے۔ اور ہر عورت کے شوہر کو
کمال محبت نصیب نہیں ہے۔ مرد کی ناقص محبت وناقص کشش مقناطیسی
کی وجہ سے خوف ہی نہیں بلکہ احتمال غالب ہے کہ دوسرے طالب وخواستگار کی
زیادتی کشش مقناطیسی عورت کو اپنے طرف کھینچ لیجائے۔ افسوس ہے کہ
اسوقت کے ناعاقبت اندیش اپنی خودغرضی سے ان مصالح پر غور
فکر کے پردہ دری کو اچھا سمجھے ہوئے ہیں۔ اور فطرتی میلان طبع
ومناسبت مزاجی کی کشش مجانست کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ جبتک
کسی مرد کو کسی عورت کے ساتھ جائز طور پر یا کسی عورت کو کسی مرد کے ساتھ جائز
طور پر ایسی محبت نہو کہ اسکا جذب مقناطیسی شدت سے غالب ہو۔ جیسا کہ ابھی
ذکر کیا گیا ہے اسوقت تک عورتونکا غیر محرم مردوں سے دور رہنا ضروری ہے۔ ورنہ یاد رکھو
فائدہ یہہ جذب مقناطیسی قدرتی طور پر کام کرکے عورت کو اپنے طرف
کھینچ لیگا اور یہی سبب ہے جو یورپ میں عورتوں ومردوں کے عام طور پر اختلاط
کی وجہ سے ناگفتہ بہ واقعات پیش آتے ہیں یا ایشیا میں پردہ نشین عورات کو
عزیز اقارب ہر وقت ملنے جلنے والے مردوں کے ساتھ ان ناگفتہ واقعات کا
سامنا ہوجاتا ہے۔ اسمیں عورت کا مطلق کوئی قصور نہیں ہے نہ اس سے
اسکی اوصاف عفت وعصمت اور وفاداری پر کوئی طعنہ زنی ہوسکتی ہے۔

فطرتی و قدرتی تخلیق کے خلاف کوئی شخص اپنی کوشش سے غالب نہیں آسکتا ہے۔

ف ۲۸ اے عورت تو جذب مقناطیسی بتلا کر ابھی جس قسم کی محبت مردوں کیلئے بتلائی گئی ہے ایسی محبت نہ تو محض حسن کے وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے نہ دولت کے وجہ سے کیونکہ یہ ہر دو عارضی ہیں۔ اور فضلنا بعضکم علی بعض کی ایک سوا ایک زاید ہوتا ہے۔ لہذا اس قسم کی محبت کہ مرد کو سیوائے اپنی زوجہ کے دوسری عورت کا خیال تک نہ آسکے اسیوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ عورت کمال نسوانی کامل طور پر رکھتی ہو۔ ہر عورت میں کمال نسوانی بالقوہ موجود ہے لیکن عوارض کے سبب سے جبکہ عورت کو یہ کمال نسوانی حاصل نہیں ہوتا ہے اسوقت عورت ایسی ہے جیسے کبوتر بے پر و بال کے ہوتا ہے۔

ف ۲۹ عورت کو اگر کمال نسوانی حاصل ہو پھر اُسوقت زبردست سے زاید زبردست و ظالم سے زیادہ ظالم اور بڑے سے بڑا بادشاہ اور بدمعاش سے زاید بدمعاش و پرہیزگار سے زیادہ پرہیزگار کوئی مرد اُس عورت کے مقابلے میں غالب نہیں آسکتا ہے۔ خداوند کریم نے عورت کو ایسے معجزات و مسیحائی کی قوت و قدرت عطا کی ہے کہ بعض وقت جو کام عورت کر جاتی ہے وہ کام بڑے سورماؤں سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بادشاہ بھی مطیع ہو جاتا ہے اور وزیر بھی عالم و صوفی و پرہیزگار بھی عورت کا مطیع ہو جاتا ہے۔ اور اوباش و عیاش بھی ظالم بھی مطیع ہو جاتا ہے اور عادل بھی نیک مرد بھی

مطیع ہو جاتا ہے اور بد بھی۔ غرضکہ عورت اگر اپنے کمال نسوانی میں کامل ہے تو
ہر قسم کا ایسا مرد جو ایسی عورت کی زوجیت کا شرف حاصل کرے عورت کا پورا
مطیع و فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اب وہ عورت اس مرد کو چاہے اسکی حالت
بادشاہت پر قایم رکھے یا فقیر بنا دے۔ پرہیزگار کو پرہیزگار ہی رہنے دے یا اسے ترک کرکے
فسق و فجور پر لگا دے۔ اوباش و عیاش کو اُسی حالت پر رکھے یا اسکو صالح
و پرہیزگار بنا دے۔ ظالم کو ویسا ہی ظالم رکھے یا عادل و رحمدل بنا دے۔
عادل کو عدل پر قایم رکھے یا ظالم بنا دے۔ نیک مرد کو نیکی پر قایم رکھکر
اور زیادہ نیک بنا دے یا بد کر دے۔ بد کو چاہے اور زیادہ بدکار بنا دے
یا نیک کر دے۔ غرضکہ مذکورہ تمام خصائل جو بمنزلہ طبیعت ثانیہ کے راسخ
ہو چکے ہیں انکی تبدیلی سوائے عورت کے اور کوئی فرد بشر دوسرا نہیں کر سکتا
جس جس شخص کو ایسے باکمال عورت سے سابقہ پڑا ہے وہ اسکی تصدیق کرینگے
تاریخ سے ان واقعات مذکورہ کی آپکو تصدیق ہو سکتی ہے۔

ف ۲۸ عورت کو کمال النسوانی نہیں حاصل ہو سکتا ہے جبتک تعلیم
و تربیت کمال النسوانی کی ندیجائے جہالت کمال النسوانی سے محروم کر دیتی
ہے۔ اسیطرح سے عورت کے باہر پھرنے اور اغیار سے مخالطت اور
کھیل و تماشہ سیر و سیاحت میں شب و روز اوقات گزاری سے عورت
کمال النسوانی میں مہارت پیدا کرنے سے محروم ہو جاتی ہے۔ کیا اسباب پر

کمال حاصل کریگی تب اوسکو وہ مرتبہ محبوبیت و معشوقیت کا حاصل ہوگا جسکی قدرت
و قوت کے مقابل کوئی مرد غالب نہیں آسکتا ہے اور عورت ہی ہمیشہ غالب
فتح مند رہیگی - اس کمال النسوانی حاصل کرنے کیلئے رنگ و روپ و دولت کی مطلق
ضرورت نہیں ہے - ہر چیز کا کمال یہی ہے کہ وہ اپنی غرض و تخلیق کو پورا
کردے - پس اے عورتو! اگر تم اپنی تخلیق کی غرض و غایت پوری کرنا چاہتی ہو تو سمجھو
کمال النسوانی یہ ہے تمہاری تخلیق کی غرض اول ہی تمکو معلوم ہو چکی لتسکنوا الیہا
یعنے آدمی کو تم سے تسکین ہو - یاد رکھو مرد کے تمام افکارات و تردّدات و مصیبات
و رنج و غم عورت کی ایک گھڑی بھر کی صحبت و ملاقات سے اگر دور نہوں اور
بیوی کی ایک دم بھر کی ہمدردی و غمگساری شوہر کو دنیا و مافیہا سے غنی و بےفکر
و خوش وقت اگر نہ کرے تو سمجھنا چاہئیے یہ عورت اپنی کمال النسوانی سے بے بہرہ ہے
اور اسنے اپنی تخلیق کی غرض و غایت کو پورا نکیا - جو عورتیں اپنی تخلیق کے اغراض کو
پورا نہیں کرتی ہیں اگرچہ اسمیں بھی وہ عورتیں معذور و بے قصور ہیں اسلئے کہ انکی
ورثا ماں باپ بھائیوں نے انکو جاہل اور کسب کمال النسوانی سے محروم رکھا ہے اور عورتوں کی
بہت ہی بے قدری کیگئی ہے - تاہم اے جنس اناث! تم بھی اپنی حقیقت سے آگاہ
ہو کر حکمت عملی سے کام لیکر اپنے کمال النسوانی کے حصول کی کوشش کرو - آئندہ
باب میں تفصیل سے بیان آئیگا -

الغرض عورتوں کے اسقدر فضائل ہیں کہ اگر ہر ایک کو با تفصیل دلائل و براہین سے

بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو سکتی ہے۔ اور بجز یہ دیکھ کہ عورتوں کی
فضیلت کو سمجھانے کیلئے کیا جائے گا۔ جیسے کہ تعصب جہالت و ہندوستانی رسم و رواج نے مردوں
کو ایسا اندھا کر دیا ہے کہ جنس اناث کے فضائل و مراتب و گراں مایگی کی طرف
کبھی کسی کا خیال ہی نہیں جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی منصف مزاج سمجھدار شخص
ٹھنڈے دل سے غور کرتا ہے اور انصاف کی نظر ڈالیگا اسوقت اسکی آنکھیں کھل جائینگی اور معلوم ہوگا کہ
جنس اناث کیسی قیمتی چیز ہے کیسی بیش بہا اعلی درجہ کی خدا کی نعمت اور امانت ہے۔ ہم مردوں
کی بقا اور زندگی کا لطف اور تمدن کا مجد وہ عورتوں کے قبضہ میں ہے۔ استقرار
حمل سے سن شعور تک والدہ کی شفقت و پرورش سے ہماری زیست ہے جو جنس
اناث ہی کی ایک فرد ہے اور بیٹے کیلئے والدہ ہے تو یہی عورت کسی کی زوجہ
بھی ہے اور جو زوجہ ہے وہ عورت آخر ماں بھی ہمارے کسی عزیز و خویش کیلئے
ہوتی ہے۔ حیثیت بدل جانے سے کسی کی ذاتی فضیلت نہیں دور ہو سکتی ہے
سن بلوغ سے مرتے دم تک بیوی کی رفاقت پر ہماری زندگی کا دار و مدار
ہے۔ بغیر رفاقت عورت کے کوئی مرد کامیابی و لطف کی زندگی حاصل نہیں
کر سکتا ہے۔ لہذا جنس اناث کی جسقدر عزت و توقیر و احترام کیا جائے
وہ کم ہے۔ مرد جو عورتوں کی قدر نہیں کرتے ہیں وہ درحقیقت
خدا کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔
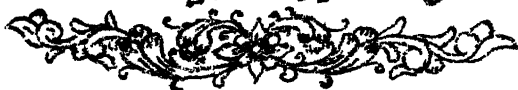
باب دوم

عورتوں کے حقوق۔

ف (۲۳۰) جو لوگ کہتے ہیں عورتوں کو بھی حقوق مساوی طور سے
حاصل ہیں وہ بھی سچ کہتے ہیں اور جو لوگ اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی حق
بجانب ہیں (بشرطیکہ انکا یہ مطلب ہو کہ) عورتوں کو بھی مردوں کی طرح حقوق مطلق
عورتوں کو اپنے نفس کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ عورتوں پر جبر کرنے کا
کسی کو کوئی حق نہیں ہے وہ اپنے نفس کی مالک آپ ہیں ویسی ہی ہیں جس طرح
ہر مرد آزاد ہوتا ہے۔ لیکن اسکے معنی مختلف ہو سکتے ہیں اور اسی وجہ سے
دو فریق ہو گئے ہیں ایک موافق دوسرا مخالف۔

آئندہ باب سوم میں آپ کو معلوم ہوگا کہ یہاں مساوات حقوق یا آزادی کی
پوری طور سے تشریح کر دی ہے کہ جن معنی سے یورپ و متعلقین یورپ
مساوات حقوق و آزادی کی معنی لیتے ہیں وہ محال اور بالکل محال عقل
و تمدن ہے اور یہاں ہم نے بتلایا ہے کہ شک نہیں عورتوں کو بھی اپنے
نفس کا آزادانہ حق حاصل ہے۔ اور خدا و رسول و قرآن بھی اسی کے
نسبت تاکید کرتا ہے کہ عورتوں کو بھی حقوق حاصل ہیں۔ و لہن مثل

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ جسطرح سے مردوں کو عورتوں پر حقوق حاصل ہیں ویسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں اور یہی معنی ہیں مساوات حقوق وآزادی کے۔ مساوات حقوق کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو چیز ایک کیلئے جائز کیگئی ہے وہی چیز دوسرے کیلئے بھی جائز ہو ایسا کرنا قانون قدرت وفطرت کے خلاف ہے۔ البتہ ایک کے لئے مثلاً ایک چیز جائز کی گئی ہے تو دوسرے کے لئے اوس کے مقابل دوسری چیز ایسی جائز کی گئی جو اوّل الذکر کے لئے جائز نہیں۔ چلو دونوں برابر ہو گئے۔ اس طرح پر عورتوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ دیا دسکو جسکے قابل نظر آیا۔ چونکہ باب چہارم وپنجم میں تفصیل سے عورتوں کے حقوق کی تشریح کیجاتی ہے اسلئے یہاں پر زیادہ صراحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تفصیلی بیان سے واضح ہوگا کہ بعض بعض مواقع پر مردوں سے زاید عورتوں کو حقوق وآزادی حاصل ہے۔

تیسرا باب

عورتوں کی مظلومیت

ف ۳۳ کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے
نہ سنواۓ خدا شیون کسی کا

ف عورتوں کے ساتھ جو مظالم ہوتے ہیں چونکہ وہ عالمگیر ہیں اور اون کی نوعیت بلحاظ مرز و بوم کے مختلف ہے اسلئے قبل اسکے کہ مظلومیت کی تشریح کیجائے اوّل اسبات کی ضرورت ہے کہ

ف ۳۴ آبادی دنیا کو مناسب طور سے تقسیم کیا جاۓ۔

پہلے تقسیم بلحاظ مذہب ۔

اہل کتاب ۔ غیر اہل کتاب ۔

اہل کتاب کی تقسیم ۔

یوروپین ۔ ایشیائی ۔

غیر اہل کتاب کی تقسیم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس مذہب والے عموماً ایشیائی ہیں۔ علیٰ ہٰذا یوروپین کی تقسیم کی بھی ضرورت اسلئے نہیں ہے کہ تمام یورپ عموماً عیسائی مذہب رکھتا ہے۔ یورپ میں

اگر غیر مسیحی ہیں یا ایشیا میں عیسائی تو اونکی تعداد قلیل ہے حکم بلحاظ کثرت
کیا جاتا ہے تعداد قلیل کا لحاظ نہیں ہوتا ہے-

ایشیا میں البتہ دو قسم ہیں ایک غیر اہل کتاب - دوسرے اہل کتاب - ایشیائی
اہل کتاب سے مراد مسلمان ہیں اسلئے کہ مسلمانوں ہی کی تعداد بہ نسبت دیگر
اہل کتاب کی ایشیا میں زاید ہے -

اب مسلمانوں کی تقسیم بلحاظ وجاہت و تمدن و علم کے تین طرح پر حسب ذیل ہے-

طبقہ اعلیٰ - طبقہ اوسط - طبقہ ادنیٰ -

یا اسکے مرادف بلحاظ دولت

اُمرا - اوسط درجہ کے خوش باش - غربا

یا اسکے مرادف بلحاظ تمدن

شہری - نیم شہری قصباتی - دیہاتی و دہقانی -

یا یوں کہو

فرسٹ کلاس - سکنڈ کلاس - تھرڈ کلاس -

یا یوں سمجھو

اوّل درجہ کے لوگ - اوسط درجہ کے - ادنیٰ درجہ کے -

ف اب ہم سب سے پہلے قدیم آبادی غیر اہل کتاب عورات کی مظلومیت کو بیان
کرینگے اسکے بعد مسلمان عورتوں کی مظلومیت اور آخر میں مسیحی عورتوں کی مظلومیت کا بیان ہوگا

ف ۳۵ اسلام سے پہلے عورتوں کی زندگی جس مظلومیت میں گزرتی
تھی اونکی داستانیں اکثر مصنفین سنا چکے ہیں۔

دفعہ (۱) مثلاً شیخت اب۔ باپ کو اس بات کی غیرت تھی کہ ہم کو کوئی سسرا
کہیگا۔ ہماری بیٹی دوسرے مردوں کے ساتھ ہمبستر ہو کتنی بڑی شرم کی بات ہے
اسلئے دختر کو زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا اور اس معصوم بے گناہ کی کوئی
مدد نہ کرتا تھا۔ اس ظالم باپ کی اس حرکت کو برا سمجھتا تھا کیونکہ ساری قوم اسی
مرض میں مبتلا تھی۔ آخر قرآن نے للکارا۔ بای ذنب قتلت۔ اس للکار کی وجہ سے
رفتہ رفتہ وہ ظلم دنیا سے اوٹھ گیا۔

ف ۳۶ دفعہ (۲) اب غیر مسلم انسانی عورتوں کی مظلومیت
جو باقی ہے وہ یہ ہے۔ چھ مہینے سے لیکر پانچ چھ برس کی عمر کے اندر اندر
شادی ہو جاتی ہے گویا انکے سن شعور سے پہلے اونکی آزادی سلب ہو جاتی ہے

دفعہ (۳) اتفاق سے شوہر مرجائے تو یہ معصومہ نابالغ لڑکی مرنے سے پہلے
زندہ درگور ہو جاتی ہے۔ اوسکی تمام آرزوئیں اوسکی تمام امنگیں خاک میں
ملجاتی ہے۔ اوسکا شباب ہزاروں چرکے دیتا ہے اور وہ غریب لڑکی
آہ سرد بھرتی ہے آسمان کے طرف نظر کرتی ہے آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے
ہیں مگر خون کے اپنے گھونٹ پیکر رہجاتی ہے۔ سر مونڈ دیا جاتا ہے۔ ایک سفید
کپڑا دیا جاتا ہے کہ لپیٹ کر جسم کو ڈھانپ لے۔ وہ کوئی اچھا یا رنگین کپڑا نہیں

پہن سکتی ہے۔ وہ لڑکی کوئی زیور نہیں پہن سکتی۔ وہ آنکھوں میں انجن نہیں لگا سکتی ہے
بال ہی نہیں ہیں تو تیل کس میں ڈالے و کنگھی کس میں کرے۔ کپڑے ہی نہیں رہے خوشبو
کس میں لگا کر دل خوش کرے۔ وہ کسی بھولی گے عورتوں کے ساتھ بیٹھ اور اٹھ
نہیں سکتی ہے۔ وہ بیگناہ منحوس سمجھی جاتی ہے۔ کوئی عزیز دنیا میں سے اسباب کا
روا دار نہیں ہے کہ وہ کسی کو یا اسکو کوئی چھو لے۔ وہ دنیا کی تمام لذتوں سے
بے قصور محروم کر دیگئی ہے۔ اٹھتی جوانی ہے۔ خون بغیر معمولی چکر لگاتا ہے۔ دل
سب کچھ مقتضیات شباب کو چاہتا ہے مگر مسوس مسوس کے رہجاتی ہے۔ ساری
ساری رات تنہا اپنے منحوس بستر و منحوس گوشہ میں کروٹیں لیتی رہتی ہے۔

کباب سیخ ہیں کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ہر چند سو جانے کی کوشش کرتی ہے مگر جوشش جوانی کسی کروٹ اسے آرام نہیں
لینے دیتا ہے۔ آخر الامر بیقرار ہو کر اٹھ بیٹھتی ہے۔ چاروں طرف آنکھ پھاڑ پھاڑ کر
دیکھتی ہے کہ کوئی ہے جو اوس پر رحم کرے! مگر نہیں! ہر طرف سے یہی خشک جواب
ملتا ہے نہیں تو قابل رحم نہیں ہے تیرا جرم سنگین رنڈاپا ناقابل التفات ہے۔
وہ بیگناہ پھر بلبلاتی ہے۔ کیسا شوہر؟ کون شوہر؟ میرے وید پھوٹ جائیں!
اگر میں نے شوہر کو دیکھا ہی ہو! کیا میں نے شوہر کو مار ڈالا ہے؟ میں کیا جانوں!
شوہر کیسا ہوتا ہے؟ اور کسکو کہتے ہیں۔ ہائے میرا کیا قصور ہے؟ مگر اس بیکس کی

فریاد و زاری جسپر نہ ماں باپ کو التفات ہے نہ بھائی بہن خویش و اقارب کو - آخر
آسمان کی طرف منہہ کرتی ہے اور جگمگاتے ہوئے تاروں سے اپنے کلیجہ و سینہ کے
جلتے ہوئے داغوں کا مقابلہ کر کے پھر رونے لگتی ہے اور کہتی ہے اے بھگوان یہہ
کیسی بپتا مجھہ پر پڑی ہے - اے بھگوان تو ہی مجھہ بیکس کی مدد کر اور میری زندگی کا
خاتمہ کر دے کہ اس عذاب سے نجات پاؤں - جان پر بنی ہے

گذر رہی شب یونہیں سر کو دھنتے ؞ تارے گنتے تنکے چنتے -

اس مصیبت سے لاکھوں درجہ بہتر تھا کہ مجھکو زندہ زمین میں گاڑ دیا جاتا
اسی طرح سے ساری عمر ظلم سہتے اوسکو گذر جاتا ہے -

دفعہ (۴) خوش قسمتی سے اگر جوان ہونے تک شوہر بھی زندہ رہا اور پھر چند روز کے
بعد مر گیا تو اب اس بیچاری کی شرافت اسی میں ہے کہ شوہر کے ساتھہ ہی اس زندہ
جان کو بھی جلا دیا جائے اور وہ بیکس ستی ہو جاتی ہے - گو اس ظلم کو اب گورنمنٹ نے جبر
روکتی ہے اور اسکی وجہ سے یہہ رسم بہت کم رہگئی ہے - مگر ہمارے نزدیک عورت پر
گورنمنٹ کا بھی ظلم ہے اسلئے کہ رنڈاپے کے ساتھہ جو زندگی اوسکو عطا کیجاتی ہے
اس سے کروڑ درجہ ستی ہو جانا اچھا ہے -

دفعہ (۵) اگر عورت کے بھاگ اچھے ہیں اور شوہر بعد بلوغ کے عمر طبعی تک
زندہ رہا مگر مزاج موافق نہیں ہے یہہ بیچاری تو لونڈی کی طرح خدمت میں حاضر
مگر شوہر ہے کہ باہر گل چھرے اڑاتا ہے بازاری عورتوں کی غمزہ و کرشمہ کا شیدا ہے

عورت کا زیور و کپڑے لیجا کر آشنا کو دیتا ہے۔ راتوں کو آشنا کے ساتھ سرگرم صحبت رہتا ہے۔ اور یہ بیچاری گھر کی چور داکیلی پڑی آہ وزاری کرتی ہے۔ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر رہتی ہے مگر دم نہیں مارتی ہے۔ مرد کی بدسلوکیوں کی وجہ سے وہ اپنا دامن مرد سے نہیں چھوڑا سکتی ہے۔ کیونکہ کوئی چارہ کار مذہب نے نہیں رکھا ہے۔ آخر الامر یوں اندرونی کوفت و صدمات سہنے سے بھی امراض مزمنہ دق وغیرہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور تمام خورد و نوش و لباس و آسائش سے اسی طرح محروم رہکر جان دیدیتی ہے۔ جسطرح بصورت رنڈاپے کے ہوتا ہے۔

ڈھیر دیکھی گل رخوں کے خاک کی
واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کی

دفعہ (۶) عورتوں کو کوئی میراث باپ یا بیٹے یا شوہر کی نہیں ملتی ہے۔ اور عورت کا کسی قسم کا کوئی حق مذہب نے رکھا ہی نہیں ہے۔

دفعہ (۷) عورت کو مذہب نے محض مرد کی خدمتگزاری کے لئے رکھا ہے اور بس۔

ف ۵ دفعہ (۸) بعض سمجھدار عورتیں ان وحشیانہ مظالم کے خوف سے مذہب آبائی کو دور سے سلام کر کے کسی مرد مسلمان کا دامن پکڑ لیتی ہیں اور شارع اسلام کے قوانین و مسائل حقوق میراث و عقد ثانی و طلاق کے خوبیوں کو دیکھکر مطمئن و خوش ہو جاتی ہیں کہ اسلام نہ تو زندہ زمین میں دفن کرنے دیگا نہ ستی ہونا پڑیگا۔ نہ دنیا کے کسی جائز عیش و آرام سے منع کریگا

ایک شوہر اگر مرجائیگا تو دوسرے شوہر سے وہی سہاگ قایم رہیگا - وہ بھی مرگیا تو تیسرے سے وہ بھی مرگیا تو چوتھے شوہر سے ہمکنار رہیگی - مرنے وقت تک شوہر رہ سکتی ہوں چاہے کتنے ہی بار عقد ہو اور کتنے ہی مرد مرجائیں - شوہر اگر برسلوکی ناجایز کریگا تو قاضی صاحب خلع کرادینگے اور ظالم بدبرا کے شوہر کے پنجے سے چھوٹ جاوینگی کسی حال میں اسکے لئے دقت وتنگی نہیں ہے -

مگر چھوٹی قسمت دریدہ اسکے خیالی سمرقوں پر ہنستی ہے - اور رفتار زمانہ سے غافل ہے - یہہ نہیں جانتی ہے کہ یہہ بدنصیب عورت باوجود مسلمان ہونے کے بھی مظلومیت سے نجات نہیں پانے پائیگی جسکی حقیقت عنقریب معلوم ہوجائیگی -

ف ۳۶ اب اُس قسم کی مذہب کے عورتوں کی مظلومیت کو ملاحظہ فرمایا جائے جس مذہب کی خوبیوں کو نجات دہندہ سمجھکر غیر مسلم عورت نے اپنے آبائی دین ومذہب اپنے ماں باپ بھائی بہن خویش واقارب کنبہ وقبیلہ ذات برادری سب کو چھوڑدیا اور اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئی ہے -

مسلمان لڑکی کو اسبات کا خوف بے شک نہیں ہے کہ اوسکا باپ پسر اپنے بنے کے خیال سے اُسکو زندہ زمین میں گاڑدیگا - مسلمان لڑکی کے ماں باپ مہربان ہیں اور حد سے زیادہ اپنی لڑکی سے محبت کرتے ہیں - مسلمان لڑکی کے ورثاء ہر طرح سے لڑکی کو آرام سے رکھنا چاہتے ہیں اور بڑے خیرخواہ ہیں - مگر بدقسمت عورت کو نہیں معلوم ہے کہ وہ دوستی وخیرخواہی اسپر کیسے کیسے ظلم ڈھانے والی ہے - اب ہر ایک کا حال سنو -

ف ۳۹ اوّل درجہ کے مسلمانوں کی لڑکیاں کسطرح پرورش
پاتی ہیں - ایک عورت منھ دھوانے پر نوکر ہے - ایک عورت پاخانہ میں
پانی کا لوٹا رکھنے پر مقرر ہے - ایک عورت خاصہ کھلانے پر مامور ہے - ایک
پنکھا جھلنے پر ہے - ایک آب خاصہ پر مامور ہے - ایک مغلانی کپڑے سینے
پر ہے - ایک اوستانی پڑہانے پر مامور ہے - ایک لایق عورت اتالیقی پر نوکر ہے
چند سہیلیاں دل بہلانے کو مامور ہیں - چند خادمہ متفرق دیگر ضرورتوں
کیلئے نوکر ہیں - لڑکی سوا پہر دن چڑھے خواب نوشین سے بیدار ہوئی
کہ ہر طرف اللہ آمین اللہ آمین کی صدائیں بلند ہوئیں - لڑکی نیند کی خمار کو
چند ساعت مسہری پر لیٹے وسہیلیوں کے خوش گپیاں سنتے ہوئے گذار ا
اگر ابھی پانچ چھ برس کی عمر ہے تو دَدا گود میں اوٹھاکر رفع حاجت کو لیگئی
وہاں سے گود میں اوٹھاکر چوکی پر بٹھلایا جہاں پر دوسری خادمہ نے پہلے ہی
سلفچی آفتابہ منجن کی ڈبیا رکھدی ہے - ددا نے منھ دھولایا گھڑے کی
بلائیں لیں - لڑکی نے لاڈ میں آکر ددا کو مارا اور کاٹ کھایا - ددا نے وہاں سے
بلائیں لیں تو تعجب میں منھ چوما چمکارا بہلایا اور لاکر مسند پر بٹھادیا اور اگر
صاحبزادی سیانی ہے تو اپنے پاؤں سے بصد ناز تبختر بیت الخلا تک تشریف
ہوئی تشریف لیگئیں دو ددا ئیں ساتھ ہیں جو تارفع حاجت در بیت الخلا پر
حاضر ہیں - صاحبزادی فارغ ہوکر برآمد ہوئیں تو ایک کہتی ہے کیوں سرکار

پاخانہ میں بہت دیر ہوئی خیریت تو ہے پاخانہ کیسا ہوا اتنی دیر کیوں ہوئی
دوسری خادمہ جل بلائی ہوئی بیت الخلا کے اندر قوام و رنگ پاخانہ دیکھنے کو
دوڑی گئی۔ اگر معمولی حالت میں پایا جب تو خیر ہے اور کہنے لگی میں بھی کیا ڈر گیا
تھا۔ کیسے کیسے برے خیال مجھ نگوڑی کو آرہے تھے اللہ ہماری شہزادی کو سلامت
رکھے۔ اور اگر خدانخواستہ کہیں قوام و رنگ پاخانہ معمولی کے خلاف بدلا ہوا پایا گیا تو
بس اب قیامت ہی تو آ گئی بڑے سرکار اور بڑے بیگم صاحبہ کو خبر کی گئی اور والدین
حواس باختہ ہو گئے۔ حکیم صاحب کو طلب کیا گیا۔ گھر بھر کے طرف سے امام ضامن
کے اٹھنے روپیہ ڈھنڈورہ پٹ گئے کہ ساری بانہہ چھپ گئی بکرے کی قربانیاں ہونے
لگیں غلہ و نقدی صدقہ و خیرات ہونے لگا۔ قرآن شریف کی ہوا دی جاتی ہے
کوئی آیت قرآن شریف پڑھ پڑھ کر دم کرتا ہے۔ حکیم صاحب فوراً تشریف لائے
نسخہ لکھا گیا حکیم صاحب نے خود اپنے سامنے دوا بنا کر نہایت قلیل المقدار
سریع التاثیر خوش ذائقہ بنا کر چاندی کے گلاس میں بھر کے بڑے سرکار کو حوالہ کیا
اور بڑے سرکار نے بیگم صاحبہ کے ہاتھ میں دیا اور کھڑے چمکار رہے ہیں کہ دوا
پی لو جان نے ہزار منت سماجت کر کے دوا پلائی اللہ شافی اللہ شافی ہر طرف سے
صدائیں بلند ہوئیں صاحبزادی مسہری پر لیٹ گئیں کوئی ہاتھ سہلاتا ہے
کوئی پاؤں کوئی گلاب و حسن کی لخلخہ سنگھا رہا ہے۔ خوشبودار پھول اطراف میں رکھے گئے
ہیں پنکھا ہو رہا ہے۔ ذرا دیر کے بعد صاحبزادی اپنے سہیلیوں کے ساتھ کھیلنے لگی

بفضلہ تعالیٰ اُسکو کوئی خاص مرض نہ تھا۔ مگر نازپروردہ لڑکی کی محبت نے اتنا سب کرا چھوڑا
چاندی کے خاصدان میں گلوریاں ورق نقرہ لگے ہوئے اور نہایت عمدہ عطر کی شیشی
اور نقد سو روپیہ رکھکر حکیم صاحب کو نذرانہ پیش کیا گیا جو خاص اسی ڈیوڑھی کے نوکر
ہیں اور اسی کام کی ماہوار پاتے ہیں۔ حکیم صاحب نے ازراہ تمسخر نفسی فرمایا اسکی کیا ضرورت
تھی۔ جسکے جواب میں اور دو چار کلمات بڑے شکر کی زبان سے اپنی حذاقت
واحسان کے سُنکے خاصدان کو لے لیا اور رخصت ہوئے۔
بعد فراغ حوائج ضروری کے صاحبزادی کے سامنے آئینہ رکھا گیا اور کنگھی چوٹی
ہونے لگی اور ساتھ ہی ساتھ خواصوں نے صاحبزادی کے حُسن کی تعریفیں ذکر کرنے حور
و پری کو گرد کر کے وحُسن لاثانی ہی پر اکتفا نکر کے کمال اور اوصاف حُسن صاحبزادی
سے اپنی زبان کو گنگ اور عاجز کہکر بس کی۔ اب صاحبزادی اپنی سہیلیوں کے ساتھ
کھیل میں مصروف ہیں مگر دہنی بائیں آگے پیچھے خواصوں کا بھی جمگھٹ ہے جو کھیل
میں بھی صاحبزادی کے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہیں کرنے دیتے ہیں۔ خاصہ آیا جسمیں
عمدہ واقسام اقسام کے کھانے متعدد اقسام کے شیرینی متعدد اقسام کے نمکین قلیل المقدار
قوی القوی ہیں اقسام کے میوہ جات و فواکہات ہیں دستر خوان پر سب کھانا چن دیا گیا
صاحبزادی نے ہر ایک چیز سے ایک ایک لقمہ نوش جان فرما کر ہاتھ کھینچ لیا سب خواصیں شاد
کر رہے ہیں کہ آپ نے تو کچھ کھایا ہی نہیں ایک لقمہ تو اور کھا لیجئے آپنے کھایا ہی کیا
بس ایک لقمہ اس سے زیادہ تو چڑیا کھا جاتی ہے۔ چار طرف سے یہی شور و غل ہے کہ صاحبزادی

کچھ کھاتی ہی نہیں ہے - حالانکہ اُس ایک ایک لقمہ کی مقدار جسکو نوش فرمایا گیا ہے
مجھ جیسے شخص کی آٹھ روزہ خوراک سے بھی زیادہ ہے - اب صاحبزادی استراحت فرمانے
کیلئے مسہری پر لیٹ گئیں پاس ہی قصہ کہانی کہہ رہی ہیں پنکھا جھل رہی ہیں ایک طرف
خادماؤں کی خوش فعلیاں دیکھ و شنیدہ ہو کر آنکھ لگ گئی اور اب خواب استراحت میں
مست ہیں تین چار گھنٹے کے بعد بیدار ہوئیں پھر تو صبح کا سماں [illegible]
آنکھ کھلتی ہی ہوئینگی بعد اور خواصوں کی مدح سرائی حسب دلخواہ سے جب [illegible] ہوا
طلب کیا گیا اور ہاتھ کہار لے کے ہوادار حاضر کیا [illegible] اُس میں بیٹھ اور
ہوئیں او رخانہ باغ میں تشریف لیگئیں ہوا کے [illegible] اس وقت نہیں لگتا
اوس ہوادار کے ذریعہ سے ہر ایک روش پر گشت ہوئی - جب شام کا وقت
ہونے لگا کہ خواصیں کہنے لگیں چلئے سرکار اسوقت یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں ہے
یہ وقت جنات و پریوں کے نکلنے کا ہے کہیں آپکے دشمنوں کو سایہ ہو جائے
اللہ آمین کرتے ہوئے ہوادار خانہ باغ سے نشستگاہ کے کمرہ کے دروازہ پر
لاکر رکھا گیا اور اب کمرہ میں شمع روشن ہے کمرہ ہر طرح سے آراستہ شدہ ہے
سامان تعیش مہیا ہیں سہیلیوں کے ساتھ شب کے کھیل میں مشغول ہوئیں اور حسب معمول
دسترخوان چنا گیا اور خاصہ نوش فرماتے ہی صاحبزادی مسہری میں لیٹ گئیں
اور لیٹتے ہی خراٹے لینے لگیں جو اب پھر پہر دن چڑھے بیدار ہونگی خواصیں
باری باری سے تمام رات حاضر باش ہیں صاحبزادی نے کروٹ لی کہ اللہ آمین

ہونے لگی اسطرح پر صاحبزادی کی پرورش ہوئی جسکو نہیں معلوم کہ دین کیا اور
دُنیا کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ شب و روز بجز عیش و نشاط کے اُسکو دُنیا و مافیہا کی
خبر نہیں ہے۔ ادھر والدین کی یہ حالت ہے کہ صاحبزادی کو دیکھکر پھولے نہیں
سماتے ہیں۔ ماں کہتی ہے سلامتی سے پندرھواں سال میری نورِ جہاں کو شروع ہوگا۔
اب شادی کی فکر ہونا چاہئیے۔ صدہا پیغام آتے ہیں مگر منظور نہیں۔ آخرالامر ایک
نواب زادہ کا پیغام آیا جو ان سے مال و دولت میں بہت زیادہ ہے۔ اور نواب
نواب زادہ کی بھی پرورش اسیطرح ناز و نعمت سے ہوئی ہے بلکہ اس سے زیادہ
ناز و نعم میں پالا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ دو لاکھوں روپیہ صرف شادی کے خرچ ہو کر شادی
ہوگئی۔ نواب زادہ نواب دولہن نورجہاں کو بیاہ لے گئے۔ ناظرین ایک اعلیٰ طبقہ
امیر گھر کی اولاد کی صورت پرورش جو میں نے پیش کی ہے یہ لاکھویں سے
سواں حصہ بھی نہیں ہے۔ نہ اسمیں کوئی دلچسپی و مضمون آفرینی ہے نہ یہ مضمون
میرا مقصود بالذات ہے اگر ایسے سچے فوٹو آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو مولانا عبدالحلیم شرر
کے کسی تصانیف کو آپ دیکھیں اسطرح ہر ایک طبقہ کی حالت موجودہ کا فوٹو صرف مولانا
شرر اور ان کے بعد دو ایک لائق انشا پرداز پیش کر سکتے ہیں مجھے تمہید ناموزوں عبارت میں
صرف اتنا بتلانا ہے کہ پرورش امیرانہ یا غریبانہ یا کس رنگ و ڈھنگ سے ہوئی ہے
اور انجام کیسا ہوتا ہے اور کس طرح عورت پر ظلم ہوتا ہے۔ ناظرین عبارت
اور مضمون دونوں سے قطع نظر کرکے صرف نتیجہ کے مفہوم پر غور کریں۔

ف ۸ اب اس نازپروردہ پر کس طرح سے مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے اوسکی مظلومیت کو ملاحظہ کیا جائے۔

باوجود اوستانی رکھنے کے نورجہاں تو کچھ پڑھی لکھی نہیں ہے مگر خیریت ہے نواب دولھا بھی سوائے قصہ و کہانی و اشعار کے اور کچھ نہیں جانتے ہیں جوڑا برابر کا ہے۔ نورجہاں نے جتنی ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے اوس سے زاید نواب دولھا نازوں کے پالے ہوئے ہیں۔ نورجہاں اسم بامسمّٰی واقعی حسین ہے تو خدا کے فضل سے ہمارے نواب دولھا بھی نکیلے رعنا جوان ہیں جنپر صدہا عورتیں فریفتہ ہیں۔ نواب دولھا ابھی پوری طور پر بالغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ صاحبجی طفیل متعدد خواصیں ہم بستری کی خلعت سے سرفراز ہو چکی تھیں اور اسوقت جبکہ شادی ہوئی ہے تو اب بھی سلامتی سے ہمارے نواب کے پاس امیر جان۔ گوہر جان۔ زمردی جان موجود ہیں جن سے محفل عیش و نشاط شب و روز گرم ہے۔ غرضکہ خدا کے فضل و کرم سے ہمارا نواب کسی بات کیلئے صاحبزادی نورجہاں کی حاجتمند ہی نہیں رکھتا ہے تو حسین ہے۔ ایک چھوڑ متعدد نازنین ماہ پارہ پہلو میں اوسکے شوق اور ولولہ جوانی کی آرزوں کو پورا کرنے کو حاضر ہیں۔ ناز پروردہ ہوگے دولتمند ہی سب اوسکے سامنے ہاتھ جوڑے ہوگئے حاضر ہیں ایک ادنیٰ اشارہ پر ہر قسم کا سامان طرب و نشاط مہیا ہو سکتا ہے۔ اب اوسکو کیا ضرورت پڑی ہے جو خواہ مخواہ کو اپنا عیش و نشاط و یاران جلسہ کو چھوڑ کر زنانی مکان کے اندر جاکر صاحبزادی نورجہاں کے آگے سر نیاز خم کرے۔

لہذا نواب دولہا اگر نورجہاں کو پاسنگ برابر نہیں سمجھتا ہے اور نہیں ملتفت
ہوتا ہے تو انصافاً حق بجانب ہے اور ہم ہرگز کوئی الزام اپنے نواب دولہا کو نہ دینگے۔

ف ۱۷ اب نورجہاں کے حسن عالم افروز اوسکی نازپروردگی اوسکی عیش
ونشاط کو خیال کرکے ناظرین انصاف کریں کہ نورجہاں پر کیسے ناقابل برداشت
مظالم ٹوٹ پڑے ہیں۔ نورجہاں کو ایسی کسی روحانی تعلیم سے قطب یا ابدال کا
مرتبہ نہیں حاصل ہوگیا ہے جو رابعہ بصری ہوجائے۔ وہ نہیں جانتی ہے عاقبت
کیا چیز ہے اور ثواب وعذاب کسکو کہتے ہیں۔ وہ نہیں جانتی ہیں کسی بات کی
پابند ہوں اور اگر گناہ وثواب وجنت ودوزخ کو جانتی بھی ہو تو آخر الامر انسان ہی
عورت ہے مقوی اغذیہ سے پرورش ہوئی مقوی اغذیہ کھاتی ہے عیش وعشرت
میں ہے غرضکہ ہر طرف سے اوسکے خواہشات نفسانی کو ترقی دیگئی ہے اور اونکے پورے
ہونے کا ذریعہ مسدود ہے۔ خدا کیلئے انصاف سے کہو وہ غریب کس طرح اور کس
قوت کے زور سے ساری عمر عصمت وعفت کے ساتھ گزار دے۔ چار طرف سے تقاضائے
عمر شباب حسن۔ عیش وعشرت فطرتی قوتوں کے جوش مل کر اوبھار رہی ہیں اور چارہ کار مفقود ہے

سو بار ہوتی آتی ہے عہدہ شباب میں
اس دل کے ہاتھوں جان بڑی ہے عذاب میں

سچ فرمائیے یہ لڑکی مظلوم ہے یا نہیں؟ واجب الرحم ہے یا نہیں؟ جس طرح
دیگ میں سرکہ وغیرہ اشیاء کو ڈالکر اور اوسکا منہ بند کرکے نیچے سے آگ کو تیز کیا جائے

اور بھاپ نکلنے کیلئے کشیدہ عرق کا بھبکا نہ لگا جائے تو نتیجہ کیا ہوتا ہے یہی نہیں کہ یا تو سرپوش اُڑ جاتا ہے یا اگر انتہا سے زیادہ سرپوش کو مستحکم کیا گیا ہے تو دیگ پھٹ جاتی ہے اور اگر انتہائی کمال کے ساتھ ان ہر دو باتوں کا انسداد کر دیا گیا ہے تو لا انتہا جوش کے ساتھ وہ سرکہ دیگ کے اندر سوختہ و خاکستر ہو جائیگا۔

نور جہاں مجبور ہو کر اگر کوئی چارہ کار یا امداد وسیلی و خواہشوں کے نکالے تو وہ قابل عفو ہے یا نہیں؟ اور اسکے ضمن میں اسکی عاقبت خراب ہوئی یہ ظلم اسپر ہوا یا نہیں؟ اسکی شخصی خون اسکے یا اسکی خواہشوں کے ہاتھوں ہوا وہ خون ناحق ہے یا نہیں ہے؟ اور اگر نور جہاں نے باوجود اس حسن و جوانی و دولت و عشرت کے الٰہی زبردست قوت کی امداد سے کوئی چارہ کار نہ پیدا کیا اور اپنی عصمت و عفت کو تا دم مرگ محفوظ رکھا تو ایسی عورت واللہ قابل اسکے ہے کہ زہاد و عباد اسکے ہاتھ پر بیعت کریں اور وہ عورت قطب ابدال ہے۔ مگر اسکی قوتی اور خواہشات باہر کا جسطرح سے اندر ہی اندر خون ہو گیا یہ خون ناحق ہے یا نہیں؟ ناظرین خدا کے لئے انصاف سے صرف اتنا بتلا دو اور زبان سے اقرار کرو کہ خون ناحق ہے یا نہیں؟ عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ بس اس سے زیادہ نہیں کچھ پوچھتا ہوں نہ کہتا ہوں۔ انصافاً کہو ایسے ظلم کا انسداد ضروری ہے یا نہیں؟

ف ۱۰ دفعہ (۲) اسی قسم کے دوسرے گھرانے کی ایک لڑکی ہے اوس نے بھی

مثل نورجہاں کے ناز ونعمت سے پرورش پائی مگر اونکے والدین نواب ثروت نے تھا اور نورجہاں
کے واقعات سے متاثر ہوکر از راہ عقلمندی اپنی صاحبزادی خورشید جہاں کی شادی ایک
ایسے نوجوان کے ساتھ کی جو اونچے دولت میں بہت کم ہے حسین خوبصورت بھی زیادہ نہیں ہے
بلکہ گندمی رنگ اور ناک نقشہ اچھا ہے لڑکا بجائے عیش پسند بھی نہیں ہے - نواب تیمار کے
طرح مصاحبین خراب کنندہ صحبت کی بھی مصاحبت نہیں ہے شطرنج وغیرہ یا پڑھنے لکھنے کے
کوئی دوسرا شغل نہیں ہے - خیریت سے بی - اے - کا امتحان بھی پاس کرچکا ہے - لہذا سب
طرح سے خورشید جہاں کی راحت دائمی کا انتظام کرلیا گیا ہے - شادی ہونے کی بعد خورشید جہاں
کے باپ نے داماد کو بیرسٹری کا امتحان دینے کیلئے ولایت کو بہ مصارف سے بھیجوا دیا اور یہ جنٹلمین
یورپ کو روانہ ہوئے اور خوب محنت سے ولایت کے امتحان میں کامیابی حاصل کرکے ڈپلوما حاصل کیا -
جنٹلمین کے والدین الگ خوش ہیں ایسے سسرال والے الگ خوش ہیں - قوم جدا خوشیاں منا رہی ہے
کہ ہماری قوم میں یہ باعث فخر ہے - ہمارا لیڈر ہوگا قومی حقوق کا محافظ ہوگا - ہر ایک
اخبار میں مبارکبادی کے آرٹیکل شائع ہوئے ہیں ہر ایک بستی و شہر کے تعلیم یافتہ طبقہ میں میٹنگ
ہوتی ہے ڈنر ہوتے ہیں ٹی پارٹی دیجاتی ہے جنٹلمین کے آنے کی تاریخ کا انتظار کیا جاتا ہے
خدا خدا کرکے وہ تاریخ آئی تو اکثر دوست احباب عزیز اقارب امیر لوگ باخبر نہیں تو اوسکے
اوسکے جنٹلمین کے سالے بہ سبب بمبئی میں پہلے سے استقبال کیلئے کے طور پر حاضر ہیں اور ریل
طرح طرح سے جھنڈیوں پھولوں وغیرہ سے اہتمام کیا گیا ہے کہ دفعتہ جہاز سے ہمارے
معزز مسٹر ملبہ پرواز اوترے مگر شان سے اوترے کوٹ پتلون زیب تن ہے ہیٹ سر پر ہے

منھ سے پائپ لگا ہے عینک چڑھی ہے ایکطرف ایک میم صاحبہ کو بغل میں ہاتھ دئے ہیں۔ اگرچہ
کالا نیٹو آدمیوں سے مخاطب ہونیکو دل نہ چاہتا تھا مگر معلوم نہیں کس خیال سے شکریہ
سب سے کرکے اور تھینکیو فیر یا کر ارشاد ہوا اچھا گڈ بائی ہم اب ہوٹل کو جاتا ہے میم صاحبہ
صدر میں ٹمٹمی جانب اور خود بائیں جانب گاڑی میں تشریف رکھکر ہوٹل آئے اور قیام ہوٹل ہی کے
زمانہ میں اپنے شہر بستی کے باہر یعنی آبادی میں ایک بنگلہ کرایہ کا لیا گیا۔ اور مسٹر بلند پرواز
ہوٹل سے اپنے نئے بنگلہ کو روانہ ہو گئے جہاں سوا صاحب اور میم صاحبہ کے دوسرے کسی
باپ بھائی کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔ مسٹر بلند پرواز کو ایشیائی عورت سے اب
نفرت ہے وہ غیر مہذب وحشی جانور ہے صاحب کی زوجیت کے قابل نہیں ہے۔ وہ
چاردیواری میں قید ہے۔ صاحب ایسی بیوی پسند کرتا ہے جو ٹمٹم میں ہوا خوری کے وقت بائیں
ڈنر میں ہر ایک پبلک جلسہ میں سایہ کی طرح رفیق ہو۔ ناظرین جو نتائج نور جہاں کے ہوئے
وہی نتائج اور حالات یہاں خورشید جہاں پر بھی گذر گئے۔ اور اوسیطرح یہ عورت
بھی مظلوم ہوئی اور خون ناحق ہوا۔

ف ۱۱ دفعہ (۳) اب تیسرے امیر گھرانے کی لڑکی کو لیا جائے جو اُسنے
بھی مثل نور جہاں و خورشید جہاں کے پرورش پائی ہو۔ اسکے والدین نے ہر دو واقعات کو
پیش نظر رکھکر اپنی لخت جگر اور جان سے زیادہ عزیز بیٹی طاہرہ کی شادی ایک ایسے شخص کے ساتھ کی
جو نہ تو مثل نواب دولھا کے بیوی سے بے پروا ہے نہ مثل جنٹلمین مسٹر بلند پرواز کے یورپین
تہذیب کا شیدا ہے۔ بلکہ حسین ہے مگر بدچلن نہیں ہے۔ امیر ہے مگر متکبر نہیں ہے تعلیم یافتہ

مگر یورپ کی تہذیب کا شیدا نہیں ہے - ماہرو کا قدردان ہے - اور کوئی وجہ
شکایت کی ماہرو اور ماہرو کے والدین کو نہیں ہو سکتی ہے - خوشی خوشی سے اچھی طرح
شادی ہوگئی - ماہرو کا شباب ماہرو کی جوانی ماہرو کی خوش قسمتی سمجھو کہ نہیں سمجھا جاتا
ان سب باتوں نے بہت مجموعی ماہرو کو نوجوان مسٹر حامد کا شیدا بنا دیا ہو اور اندر ہی اندر
دیکھیں خوش ہے کہ اب چند ہی گھڑی باقی ہیں کہ اسکی جذبات انسانی جابجا پور پور خوشی کامرانی
کے ساتھ پورے ہونگے - وہ وقت آیا اور نکاح ہوگیا - اور دولہا نوشاہ خوشی خوشی شب زفاف
بسر کرنے کو اندر جاتا ہے ادھر ماہرو ہمہ تن مشتاق ہے ان ہر دو ستاروں کے
قران السعدین کا وقت آپہنچا اور ایک دوسرے سے ملنے و گفتگو کرنے کا مشتاق ہے - دل
دھڑک رہا ہے خون کی گردش تیز ہوگئی ہے مگر شریفانہ شرم و حجاب دونوں کو ساکت
و بت سنگین بنائی ہوئی ہے - آخر الامر مسٹر حامد نے مردانہ جرأت سے کام لیکر ہمکنار کیلئے
ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ بدنصیب عورت ماہرو کی پھوٹی تقدیر نے مسٹر حامد کا ہاتھ پکڑ لیا
اور ماہرو تک نہ پہنچنے دیا - دفعتہ مسٹر حامد کے پیٹ میں درد اوٹھا اور ایسا درد
اوٹھا کہ سانس نہ لے سکا بیہوش ہوگیا بیچاری ماہرو پہلے تو ڈری پھر فرط محبت سے
شرم و حجاب کو دور کر کے خود ہی مسٹر حامد کے قریب گئی ہاتھ سے ہلایا جلایا مگر سب بیکار
منہ پر پانی کے چھینٹے ماری پہلی رات کی دولھن نے کی خوشبو دماغ میں پہنچی مسٹر حامد
کو ہوش تو آیا مگر کس طرح پر کہ اوٹھتے ہی استفراغ کیا - ماہرو نے گھبرا کر بازو کے
کمرہ سے اپنی دادا و خواصوں کو بلایا اور سارا گھر ٹوٹ پڑا خویش و اقارب علاج کی طرف

متوجہ ہوگئے حکیم صاحب کو بلا لایا گیا حکیم صاحبنے دروازہ پر قدم رکھا ہی تھا کہ
مسٹر حامد کی روح قفس عنصری کو چھوڑ کر عالم آخرت کو پرواز کرگئی اور بیکس ماہر بیوہ
ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کون ایسا سخت دلکا ہے جسکی آنسو اس واقعہ پر
نہ گرینگی۔ ماہر کو اوسکے جوتے دولہ سب بیٹھ گئیں اور جھکا اگر گر پڑی مگر بدقسمتی سے
اسلئے جان نہیں نکلی اور تھوڑی دیر کے بعد ہوش آگیا تو اپنے تئیں دوسری
ہئیت میں پایا۔ کوئی اوسکی ہاتھونکی چوڑیاں توڑتا ہے کوئی اُسکا شہانا جوڑا اوتار
رہا ہے کوئی زیور کو نوچ کھسوٹ رہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر قبل جن لوگونے خوشیوں اور
تمناؤں سے ماہر کا بناؤ سنگار کرکے دولہن بناکر آراستہ کیا تھا وہی لوگ اب
بیدردی کی ساتھ اسطرح نوچ کھسوٹ رہے ہیں جیسے مردے کو۔ غرضکہ ایک سادہ سفید
لباس پہناکر بٹھلا دیا گیا ہے۔ ماہر چونکہ مسلمان ہے اسلئے بمقابلہ غیر مسلم کے
اسکے ساتھ اتنی تو رعایت ہی کہ سر نہیں مونڈا گیا۔ اور حسب حیثیت کھانے و پینے
و حسب حیثیت مثل بوڑھی عورتونکی لباس کی اجازت سے اور بس۔ باقی تمام باتیں
اسکے لئے وہی ہیں جنکا ذکر غیر مسلم بیوہ کے بابتہ دفعہ (۳) میں بیان کیا گیا ہے
اوسکو پڑھو۔ شوہر کے مرنے کا ایک ظلم۔ شوہر کے ذائقہ شوہری چکھنے سے قبل
عمر بھر کیلئے فطرتی جذبات و تقاضاءِ حسن و شباب سے محرومی دوسرا ظلم۔ اندرونی
جذبات کے جبر کا تیسرا ظلم۔ پھر بوجہ فارغ البالی کے وہی سامانِ عیش و عشرت
و مقوی اغذیہ کی وجہ سے موجودہ جذبات کو ہیجان اور غلیان میں لانے کا چوتھا ظلم

انسان ہے فرشتہ نہیں ہے ضبط پر قدرت نہ پا کر چارہ کار تلاش کرے پانچواں ظلم
آخرت و بدنامی کا چھٹا ظلم - چارہ کار کے نتائج سے اخفا ہے بچہ خوردن ناحق ہے یہ وہ
ساتواں ظلم - وحی الہامی اور تائید غیبی سے بغرض تحصیل مقصد بدنامی ہلاکت پر تیار
رہے جو محال ناممکن ہے تو اسکی خواہشات انسانی دنیا سے بند نہ ہوں گی کا خون ناحق ہے آٹھواں
ظلم - ناظرین آپ صرف اتنی شہادت دیں کہ ان واقعات کی بنیاد میں حقیقت شامل
ہے یا نہیں ؟ اور کیا یہ واقعات فرضی ہیں ؟ کیا یہ واقعات رات دن پیش نہیں آتے
ہیں ؟ جنکو ان واقعات سے بفضلہ تعالیٰ سابقہ نہ پڑے انکو تو میری یہ تحریر ایک
افسانہ معلوم ہوگی - مگر جن مصیبت زدہ پر یہ واقعات گذرے یا گذر رہے ہیں
وہی اسکی حقیقت کا بہتر اندازہ کر سکتے ہیں -

ف ۴ دفعہ (۴) اب ایک چوتھے شریف گھرانے کی سیر فرمایئے

گھر میں ماشاءاللہ بڑا کنبہ ہے نہ امیروں میں شمار ہے نہ غریب ہیں - سب
تعلیم یافتہ روشن خیال ہیں اور اسکے ساتھ دیندار مذہب کے پابند ہیں کچھ لڑکے
ہیں کچھ لڑکیاں - ماں باپ تہجد کے وقت اوٹھتے اور عبادت کرتے ہیں - چھوٹے
بچے صبح صادق ہی اوٹھتے ہیں بچے بڑے بوڑھے حتی کہ ماما خادمہ بھی اپنے خالق کے سامنے
عجز و انکسار کے ساتھ دست بستہ مودب کھڑے ہوتے ہیں اور کسی وقت کی نماز قضا نہیں ہوتی ہے
بعد فراغ عبادت صبح کی ہر ایک قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہے اور آفتاب ہنوز زیادہ بلند نہیں ہوا ہے
کہ سب نماز و تلاوت سے فارغ ہو جاتے ہیں بچے اور دوسرے چھوٹے گھر والے بڑوں کو ادب سے سلام کرتے ہیں

زیادہ امارت نہیں ہے اسوجہ سے گھر میں ایک ہی ماما اور مردانہ میں خدمتگار ہیں ایک خدمتگار
کام کو جاتا ہی دوسرا دروازہ پر حاضر رہتا ہی۔ گھر بڑا ہو اکیلی ایک ماما سب کام نہیں کر سکتی ہے
اسلئے گھر کی بیوی خود مدد کرتی ہی ماما کی بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ اُسکے بچے جتنا کام گھر کا کرتے ہیں
سنعت مزاج ہیں لیکن اتنا کام اپنی بچیوں سے بھی کراتی ہے اسطرح سے نوکر و مالک ملکر گھر کا پورا انتظام کرتے ہیں
خادمہ نے ناشتہ حاضر کیا بچے ناشتہ سے فارغ ہو کر سکول و مدرسہ چلے گئے گھر کے میاں کو ناشتہ کرکے اور
باہر جانے کے کپڑے خود بیوی نے بدلوا کر میاں کی تمام ضروریات کو بطور خاص اپنے ہاتھ سے انجام دیا میاں
اپنی کاروبار معاش کیلئے باہر گئے بیوی اپنی چھوٹی بڑی لڑکیوں کو لیکر پڑھانے کو بیٹھی ہے زبان سے
لڑکیوں کو پڑھاتی ہے ہاتھ سے سوئی کا کام کرتی ہے۔ ماما کی لڑکی بھی بیوی کے پاس سب لڑکیوں کے
ساتھ پڑھتی ہے محلہ کے غریب بچے بھی چند لڑکیاں پڑھنے کو آتی ہیں بیوی جسطرح اپنے
بچیوں کو پڑھاتی ہے اُسی شفقت و محبت سے اُن اہل محلہ کے بچوں کو بھی پڑھاتی ہے کسی بات میں اپنی اولاد
و غیر میں فرق امتیاز نہیں ہے۔ دوپہر تک یہی شغل ہے دوپہر کو میاں باہر سے آئے بیوی کچھ منٹ
پہلے سے میاں کے کمرہ میں حاضر ہے میاں نے آتے ہی بیوی کو موجود پایا۔ بیوی نہ تو ہنستی ہے نہ رو تی
صورت بناتی ہے نہ کچھ بولتی ہے بلکہ متانت وغیرہ پیشانی کیساتھ میاں کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے
کام رہتی ہے کہ میاں کا مزاج خوش ہے یا غصہ میں ہے یا کسی فکر و تردد میں ہے۔ میاں نے خود ہی کچھ بات
خوشی یا خدانخواستہ رنج و فکر کی کہی تو خود بھی خوشی یا رنج کی حالت بنا کر دل خوش کن جواب دیکر باتیں کرنے لگی
اگر میاں کا سکوت غیر معمولی معلوم ہوا تو نہایت محبت آمیز طریقہ سے بیوی نے زبان کو کھولا۔
غرض کہ میاں اگر خوش آیا ہو تو گھر میں بیوی کی ملاقات سے وہ خوشی دوبالا ہو جاتی ہے اگر غصہ یا رنج

وتمرد دیر آیا ہے تو بیوی کے برتاؤ اور باتوں سے سب بھول جاتا ہے اور خوش ہو جاتا ہے
اسی عرصہ میں لڑکے بھی مدرسہ سے آگئے ہمراہ رسلیقہ سے اپنی کتابیں کپڑے اپنی جگہ پر رکھکر چھٹی پائے
اب بیوی سے میاں کے دل بہلاتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کو وہاں چھوڑ اجازت جانیکی چاہی اور شادمند کی اجازت
پاکر باورچی خانہ گئی اپنے ہاتھ سے کھانا نکالا ماما نے خوان میں رکھا اوپر سے چھابہ بند کرکے دستر خوان
اسکے اوپر ڈالکر خوان اوٹھا کر لے چلی۔ خاصہ آنے سے پہلے لڑکیوں نے پانی لوٹا سلفچی اپنی جگہ پر پانی
پینے کی صراحی گلاس کو اپنی جگہ پر رکھدیا ہے۔ ماما نے دستر خوان بچھایا تو بیوی و لڑکیوں نے اپنے ہاتھ
سے دستر خوان پر کھانا چنا۔ ادھر بیوی بیگم کھانا چن رہی ہیں ادھر ماما میاں و لڑکوں کو
ہاتھ دھلا رہی ہے۔ اسکے بعد بیوی و لڑکیوں کے ہاتھ ماما نے دھلائی۔ میاں بیوی لڑکے لڑکیاں
بوڑھی دادی وغیرہ سب ایک دستر خوان پر نہایت سلیقہ کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں ماما پنکھا
کر رہی ہے۔ باپ بچوں بیوی سے اور بیوی و بچے مرد سے ادھر ادھر کے مفید نتیجہ خیز باتوں کا تذکرہ کر رہے ہیں
میاں کبھی تو بچوں سے مدرسہ کی خواندگی کو کبھی لڑکیوں و بیوی سے اپنے زمانہ غیاب کے مصروفیت کا محاسبہ
کر رہا ہے اور جواب ایسا پاتا ہے کہ خوشی دوبالا ہو جاتی ہے۔ جس نے پانی مانگا ماما نے گلاس پیش
کر دیا۔ گلاس نہایت صاف و ستھرا پانی کی صراحی پر بھیگی جالی کا کپڑا بندھا رکھا ہے صراحی پر سفید
کپڑا لپٹا ہوا ہے پانی کو خاص اہتمام سے ٹھنڈا کیا ہے جسکے سبب سے انکو برف کی ضرورت بھی نہیں پڑتی
ہے۔ کھانا نہایت لذیذ آب نمک درست ہر چیز ایسی الیعہ کی ہے کہ بڑی بڑی امراء کی عورتیں
جو کھانے میاں نے کھائے ہیں اون سے اپنی گھر کے کھانوں کو کمتر نہیں پاتا ہے بلکہ کچھ بہتر ہی پاتا ہے اور سچ تو یہ
ہے کہ جسطرح اپنی گھر میں کھا کر خوش و آسودہ ہوتا ہے ایسی خوشی و آسودگی کبھی کہیں بھی نہیں بڑی

دعوت میں بھی اسکو نہیں ہوتی ہے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو ماما نے سب کا ہاتھ دھلایا کھانا
اٹھایا گیا۔ بیوی نے میاں کو عمدہ ورقدار پان بنا کر دیا انکا لڑکا پان کھا کر ٹہلنے لگا اور آپ پھر ذرا
دیر لیٹیں باورچیخانہ چلی گئیں باہر چند شاگردوں کو اندر بلا یا اور انکو کھانا دیکر چھوٹے میاں کے
کمرہ میں آگئیں چھوٹے دودھ پیتے بچہ کو دایہ سیانی لڑکی گود میں لئے کھلاتی ہے بیوی میاں کے پاس
بیٹھی سیکھتی چھلتی اور میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہیں جس سے خاوند کا دل خوش ہوتا ہے۔ ذرا دیر قیلولہ کرکے سب نے
ظہر کی نماز پڑھی میاں حسب معمول صبح کو باہر گئے بیوی حسب معمول لڑکیوں کو قرآن پڑھانے و سینے
کشیدہ وغیرہ سکھانے میں مصروف ہو گئیں عصر کے وقت سب نے نماز پڑھی مکتب برخاست ہوا لڑکیوں نے
اپنا اپنا کھیل کھیلنا شروع کیا۔ کوئی گڑیا کھیلتی ہے تو کوئی چھت پر ٹہلا کرتی ہے کبھی
لڑکیاں گھر کے صحن میں پڑ دھوپ کا کھیل کھیلتی ہیں بیوی تخت پر بیٹھی ہے تو بیغربا
دو تین محلہ کی اور شریف آئے ہوئے ہیں بیٹھی ہیں ایک بیٹھی ہیں آپ تخت پر بیٹھی ہیں جوانکے تئیں سے
آنیوالی عورتوں سے باتیں کرتی جاتی ہے انکو ساتھ محبت و مہربانی خندہ پیشانی کے ساتھ
بات لیکر خوش ہوتی ہے پان بناکر دیتی ہے اور اسکے ساتھ ہی بچوں کا کھیل بھی دیکھتی ہے
اور اس کھیل میں بھی انکی تعلیم کا خیال رکھتی ہے۔ دوسری طرف گھر کے انتظام پر نگرانی رکھے
کہ ہر ہم مصروف ہوا نہیں جیسے تیسے گذرتا ہے کبھی کبھی آپ خود بھی بچوں کے کھیل میں شریک
ہو جاتی ہے چھوٹے بچے کو گود میں لیکر اتنا ٹہلاتی ہے جو ٹہلنے کے برابر ہو جاتا ہے۔ مغرب
ہوتے ہی اپنی اپنی کھیل کو ختم کیا سب نے نماز ادا کی اور لڑکے لڑکیاں اپنی اپنی کتاب لیکر
چراغ کی روشنی میں سبق پڑھا ہوا یاد کرنے لگے بڑی لڑکی کچھ پڑھتی ہے کسی کتاب کا مطالعہ

کر رہے ہیں اسی عرصہ میں حسب معمول وقت کے مہمان آئے اور کھانا ہوا اور میاں بیوی دونوں ممتحن بنکر لڑکے و لڑکیوں سے
ہر طرح پڑھائی لکھائی و سینے پرونے خانہ داری و مہمانداری ہر ایک بات کا امتحان اسطرح لیا کرتے
ہیں کہ بچے کھیل سمجھتے ہیں اور ماں باپ بھی خوش ہو جاتے ہیں بچے بھی خوش ہیں اور صدہا باتوں کی تعلیم
متعدد باتوں پر گرفت و تنبیہ بانہ تجویز و استدراک ہوتا جاتا ہے۔ دو گھنٹہ سے یہی کھیل کھیلا ہوتا ہے
مگر ممکن نہیں جو حفظ مراتب میں فرق آوے۔ ان خوش فعلیوں و عملی تعلیم کے بعد بیوی نے عشا کی نماز پڑھی
اور اپنے اپنے بستر پر لیٹ کر سو گئے۔ بیوی اسوقت تک نہیں سوتی ہے جبتک بچے و خاوند
غفلت کی نیند سے آرام نکریں۔ گھر میں جو بڑی بوڑھی عورت و مرد اگر ہیں تو انکی خدمتگزاری
و خبرگیری بچوں و خاوند سے بڑھکر کرتی ہے۔ دیورانی جٹھانیاں اگر ہیں ہر ایک سے لطف و مدارات سے
ساتھ پیش آتی ہے اور اپنے اور انکے کھانے کپڑے میں کسی امتیاز کی روادار نہیں ہے۔ اگرچہ گھر کی
آمدنی صرف اسی کے خاوند کی ہے۔

گھر میں ماشاء اللہ اتنے بچے اور بڑے ہیں مگر رات و دن پڑوس والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ گھر خالی ہے گھر میں کوئی رہتا ہی نہیں ہے۔ کوٹھری سے لیکر دالان اور دالان سے صحن تک
چلے جاؤ کہیں ایک کاڑی ایک تنکا نہیں دکھائی دیتا ہے صاف ستھرا مکان ہے۔ دیواروں پر
کہیں داغ دھبہ چھینٹے نہیں ہیں۔ مودیخانہ کو جا کر دیکھو تو یہہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
مودیخانہ ہے بلکہ ایک آراستہ دکان ہے ہر ایک چیز بند ہے کہیں ایک دانہ گرا پڑا نہیں ہے۔ باورچیخانہ
اس سے زیادہ صاف ستھرا ہے سب برتن دھوئے پونچھے قرینہ سے رکھے ہیں۔ پانی کا برتن کہیں
کھلا نہیں ہے۔ برتن میں کوئی بچہ ہاتھ نہیں ڈالتا ہے۔ باورچیخانہ میں کہیں دھوئیں کا جالا نظر نہیں آتا ہے

لوٹے پانی سے بھرے صاف ستھرے ہر وقت ایک جگہ چوکی پر رکھے ہیں۔ حمام میں علیحدہ پانی سے بھرا رکھا
صابن تولیا ل موجود ہے چوکی بچھی ہوئی ہے لوٹا رکھا ہوا ہے۔ الماری نعمت خانہ کو کھولکر دیکھو تو متعدد
اقسام کے شربت کچھ خشک کچھ تر میوہ رکھا ہے چند قسم کی مٹھائی موجود ہے بیشتر چیزیں
خانہ ساز اپنے ہاتھ کی بنائی و پکائی ہوئی ہیں۔ بچوں کیلئے بھی میوہ مصری پھل پھلاری
بازار سے اوسوقت منگانیکی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ کپڑے اچھے صاف ستھرے ہیں چھوٹے بچے تک
دیکھنے سے اچھے ہیں۔ ہر ایک پلنگ پر سفید چادر بچھی ہے تکیوں پر سفید غلاف چڑھے ہیں
دن کے وقت یا تو تہہ کر دئے جاتے ہیں یا بعض پر پلنگ پوش پڑے رہتے ہیں۔
جلانیکے قندیل و لیمپ صاف ہیں۔ کسی کرسی یا کسی میز پر یا کسی پلنگ پر یا کسی تخت و چوکی
حتی کہ مکان کے دروازوں تک پر کہیں گرد و مٹی کا نام تک نہیں ہے۔ غرضکہ امراء کے یہاں
دولت کثیر کی خرچ و بکثرت ملازمین کی ہوتی ہوئی جو بات میسر نہیں ہے وہ اس لطف سلیقہ مند
گھر میں ہے دیکھی جسکی آمدنی سوا سو روپیہ سے زاید نہیں ہے اور اتنا بڑا کنبہ چھوٹے بڑے
ملا کر دو درجن نفوس کی پرورش ہے۔ سلیقہ مند بیوی ہر وقت شوہر کی خوشی و رضامندی کے
خواستگار رہتی ہے۔ شوہر باوجودیکہ کوئی بڑا امیر نہیں ہے مگر بیوی کی وجہ سے وہ بادشاہوں سے
بڑھکر راحت و آرام میں دنیا بھر سے بیفکر اور بیوی کا شیدائی ہے۔
ناظرین آپ کو ابھی نہیں ہے شک میں ہوا اصل حال کا اظہار ہو تا نہیں ہے بہت دور جا پڑا ہوں معاف
فرمائیے اور تھوڑا وقت اور بھی محنت فرمائیے تاکہ اس بے تمیز و بد سلیقہ کے گھر کے بالمقابل ایک
نیک مزاج بھائی کی زندگی کا خاکہ اور کھینچ لوں اوسکے بعد اصل مطلب کی طرف آپکو توجہ دلاؤنگا

بغیر اسکے میرا اصل منشاء پورا نہیں ہو سکتا ہے۔

ف ۴۵
۱۳

دفعہ (۵) اب ایک دوسرے گھر کی سیر فرمائیے جو اپنے
جوار میں بڑے شریف عالی نسب مشہور ہیں مگر حیرت ہے گھر بھر میں کوئی پڑھا لکھا نہیں ہے
بلکہ باپ دادا سے یہ بات ورثہ میں چلی آتی ہے کہ پڑھنا لکھنا بری چیز ہے اور عورتوں کیلئے تو
قطعی حرام ہے۔ نماز کبھی کسی نے پڑھی ہی نہیں تو قضا کیسی۔ رمضان میں روزہ البتہ
رکھنے کی عادت ہے مگر نہ بطریق عبادت بلکہ بطریق فاقہ کے مسلمان کی پہچان یا نماز سے
ہوتی ہے یا لباس یا نام سے۔ نماز کا ذکر ہی نہیں ہے اُنکا لباس بھی اسلامی نہیں ہے
بلکہ مثل ہنود کے دھوتی باندھتے ہیں اور ایک مرزئی پہنتے ہیں۔ نام البتہ ایسا ہے
کہ جس سے پایا جاتا ہے کہ مسلمان ہیں اونکی بستی کے سب لوگ سیکہ جی۔ (شیخ جی
کہتے ہیں۔ شیخ جی صاحب اپنی جوار میں یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ اپنی حسب و نسب کے برابر کسیکو
اچھی ذات کا نہیں جانتے ہیں گویا سب ادنیٰ نیچ ذات کے ہیں۔ دھوتی باندھتے ہیں
ہل جوتتے ہیں بھائی بند و محض ہے کوئی چپراسیوں میں نوکر ہے کوئی کسی ہندو بنئے کے
یہاں دو چار روپیہ پاتا ہے کوئی کسی آسودہ حال کے یہاں دربانی پر چار پانچ روپیہ کا
نوکر ہے۔ مگر جسکے نوکر ہیں اوسکو کمین کم ذات نیچ قوم کا ذلیل اور اپنی کو شریف سمجھتے ہیں
اسلئے کہ بزرگوں سے سنتے چلے آتے ہیں کہ ہم کسی قاضی القضاۃ کسی قطب وقت یا کسی
مجتہد العصر کی اولاد سے ہیں چاہے اسکی صحت کا کوئی وثیقہ نہ ہو صحیح حالات نہ معلوم ہوں
مگر اونکے نام سے جو شہرت چلی آتی ہے بس کسی وثیقہ کی حاجت نہیں ہے۔ انکے نزدیک

پڑھنے سے آدمی خراب ہو جاتا ہے بے دین ہو جاتا ہے۔ عورت پڑھنے لکھنے سے شریف
نہیں رہتی ہے شستہ بات کرنا صفائی کے ساتھ رہنا تمیز و سلیقہ کے ساتھ برتاؤ
کرنا بازاریوں یا حشر کی بیبیوں کا چلن ہے۔ شریف بہو بیٹیوں کا ایسا چلن نہیں ہو سکتا ہے
جس گھر میں کبھی عورت کو پڑھتے لکھتے دیکھتے و سنتے ہیں اس عورت کے والدین پر خدا کی مار
و خدا کی پھٹکار برساتے ہیں چاہے اوسکی تنخواہ ہی کیوں نہ ہو۔ مرد عورتوں کا ایک ساتھ
کھانا پینے شہدوں کا کام ٹھہرایا جاتا ہے۔ عورت سہاگن وہی ہے جسکی ناک سے
کبھی نتھنی کا حلقہ نہ اترے اور کپڑا سفید نہ پہنے لباس میں میل لگا ہوا کرتہ پھٹا ہوا
دوپٹہ ہو اگر کوئی شامت کی ماری عورت پہن لیے تو اوسکی چلن پر طعنہ زنی کی جاتی ہے
عورت کو سسرال میں تو کیا اوسکے قریبی بھائی بندوں میں اگر کسی کا نام منصور علی
ہے تو ہرگز کبھی منصور کا نام نہیں لے سکتی ہے۔ بہو کبھی اوس بستی کا نام نہیں لے سکتی ہے
جس بستی میں شوہر کا وطن ہے شوہر کے خاندان میں بڑوں کو تو جانے دو
چھوٹے بچوں اور لڑکے و لڑکیوں کا نام نہیں لے سکتی ہے چاہے رشتہ میں کتنی ہی بڑی ہو
مزدوری جوتکے آئے تو بیٹی نے موٹی موٹی روٹیاں ایک رکابی میں اور دال پیالی میں
ڈالکر رکابی پیالہ ابا کے سامنے رکھدیا پلنگ پر یا زمین پر بیٹھ کر شیخ جی نے روٹی
کھائی بغیر ٹوٹی کا لوٹا پیتل یا تانبے کا ہے اوسمیں پانی بھر کر رکھا ہے اوسی
لوٹے کو منہ سے لگا کر غٹ غٹ پانی ایک لوٹا چڑھا لیا بیٹی نے رکابی پیالہ
اٹھا کے کہیں ادھر اودھر ڈالدیا یا وہیں برتن پڑے رہے دسترخوان کیسا

بعض وقت ایک ڈلیا (ٹوکری) میں روٹی رکھکر دیدیں گی وہیں چولھے کے پاس
بیٹھ کے روٹی کھالی مونج کے بان کی کھٹیا پر لیٹ کے سو گئیں بستر بچھانا سفید
چادر لگانا کچھ غربت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خلاف شرافت ہونے کی وجہ سے
اسکا دستور نہیں ہے - گفتگو بھی ہے گنواروں جیسی زبان [illegible] ہوتی جیسے -
آئے جائیے آپ - بدچلن شہری اور ان لوگوں کی زبان [illegible]
تو آوت ہیں جاوت ہیں ٹھہرے تمرے کو شرافت کی نشانی سمجھا جاتا ہے -
شنانی کیلئے بڑی بے عزتی اسمیں ہے کہ اگر شوہر کو پانی کا لوٹا سمجھکے دیدیں
اگر شیخ جی پیکدان (اوگالدان) یا پانی کالوٹا چورو سے مانگیں تو شنانی صاف
جواب دیدیں کا ہم تمھارا لونڈی باندی ہیں - بھیا (فرزند) تمام دن گولیاں
گلی ڈنڈا کھیلتے ہیں - بٹیا (دختر) گڈے کھیلت ہیں یا اور کسی بھدے گنوار کھیل
کو دیں دن بسر کرتی ہے - یا محلہ کے ہمجولی لڑکیوں سے رات دن مار کٹائی گالی گلوچ
ہوتی ہے - میٹ گئی بنسیا نری کا لوہو چوس لیہوں بات بات میں حرامجادی
چھنال - تکیہ کلام ہے - بھابیوں محلہ کے لڑکیوں کو گالیاں دیتی ہے موڈی کاٹا
جوانا مرگ چار کے کاندھے جائے اندھا کوڑھی ہو جائے دیدے پھوٹ پٹا پڑ
جائیں تورے بابا مریں توری میا مرجا توری بھیا بھیا مرجائے - گلا پھاڑ
پھاڑ کے گلی میں محلہ کے لڑکے سے لڑ رہی ہے خوب چیخ چلا کے گھر میں روتی ہوئی
آئی کہ ہمکا کلو مارا بس اب کیا ہے ماں کی ممتا نے جوش مارا اور انتقام لینے کو

گھر سے نکل کلو کے گھر پہنچی اور جاتے ہی کلو کی ماں بہن کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور دونوں طرف سے دو تین گھنٹے تک گالیوں سے لڑائی ہوتی رہی آخر کو کلو کی جوان بہن نے بشیا کی اماں کا جھونٹا پکڑا اور اب ہاتا پائی ہونے لگی بڑی مشکل سے بیچ بچاؤ ہوا۔ چھوٹی بچوں کا پاخانہ پیشاب تو نجس ہی نہیں ہے ماں گود میں بچے کو لئے دودھ پلاتی جاتی ہے اور روٹی پکا رہی ہے بچے نے اگر پیشاب کیا تو پرواہ نہیں پاخانہ پھرا تو کسی کپڑے سے پونچھ کے وہیں ڈال دیا اور پھر بدستور روٹی پکانے لگی خیر سے آپ پان تماکو بھی کھاتی ہے بیچ بیچ اوسی جگہ پر یا دیواروں پر تھوکا جاتا ہے۔ جہاں جی چاہا پھس سے بیٹھ گئی۔ دو مہینے سے پہلے نہانا خلاف شرافت ہے بدن میں کپڑوں میں پسینے کی کھٹی بو آ رہی ہے۔ کپڑے میلے چکٹ ہو رہے ہیں شیخ جی کو ذرا ناگوار نہیں ہے۔ شیخانی کو اگرچہ اپنا پاجامہ و کرتی قطع کرنا نہیں آتا ہے مگر موٹا جھوٹا پھونک پھانک کے سی لیتی ہیں۔ لاڈلی بشیا کو وہ بھی نہیں آتا ہے۔ روٹی پکانا تو کجا آٹا ہی گوندھنا نہیں آتا ہے۔ شیخ جی نے ایک سال او کہہ رکھا ہوئی تھی گھر میں راب آئی ہے بشیا بھر بھر بھلو اور وزراب کھاتی ہے۔ آخر چیچک نکلی اور غضب کی بڑی چیچک نکلی سیتلا ماتا کے ٹوٹکے ہوئے اچھی ہو گئیں مگر سارا چہرہ گویا بھڑ کا چھتہ بن گیا۔ قدرت کے طرف سے رنگ بھی سیاہ نہیں تو سانولہ ملا ہے اوپر چیچک کے گھرے داغوں نے سونے پر سہاگہ کر دیا

صورت شکل ایسی سیرت کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ جہالت تو تمغۂ شرافت ہے افلاس کی وہ کیفیت نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔ خود ہی محتاج ہیں کسی کو دینے لینے کی عادت کا کیا ذکر ہے۔ یہ سب باتیں ایک طرف ہیں اور مشیخت آپ ایک طرف ہے جس کے سامنے کسی کو کچھ ہستی و حقیقت ہی نہیں ہے۔ ناظرین اب ہمارا غیر مقصود بیان ختم ہو چکا اب اصل مدعا کی طرف متوجہ ہو جائیے۔

فی اللہم وفعہ (۹) اب پہلے چوتھے شریف گھرانے کی لڑکیوں کی مظلومیت کو ملاحظہ فرمائیے۔ گھر میں پانچ لڑکیاں تھیں۔ اور سب یکساں اپنی ماں کے مانند تعلیم یافتہ روشن خیال سلیقہ مند تمیز دار تھیں۔ لڑکیوں کی شادیاں باسباب خاص ویسے ہی لڑکوں کے ساتھ ہوگئیں جیسا انجام آپ نور جہاں و خورشید جہاں و ماہرو کا طبقہ امرا میں معلوم کر چکے ہیں اس کے علاوہ اس شریف لڑکی کی مظلومیت کو دوسرے پیج پر ملاحظہ فرمائیے اس لڑکی کے باپ نے حسب و نسب کے خبط میں آکر لڑکی کی شادی جناب شیخ جی کے بیٹے کے ساتھ دیہات میں کر دی اپنے حسب حیثیت زیور کپڑا سب ہی کچھ جہیز میں دیا۔ اس لڑکی کا نام صابرہ ہے۔ شادی کے دوسرے روز صابرہ کے سامنے ایک ڈلیا (ٹوکری) میں موٹی موٹی روٹیاں اور مٹی کے تھلوں میں کالی کالی دال کھانے کیلئے رکھی گئی ہے اس واقعہ کے پیش آنے سے صابرہ پر

کیا گزری اسکو وہی خوب اچھی طرح اندازہ کرسکتا ہے جو تہذیب و سلیقہ مند ہے
بیچاری صابرہ کو سب سے بڑی غیرت اسبات کی ہے کہ میکے سے جو عورت
دائی بنکر آئی ہے اوسکے سامنے کیسی ذلت ہوئی شرم و ندامت سے شریفزادی
صابرہ عرق عرق ہو رہی ہے پاس شرافت کی وجہ سے اوسکو روٹی دال کا
غم نہیں ہے غم جو کچھ ہے وہ بدتمیزی کا ہے - دو چار لقمہ یعنے بقدر اپنی
خوراک کے دو باریک چپاتیوں کو کھا کر ہاتھ کھینچ لیا اب ساس و نند کے طرف سے
وار ہونے لگے اور ارشاد ہوتا ہے اے دولہن کھات کا ہے نہیں ہو
دولہن بیچاری شرم و حجاب کی وجہ سے جواب نہیں دیتی اور سر جھکائی
بیٹھی ہے کہ کلہ دراز لڑاکا نند نے زور سے ٹکٹا لیکر کہا نخرے کے مارے
مری جات ہیں نازک نرمہ پھول سونگھ کے رہت ہیں ٹپکا (تھی) ایسی نخرے
پتریں جیسے نیک (اچھی) نہیں لگت ہیں چلو کھاؤ بس نخرہ ہوئے چکے
مظلوم صابرہ نے اپنی تمام عمر جو باتیں اپنے محلہ کے کمینوں کی زبان سے بھی نہیں سنیں
تھیں اونکو آج اپنے نسبت سن رہی ہے - خون خشک ہو رہا ہے ندامت سے
زمین میں گڑی جاتی ہے نند ہے کہ برابر لگاتار صلواتیں سنا رہی - نوج ایسے
بے کہے کی عورت کو ہوئے جیسے ہمری بھوجی (بہاوج) ہیں اری موری
میا کیسے نیائو ہوتی ہیں اماں تو کوہائی کا کہت ہیں اور وکے تہو تا موتا
بنی بیٹھی ہیں نہ منھ بولت ہیں نہ سر کھیلت ہیں ساتھ کی دائی نے

غریب صابرہ کے طرف سے نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ جواب
دیا بٹیا تم خفا ہو ہماری بہو (صابرہ) گھر میں بھی اس سے زیادہ نہیں
کھاتی ہیں اب ماں بیٹی نے صابرہ کو تو چھوڑ دیا اور بیچاری دائی کے
پیچھے پڑ گئیں سچ کہاوت ہے کاجی (قاضی) گھر کے چوہے سیانے ہوتے ہیں
ہاں ایسی موم کی بٹیا ہیں کہ ہوا بہا کے رہت ہیں جوئے (عورت)
اتنا نا ہیں کو بنت ہے (کوئی بنتا ہے) دائی سمجھدار ہے اوس نے
جاہلوں کے موںھ نہ لگنا عقلمندی جانکر خوبصورتی کے ساتھ بات کو
رفع دفع کر دیا۔ صابرہ صابن سے مُنھ دھوتی ہے تو بتریا (رنڈی)
بنائی جاتی ہے صابرہ تولیہ سے مُنھ پوچھتی ہے تو بتریا کہی جاتی ہے۔
صابرہ نے باریک ململ کا چھپا ہوا دوپٹہ اوڑھا یا پاتا بہ پہنا تو ساس نند
حیرت زدہ ہیں سرلیف جادی تو ایسا نہیں کرت ہیں بتریَن کا پہناوا ہے
غرضکہ جسقدر باتیں شریف صابرہ کی تہذیب و تمیزداری کی ہیں وہ سب
باتیں یہاں ناگوار ہیں اور اونکی وجہ سے بات بات میں اوٹھتے بیٹھتے صابرہ
کو بتریا کا خطاب ملتا ہے۔

چھوٹے شیخ جی (صابرہ کا شوہر) بیوی کے پاس آئے جہاں ہمراہی دائی نے
نہایت نفیس پلنگ پر سفید چادر لگا کر ڈوریوں سے کس دیا ہے گھر میں تخت تو
نہیں ہے مگر دائی نے پلنگ کے بازو زمین پر تھوڑا سفید بچھونا کرکے پاندان

اوگالدان پٹاری جو صابرہ کے ساتھ آئی ہے قرینہ سے رکھکر ایک طرف
صابرہ کو بٹھا دیا ہے۔ شیخ جی ہل جوت کی آئے چڑھواں جوتا دیہاتی پاؤنمیں
اگرچہ ہے مگر ایک ایک انگل مٹی جوتے کے اندر بھی ہے آتے ہی جوتہ سے
پاؤں نکال سفید فرش پر چلے آئے تمام مٹی پیروں کی فرش پر۔ اور سفید فرش میں
اچھے خاصے چھاپے بنگئے۔ آتے ہی کیا ارشاد ہوتا ہے۔ تمہرے باپ کا کا جہیز
دین ہے بتاؤ (کیا کیا زیور دیا ہے) صابرہ نے جسکی آدھی روح تحلیل ہوچکی ہے
سب زیور پیش کردیا اور شیخ جی نے ہر ایک چیز کو اولٹ پلٹ کے دیکھکر کسیکو
ہلکا کسیکو کھوٹ کسیکو حقیر بتایا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تمہرے ساتھ بیاہ سے
ہمرے ناک کٹ گئی ہم اگر سنتے رہیں کہ شہر میں سب عورتیں تیار ہوتی ہیں
اب انکھیں دیکھ لینا (لیا) میاں بیوی کی ملاقات و گفتگو میں ہم توجہ
کرنا معیوب جانتے ہیں۔ لہذا تفصیلی ملاقات و گفتگو سے گریز کرکے صرف
موٹی موٹی ایک دو باتیں کہہ دیتے ہیں جس سے ناظرین اندازہ کرینگے
مہذب تمیز دار صابرہ کو چھوٹے شیخ جی کی صحبت سے لطف آیا یا زندہ درگور ہوگئی
اسکا اندازہ ہر روز کی حالات سے آپ فرمالیں۔ چلتے وقت چھوٹے شیخ جی نے
سب زیور مانگ لیا کہ لاؤ ہم سنار سے پرکھوالیں تمہرے باپ نے کبھی جتاؤ کا
جادہ یا بہت نمائش ہیں سب گہنا ہلکا اور کم دام کا ہے" صابرہ نے
خون کے ایسے گھونٹ پیکر زیور حوالہ کردیا اب آپ اپنی دائی کے ساتھ

بیٹھی باتیں کر رہی ہے اور دونوں زار و قطار رو رہی ہیں اوس گفتگو کا اظہار بیکار ہے ناظرین جان سکتے ہیں کہ صابرہ اس صحبت ناجنس سے کسقدر بیزار اور تمام عمر کی کوفت کو خیال کر کے ایسے جینے کو مرنے کی کسقدر آرزومند ہوگی - دوسرے روز میاں نے زیور واپس دیا اور کہا سب ملکے داس کا گہنا ہے اوپنچی دکان پھیکا پکوان بس معلوم ہوا - مگر کنگن واپس نہیں آئے پوچھنے پر جواب ملا کہ مہرات کا ہی کا ہو رہی لاویگا (لائیگا) ہم بھول گئیں - مگر پھر عمر بھر اوس کنگن کی صورت دیکھنا صابرہ کو نصیب نہوئی - اسکے بعد آہستہ آہستہ ایک ایک چیز صابرہ سے لیگئی - آج کیا ہے کھیتی کے بیل مر گئے ہیں دوسرا بیل خریدنا ہے - آج کیا ہے لگان سرکاری کی وصول کیلئے قرقی آئی ہے - آج چھوٹے شیخ جی ناک کی نتھ اوتروا کے لیگئے کیا ہوا بیچ کے باہر اپنے دوستوں کو مٹھائی کھلائی اور دعوت کی - میاں نے کسی رئیس کے یہاں اسامیوں کے تحصیل وصول پر نوکری دس روپیہ مہینہ کی کر لی اب کیا ہے یہی رئیس ہیں - گھی کے گھڑے اب شکر چلی آرہی ہے اور خوب گل چھرے اوڑ رہے ہیں - دو مہینہ نوکر رہے تھے کہ رئیس کو معلوم ہوا سب روپیہ کھا گئے ہیں برطرف کر کے عدالت میں دعوی دائر کر دیا - وارنٹ گرفتاری آیا ہے - ماں بہنیں کہہ رہی ہیں کاموا پوتیں کاموا بھیا اکیلا کھائی گوا ہم کا دولہن کا نہیں کھلائی دیا ہے؟

شریف دلہنیں ہو گئیں پاتے کا منہ نہیں دیکھتے ہیں میاں پر تو وہ وقت (بجھ وقت)
پڑا ہے کہ جوبی (دگری عورت) کے منہ سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ یہ دُتی (دو
بیچیں (چیزیں) بیچ کے دے دو۔ قصہ مختصر یہ کہ ہاتھوں سے سونے کے کڑے اُتر (اتر) لیے
گئے اور اونے پونے لوٹ کا ایسا مال اڑھائی سو میں بیچ تیس کا روپیہ پا گیا اور
شیخ جی جیل خانہ سے بچ گئے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ چھوٹے شیخ جی آئے ایک ہاتھ
چوڑے عرض کے پاجامہ تختہ دار آدھی پنڈلی تک اونچا گلے میں انگرکھا سر پر دو انگل کی
دو پلی ٹوپی بڑے شیخ جی کا لباس اوپر معلوم ہو چکا ہے بڑے شیخ جی سر گھٹواتے ہیں
چھوٹے شیخ جی کے سر پر پٹے دار بال ہیں جن میں کبھی کنگھی ہوتی ہے نہ تیل پڑتا ہے سوکھے
بال سر پر دونوں طرف زیادہ طور سے کھڑے رہتے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر قسائیوں کے
ایسے ہی سر رہتے ہیں۔ دو دو مہینے تک نہانے و کپڑے بدلنے کی ضرورت ہی نہیں
غرضکہ آج بھی چھوٹے شیخ جی ادمی بہت کڑائی سے آئے دھوپ کا وقت پسینے میں عرق
چار ہاتھ کے فاصلے سے پسینے کی کھٹی بدبو آتی ہے۔ مظلوم صابر کو ایسی حالت سے بچے کو
زمانہ ہو گیا مگر کبھی کچھ نہیں بولی۔ آج معلوم نہیں کس خیال میں آ کر میاں سے محبت کے ساتھ
اتنا کہا کہ ذرا بالوں میں تیل ڈال کر کنگھی کر لیا کیجئے۔ اور بجائے ان ڈھیلے اونچے پاجاموں کے
غرارہ دار شرعی پاجامہ پہنا کریں تو اچھا ہے جیسے ہمارے ابا جان بھائی جان پہنتے ہیں
اتنا سنتے ہی چھوٹے شیخ جی کو غصہ آ گیا اور کہنے لگے گمدا کی مارا ونیر جو عورتن کا پڑھا دت
ہیں گارت ہو جائے تہجیب (تہذیب) فوراً جا کر ماں سے لگا دیا کہ وہ (بیوی)

ہم سے کہت ہیں بناؤسنگار کرا اگر تو تیرا کے کان کاٹ لی نہیں (لیٔے) اماں
دھڑ سے گر پڑیں اور ہر طرف سے غل شور ہوا کہ بہو نے اپنی میاں کو ایسی باتیں کہیں
کہ مائی کا گش (غش) آئی گواد آگیا) بیچاری صابرہ اوٹھی اور پانی کے چھینٹے
مار کے پلو سے ہلا کے پنکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد اماں اوٹھیں (حالانکہ
غش وش کچھ نہ تھا) اور کہا جاؤ جاؤ تمکا ہمرے گش (غش) سے کا ہو رے
پوت کی تکدیر (تقدیر) پھوٹ گئی ہم سنت رہین (سنتے تھے) مرد وے
عورتن بھی بناؤسنگار کا کہت ہیں (کہتے ہیں) مگر مردن سے بناؤسنگار
کا تو کوؤ مردار تیسر بہنو نہ کہئیے (رنڈی بھی نہ کہیگی) تمام گانو میں
مشہور کر دیا گیا۔ چونکہ صابرہ بیچاری اکثر اپنی کتاب دیکھتی رہتی ہے جاہل
عورتوں سے زیادہ خلا ملا نہیں ہے اسلئے محلہ ٹولہ کی عورتیں بھی حسب خوش
اور گھر و بیٹی کا (متکبر) خطاب دے رکھا ہے۔ نوج کوؤ عورت کا پڑا و سے
پڑے بعد سرافت (شرافت) ڈر جات ہے (دھو جاتی ہے) بھائی کا باپ کا
بھائی جان ابّا جان کہت سرم (شرم) لگت ہی کہوں (کہیں) سریفوں (شریفوں)
کی عورتیں اپنی جبان (زبان) پر جبان کا لپج (لفظ) لاوت ہیں ناہیں
تو بے کبھو ایسے سہدے گھر ماں بیا وہ سادی نکرے۔ چھوٹے شیخ جی جب
کبھی شریف مہذب سسرال میں جاتے ہیں تو وہاں کی ہر بات پر اعتراض
اور اپنے گھر کی دلواروں وچھپر کی چھتوں کے مکان اور اپنے یہاں کی چال چلن

و قرینہ کی وہ تعریفیں کرتے ہیں کہ جیسے کسی رئیس کا مکان سسرال کا بڑا
محل سمجھتے تکلیف دہ کہا جاتا ہے۔ جاڑے گرمی میں کہیں چھوٹے شیخ جی کو
آرام نہیں ملتا ہے اور اوسکے مقابل اپنے گھر کے درخت نیم کے سایہ
و خس پوش کوٹھری کے تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا جاتے ہیں
بڑے شیخ جی تو مر گئے جو کچھ زمینداری تھی چھوٹے شیخ جی نے یار دوستوں کے
دعوت میں کھیچ کھیج فرصت پائے۔ صابرہ کے جسم پر باشتہ کا تار یا کوئی کپڑا
نہیں رہا دو دو فاقہ ہوتے ہیں اور اسپر غضب یہ کہ تین چار بچے بھی
سانپ بچھو کے طرح صابرہ کے ہوگئے اودھر ماں باپ کا وہ کارخانہ نہیں رہا
باپ کو پنشن ہوگئی ہے بھائی ابھی کالج میں پڑھتے ہیں اسپر بھی بیچاری
صابرہ کو بانجھ و بیہودہ بوجھ سمجھتے ہیں۔ شریف زادی صابرہ سسرال میں پڑی
ہے میکے محض غیرت کے سبب سے نہیں جاتی ہے چھوٹے شیخ جی نے محلے کے ایک تیس
کی پندرہ سالہ لونڈی سے تعلق پیدا کر لیا ہے کبھی کبھی گھر میں آتے ہیں اور کوئی
نہ کوئی چیز گھر سے لیجاتے ہیں لونڈی ان کے ڈر سے چلاتی ہے۔ مظلوم صابرہ
کو سب سے بڑھکر اپنی نماز چھوٹ جانے کا غم ہے۔ آٹھ آٹھ آنسو ترک نماز پر بہاتی ہے
پہننے کا ایک ہی کپڑا وہ پرانا چیتھڑا ہے۔ چھوٹے بچے پاخانہ پیشاب کرتے ہیں
طہارت کا انتظام اپنی افلاس و کثرت اولاد کے وجہ سے نہیں کر سکتی ہے۔
ناظرین سابقہ سب عورتوں کی مظلومیت سے کروڑوں درجہ زائد صابرہ مظلوم ہے

اور اوسکی مظلومیت کی اہمیت کو وہی مرد و عورتیں بہتر اندازہ کر سکتی ہیں
جو خود تعلیم یافتہ مہذب سلیقہ مند ہیں اور انہیں سے جسکو ایسی گنوار جاہل سے
سابقہ پڑا ہو دوسرا شخص اس گھر کی مظلومیت کا اندازہ نہیں کر سکتا ہے

ز جاہل حذر کردن اولی بود ٭
کہ زو ننگ دنیا و عقبی بود ٭

وجہ (۷) اب ذرا ادنی طبقہ والی عورتوں کی مظلومیت کو ملاحظہ فرمایئے
سابقہ عورتوں کو تو جو کچھ مصائب پیش آئے وہ شادی کے بعد تھے ماں باپ کے گھر میں
مطلوبہ تھیں اس طبقہ کی عورتوں کو ابتدا ہی سے مظلومیت گھیر لیتی ہے۔
سب سے پہلا ظلم تو یہ عورت جیسے پیدا ہوتا ہے کہ اونکو علم سے محروم رکھا گیا ہے
جو تمام مصائب و مظالم کی جڑ ہے۔ ہر قسم کی تہذیب و سلیقہ سے بیگانہ کیا گیا ہے
یہاں پہنچکر یہ ہمارے جاہل بھائی اگر اپنے خیالات فاسدہ کی برائی کے قائل نہ ہونگے اور
اونکو قائل کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ مگر دو باتیں کہنا ضروری ہیں۔ اون کو
اول تو شیخ سعدیؒ کے قول کو یاد کرنا چاہیئے جسکو اکثر دیہات کے لڑکے
ابتدا میں پڑھتے ہیں۔

ترا اژدہا گر بود یار غار ٭
ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار ٭

ف ۱۵ دوم ایک موٹی بات عرض کیجاتی ہے عورتوں کے نہ پڑھانے کی وجہ سے

بار ہا سنگین نقصانات بدیہی ہوتے ہیں مثلاً باپ بھائی شوہر کبھی باہر دور
تلاش روزگار میں ہو اب گھر کا حال معلوم ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں سوا اسکے
چارہ نہیں کہ بیٹی یا بہن یا بیوی کسی دوسرے مرد کو بلاتی یا اوسکے پاس جاتی ہے
اور اوس غیر مرد سے اپنے گھر کا حال کہنا پڑتا ہے جسکا ظاہر کرنا مناسب نہیں
اس سے ادھر تو اپنے گھر کا پردہ فاش ہوتا ہے ادھر بسا اوقات اسی تقریب سے
تعلقات ناجائز پیدا ہو جاتے ہیں - اب ادنی ادنی بات میں لوگ شرافت پر جان دیتے
ہیں مگر عجیب بے غیرتی کس طرح آپ گوارا کرتے ہیں کہ آپکے گھر کی عورتوں کا حال غیر
محرم مرد کو معلوم ہو یا اوسکے ذریعہ سے مستورات کی عفت و عصمت خطرہ میں
پڑجائے اور بچشم دید متعدد ایسے واقعات ہو چکے ہیں یہ فرضی وسوسہ نہیں ہے
اسکے علاوہ بسا اوقات مالی نقصان ہوتا ہے - اکثر دیکھا گیا ہے کہ باپ یا بھائی
یا شوہر کے مرجانے کے بعد عورتوں نے اپنی جہالت کے سبب سے تمام کاغذات
تمسکات اور وثائق کو اپنے نزدیک ردی سمجھکر دیدیا ہے - ابھی حال میں ایک
ایسا ہی دردناک واقعہ ہو چکا ہے کہ دو تین سو برس کے کاغذات جائداد اور زر نقد
کے وارث عورتوں کے پاس تھے گھر میں سوا عورتوں کے کوئی مرد نہ تھا عورتیں سب جاہل
تھیں ایک روز اون عورتوں کو بیٹھی بٹھائی سوجھی کہ یہ بیکار کاغذ کے گٹھر کو
بیچ ڈالو تو دو ایک روپیہ مل جائینگے - بیچاری عورتوں نے اوسکو بڑی عمدہ رائے
سمجھا اور یہ کہا کہ کون بیچ لاوے - اوسی شورہ دشنارہ نے کہا ہم بکوا دیتے ہیں

یہہ کہکر دولت کا غذات کے اوٹھاکر چلے گئے اور دو تین ہزار نقد ڈیڑہ روپیہ آگیا ہزاروں کے
وثائق خاندان کے دوسرے مدعی جائداد کے قبضہ میں پہونچ گئے ۔

اسیطرح دوسرے ایک گھر میں شوہر کا انتقال ہوا چہلم کے بعد اوسکی بیوہ نے
محلہ کے ایک مرد کو اپنا خیرخواہ سمجھکر متوفی شوہر کے صندوقچہ کا غذات کو سامنے
رکھدیا اور خود پردہ میں بیٹھکر کہا کہ ذرا ان کاغذات کو دیکھئے کس کس جائداد کے
ہیں اوس مرد نے اونمیں اصل اصل کاغذات قدیمی ثبوتی اور دیگر تمام ایسے کاغذات
جنکا بیوہ کی خاندان میں رہنا ضروری ولازمی تھا سب اپنے نزدیک کرلیا مثلاً
جائدادیں متوفی شوہر کے پاس لوگوں کی رہن تھیں اونکی رہن نامہ کرلئے ۔ اور
دیکھبھال کر بیکار کاغذات خطوط وغیرہ پردہ کے اندر کرکے کہدیا کہ انمیں کوئی
کام کا کاغذ اور جائداد کا نہیں ہے اور چلے گئے ۔ یہاں بیوہ کو اتنا معلوم تھا کہ
اوسکے شوہر کے پاس اکثر جائدادیں رہن تھیں ہرچند تلاش کرتی ہے کہ اوسکے
کاغذات کہاں ہیں مگر پتہ نہیں چلتا ہے اسطرح سے بیوہ اور یتیم بچے ایک
سنندیہ جائداد سے محروم ہوگئے ۔ اور جنکی جنکی جائداد رہن تھی اونکے پاس
اونکی نوشتہ تمسکات بھی ہونگے ۔ اور اون کاغذات کے جانے سے متوفی کے خاندان میں
طرح طرح کے مشکلات پڑگئے ۔

اے میرے معزز بھائی بہنو یہہ واقعات فرضی وبناوٹی نہیں ہیں بلکہ چشم دید
گذرے ہیں وہ واقعات ہیں ان سے آپ عورتوں کے نہ پڑہانے لکھانے کی

مضرت کو اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں۔

میرے قرابت میں بھی ایک بزرگ اوسی خیال کے تھے کہ عورتوں کو خیر قرآن شریف راہ نجات تک پڑہانا مضائقہ نہیں ہے مگر لکھوانا ہرگز نہیں چاہیے ایسی تعلیم ہرگز نہو جس سے عورت خط لکھہ پڑھ سکے اور ایسا ہی برتاؤ اونھوں نے اپنی بیٹی کے ساتھہ رکھا تھا اونکا روزگار دور دوسرے شہر میں تھا گھر میں فقط بیوی اور بیٹی دو عورتیں تھیں۔ ایک ایسا اہم واقعہ نقصان دہ گھر میں پیش آیا اگر اوسکی اطلاع گھر کے مرد کو فوراً ہو جاتی تو یقیناً اوسکا انسداد ہو جاتا۔ گھر کی بیوی ترپ کر رہ گئی اور اطلاع نہ دیسکی اسلئے کہ وہ واقعہ کسی طرح بر اون غیر لوگوں سے کہنے کا نہ تھا جو لکھنے والے یا ان خبر ہوسکتے تھے۔ آخر پانچ چھ مہینے کے بعد گھر کا مالک جب کسی تعطیل میں گھر آیا اور اوس بات کو سنا تو سر پیٹ لیا اور بیوی پر برہم ہو کر غصہ کرنے لگا کہ مجھے اطلاع کیوں نہ دی اوس نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا جو نا قابل تردید تھا اوسوقت اون بزرگ مرد نے بیوی کو اجازت دی کہ لڑکی کو اب لکھنا بھی ضرور سکھایا جائے حسب تیز طبیعت لڑکی نے چھ مہینہ میں خط لکھنا سیکھ لیا اور اب برابر باپ بیٹی میں خط وکتابت ہو گئی کتنی بڑی اہم اور بدیہی ضرورت کو دیکھکر باپ نے توبہ کر کے لکھوایا مگر شادی ہونے کے بعد خاوند کے طرف سے ہر وقت بیوی کے لکھنے پڑھنے والے پر خدا کی مار و پھٹکار برستی ہے اور ہر وقت بیوی کی آزادی محض اوسکے لکھنے پڑھنے کی سبب سے ہوتی ہے۔

ناظرین اس بیان سے آپ کو ناچار تسلیم کرنا پڑیگا کہ عورت کو جاہل رکھنے
سے عورت پر بڑا بھاری ظلم ہے اور جاہل عورت بہت ہی مظلوم و اجب الرحم
ہے - اب اسکے علاوہ اُس بیچاری جاہل عورت کی مظلومیت کے ملاحظہ فرمایا جاوے

ف ۸ / ۱۹ ورثاء کو لڑکی کے ساتھ غایت درجہ کی شفقت اور محبت ہے
اسلئے اُسکی شادی میں بہت کوشش کرکے جوڑا ایسا تلاش ہو رہا ہے جو کھاتا پیتا پڑھا
لکھا لائق فائق ہو تاکہ بچی کو عیش و آرام ہمیشہ نصیب ہے اور اپنی آبائی فخر حسب نسب
کے وجہ سے کسی ایسے لڑکے کو تلاش کیا جس کا گھر حقیقی معنی میں شریف تمیزدار سلیقہ مند
تعلیم یافتہ ہے مثلاً صابرہ ہی کے بھائی کو پھانس لیا گیا اور شادی ہوگئی - اب آپ
صابرہ اور اوسکے سسرال کے قصہ کو یاد کیجئے جب گھر سلیقہ مند کی عورت گنوار جاہل سسرال میں
گھٹ گھٹ کر رہی اُس گھر کے مردوں کو دیسی ناموافق طبائع شیخ جی کی بیٹی کریما کی ساتھ
کہاں تک جائز طور پر نفرت ہوگی وہ شوہر عورت کریما کی بے تمیزی و بدسلیقگی پر کیا کچھ
تنگ آیا ہوگا اور کبھی اس وہمانی بیوی کے پاس بیٹھنا تک گوارا نہیں کرسکتا ہے اور
ہر روز گھر میں ایک ہنگامہ گرم رہتا ہے - گنوار عورت در کھاتی ہے شوہر کی
نظر میں ذلیل مردود ہے - اور ہر طرح کی اوسکو تکلیف و اذیت اپنی پھوہڑپنے
و سسرال کے تمیزدار لوگوں کی وجہ سے ہو رہی ہے - گو وہ سب مصائب و تکالیف
بلحاظ اسکے پھوہڑ ہونیکے واجبی ہیں - مرد کو انصافاً الزام کوئی نہیں دیسکتا ہے
مگر ناظرین خدا کیلئے انصاف کرو وہ عورت چاہے کتنی ہی گنوار و پھوہڑ ہو پھر بھی

سب کے برابر انسان ہے اوسکا بھی نفس ہے وہ بھی خواہشات رکھتی ہے اپنی خوشی
اور اپنے مذاق کے موافق وہ بھی ناز پروردہ ماں باپ کی پیاری لاڈلی لڑکی ہے
یوم ولادت سے جس طرح اوسنے پرورش پائی وہ عادات و خصائل اب اوسکی اوٹھائے نہیں
اوٹھتے جو وہ اپنی تجویز کے سامنے رکھتی ہے جس طرح ذلیل کرکے رکھی گئی ہے گویا کہ
کے ٹھیکے میں پانی ملتا ہے - ساتھ کی دوسری دیورانی جیٹھانی پر جو ظلم نہیں
اوس حالت میں [illegible] کا خیال کچھ پاش پاش ہوا جاتا ہے تعلیم یافتہ نہیں جو بہ مشکل
صبر کرتے - اوسکو تو ذرا سی بھی تکلیف ناقابل برداشت معلوم ہوتی ہے - چھوٹی سی بات
اوسکو اختیاری فعل نہیں ہے سب جانتے ہیں کہ مرغی کے انڈے سے مرغی اور کبوتر کے
انڈے سے کبوتر نکلیگا بت جاتی ہیں سنگ ہو سکی کبھی سنگ مرمر اور سنگ خارا کبھی موم
نہیں ہو سکتا ہے جسکی جیسی خلقت اور پرورش و تربیت ہے وہ ویسا ہی ہوگا - تم ہزار
غصہ کرو مارو جلاؤ کاٹو کھانے کپڑے سے محروم رکھو مگر بچپن سے جوانی تک جس صحبت
اور جس تربیت میں رہی ہے وہ تو بدل نہیں سکتی ہے - اسلئے وہ اپنی جائز خواہشات
سے جو محروم ذلیل و خوار و مردود ہو رہی ہے یہ ظلم ہے یا نہیں - یہ بیچاری غریب
مظلوم قابل معافی کے ہیں - طوطی کو کوے کے ساتھ بند کرنے میں اور متقی پرہیزگار کو فاسق
فاجر کیساتھ بادشاہ فقیر کے ساتھ گورے کو کالے کے ساتھ جو نفرت و تکلیف
ہوتی ہے اوس سے بڑھکر زاہد کو ہی کو طوطی سے فاسق فاجر عیاش کو زاہد و پرہیزگار
فقیر کو بادشاہ کی صحبت سے کالے کو گورے سے نفرت و اذیت و تکلیف ہے - اپنا اپنا مذاق ہے

جو بات ایک فرقہ کے نزدیک محمود ہو وہی بات دوسرے فرقہ کے نزدیک مذموم ہے -

ہمیں تم ہو مرغوب مجنوں کو لیلی
نگاہ اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

فرمائیے بھائی گنوار جاہل عورت کو تمیزدار گھر میں بیاہ ہونے سے مظلوم کیا گیا یا نہیں ؟ اوسکی خوشی اوسکے آرام و آرام کا خون ناحق ہوا یا نہیں ؟ ضرور ہوا -

ف ۱۹ ایک عورت شریف پاکدامن جسکے عفت و عصمت کی فرشتہ تک گواہ ہیں محض لغو سمجھا یا کسی ضرورت سے اپنے مکان کے چھت پر یا دروازہ پر یا جانب باغ میں کھڑی ہے اوسکی نیت میں کسی قسم کی بدی کا خیال تک نہیں ہے اور اپنے خیال میں ڈوبی ہوئی ہے اودھر ایکبار ادھر وہ مرد کی نظر اوسکی چہرے اوسکی جسم پر پڑ گئی اور اوسکی خبیث طینت نے اوس عورت کو بری نگاہ سے دیکھا منھ میں پانی بھر آیا خواہشات شیطانی نے زور مارا اب آپ اوس معصوم عورت کے عاشق بنگئے اور اشعار پڑھنے لگے - مار ڈالا ظالم کا نعرہ ہے - دفعتہ معصوم عورت کی آنکھ دوچار ہوگئی یا اوسنے دیکھا نہیں ہے - اور چھت سے اوتر آئی دروازہ و باغ سے ہٹ گئی اور اوسکو کوئی خیال بھی نہیں ہوا - مگر میاں فریفتہ شیطان مجسم بنکے اب اوسکے پیچھے پڑگئے اور یار دوستوں میں مشہور ہوگیا کہ میاں فریفتہ عاصمہ عورت پر عاشق ہیں - خدا کی پھٹکار سے فریفتہ شاعر بھی بنگئے - وہیں اوس معصوم عورت کے عشق میں دواوین دیوان لکھ مارے کوچہ و بازار میں اوس عورت کی ذلت و رسوائی ہو رہی ہے - عورت کا گھر اوس ناکردہ گناہ عورت کا دشمن ہو رہا ہے - اٹھتے بیٹھتے طعنہ و تشنیع کے تیر کھاتی ہے - فریفتہ کا

عشق جھوٹ بالکل جھوٹے شیدا سر پر سوار ہے اسکی عاصمہ عورت کا دل بالکل پاک و محفوظ ہے
وہ غیرت کے مارے مری جاتی ہے۔ مگر چارہ کار اُسکی اختیار سے باہر ہے۔ فریفتہ کی عشق کا ڈ
کیوجہ سے مظلوم بدنام ذلت رسوائی و ہر طرح کی قید و بند و نگرانی میں قید ہے۔ ایا یہ مظلوم ہے
یا نہیں؟ اوسکی نازک معصوم دل کا خون ناحق ہے یا نہیں؟ کہیں پر میاں عاشق نے
اوس معصوم عورت کے ملنے کا عزم بالجزم کر لیا اور مال و زر سے اپنی مکاری سے طرح طرح کے جال
پھیلائے ہیں اور عورت کے پاس پیغام پہونچایا جاتا ہے۔ عورت اپنی پیغام سُننے سے تھرا ق
دکو سوا بھاگتی ہے۔ مگر انسان کی شیطنت کروڑوں درجہ بیچارہ ابلیس سے بڑھکر ہے۔
آدمی کے دام تدبیر سے کسی چڑیا کا بچنا محال و ناممکن ہے۔ مہینوں برسوں کی لگاتار
کوششوں نے آخر نرم دل عورت کو اپنی فطرتی رحمدلی کیطرف مائل کر دیا اور صیاد کے دام میں پھنس گئی
قربانی عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اوسکی شرافت و عصمت کا خون ناحق ہے یا نہیں؟۔
کبھی مردود مرد فقط تعلقات ہی پر بس کر کے اُسکی مواصلت کا خواہاں ہے اور خوب جانتا ہے اس
عورت کے ساتھ جائز طور پر شادی کسی طرح ممکن نہیں ہے پھر بھی مواصلت کا طالب ہے۔ عورت
معصومہ کی عصمت دری ہو گئی۔ وہ مظلوم ہے یا نہیں؟ اور اُسکی دنیا و آخرت کا
ناحق خون ہوا یا نہیں؟ اسکے ضمن میں ناکردہ گناہ جان نتیجہ مواصلت کا ناحق خون ہے یا نہیں؟
کبھی عورت کو گھر سے باہر نکال لیجاتا ہے باوجودیکہ عورت اپنی گھر میں راحت و آسائش
کے ساتھ تھی۔ اور اب بوجہ مفلسی کے جھوٹے مکار عاشق کے کھانے کپڑے کو محتاج
ہے اور اب اُس مرد مکار کا جنون سر سے نکل گیا بیوفائی کا خول رہ گیا ہے اور الگ ہو گیا۔

عورت کی شرافت عصمت گئی ماں باپ بھائی بہن چھوٹے گھر چھوٹا وطن چھوٹا راحت و آرام گیا اور جس کیلئے یہہ سب کچھ ہوا وہ بھی دغاباز نکلا۔ عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اور خون ناحق ہے یا نہیں؟

ف ۵۰/۱۸ زید کو بکر کے ساتھ سچی دوستی ہے اپنے دوست سے غایت درجہ اخلاص سے گھر میں بیوی کو کوئی پردہ و حجاب بغیر کے رکھتا ہے۔ شریف زادی بیوی شوہر کی خوشی اطاعت میں اوسکے دوست کی بھی خاطر و مدارات کرتی ہے اور مہربانی سے پیش آتی ہے۔ مگر تھوڑی عرصہ میں بکر اپنے دوست کی بیوی پر قابض ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی مکر و فریب سے دوست کی بیوی کی عصمت کو داغ لگا دیتا ہے۔ بیچاری عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اوسکی عزت کا خون ناحق ہے یا نہیں؟

- ایک رئیس اپنے ملازم کا حد سے زیادہ احترام کرتا ہے اور بھروسہ کرتا ہے مگر یہہ شیطان انسان صورت آدمی اوسی مالک کے گھر پر ہاتھ صاف کرتا ہے اور اوسکی بیٹی بہن بیوی کو بہکا کر خراب کرتا ہے۔ عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اور یہہ خون ناحق ہے یا نہیں؟

ف ۵۱/۱۹ عورت کو پڑھانیکے لئے ایک اچھے اوستاد کو رکھا گیا ہے چند روز میں ہی اوستاد اوس معصوم لڑکی کو بہکا کر برباد کرتے ہیں اور اپنے ساتھ دنیا و عاقبت میں اُسکا منھ کالا کرتے ہیں۔ لڑکی مظلوم ہے یا نہیں؟ اور یہہ خون ناحق ہے یا نہیں؟

ف ۵۲/۲۰ عورت بیمار ہے حکیم صاحب علاج کرتے ہیں۔ خود بیمار اور عورت کو مسیحا کر دیتے ہیں اور جو کچھہ نتائج ہونے ہیں ہوتے ہیں۔ عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اور خون ناحق ہے یا نہیں؟

ف ۵۳/۲۱ عورت سچی مومنہ ہے اور دنیاوی سئیات سے توبہ کرنے و آخرت کے بنانے کی

طمع میں پیر کی خلوت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوتی ہے اور پیر کو اپنا نجات دہندہ سمجھتی ہے۔ ناعاقبت اندیش مرد بھی خوشی سے مکار پیر کی خلوت میں بھیجتے ہیں اور پیر کا قدمبوس کراتے ہیں۔ چند روز میں پیر صاحب خود اس عورت کے مرید ہو کر چونکہ بخلوت میسر ہے تو آنکا دلی مقصد کے پابند ہو جاتے ہیں۔ یہ عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اور خون ناحق ہے یا نہیں؟

ف ۵۴ ایک مرد اپنی حقیقی چھوٹے بھائی سے انتہا سے زیادہ محبت رکھتے ہیں بیوی بھی اپنے شوہر کی خوشی و موافقت میں دیور کے ساتھ محبت شریفانہ کرتی ہے۔ چند روز میں مرد دیور عاشق زار بھائی کا شریک و سہیم ہو جاتا ہے۔ بیچاری عورت کی دنیا اور دنیا میں اگر وہ فاسق ہوا تو عاقبت تو خراب ہوئی۔ وہ عورت مظلوم ہے یا نہیں؟ اور یہ خون ناحق ہے یا نہیں؟

ف ۵۵ غرض کہ شیطان سیرت انسان مشہور ہیں طرح طرح سے عورتوں کو بہکا کر خراب کرتے ہیں عورت اپنے بھولے پن۔ نرم طبیعت۔ نرم دل ہونے کی وجہ سے مردوں کے مکر و فریب میں آجاتی ہے قصور سراسر مردوں کا ہے مگر بیوفائی۔ ناقابل اعتباری۔ غداری کا الزام عام طور پر عورتوں کے سر مخصوص ہے۔ مرد ہی بہکا کر جال و فریب سے اسکی عصمت لیتے ہیں۔ اور مرد ہی عورتوں کی عفت و عصمت تشہیر کرتے و ناقابل اعتبار بتلا کر یہ خر لستہ بہ گرچہ دزد آشنا است کہتے ہیں۔ کیا یہ عورتوں پر صریحی ظلم نہیں ہے؟ اور عورتیں مظلوم نہیں ہیں؟

ف ۵۶ مرد سفر میں جب جاتے ہیں اور بیوی کو وطن میں چھوڑ جاتے ہیں۔ اکثر دو دو تین تین برس کے بعد دو تین مہینہ کیلئے رخصت لیکر وطن آتے ہیں۔ سفر میں اتنے دن بغیر عورت کے بسر نہیں کر سکتے ہیں اور اوسی ملک میں کسی عورت کو ڈال لیتے ہیں

بانکاح پڑہا لیتی ہیں بعض وقت دعوم دھڑاکے سے شادی کرلیتی ہیں۔ اس حرکت سے دو عورتیں مظلوم ہوتی ہیں ایک گھرکی بیوی دوسری سفری کھٹلا۔ مرد لوگ جہانپر بیگناہ عورتوں کی مذمت کے پل باندھتے ہیں وہانپر بیان کرتے ہیں کہ ۱۹ حصّہ خواہش نفسانی عورت کو ہوتی ہے اور ایک حصّہ مرد کو۔ مگر عمل اسکے خلاف دیکھا جاتا ہے۔ ۱۹ حصّہ قوّت وغلبہ رکھنے والی عورت تو منھ باندھے برسوں بیٹھی رہے۔ اور کوئی خیال و تعجب بھی نہو۔ اور ایک حصّہ طاقت و خواہش رکھنے والے مرد فوراً اجرائی کار کا انتظام کرلیں کیا انصاف و عدالت یہی ہے؟ بعض بعض مرد سات سات برس تک گھرکو نہیں پلٹتے ہیں۔ کیا گھرکی بیوی کے جسم میں خون نہیں ہے؟ کیا اسکو روحانیت بیوی کی مرتبۂ ولایت کا حاصل ہے؟ کیا گھرکی بیوی فرشتہ ہے؟ انسان نہیں ہے؟ آخر اسکا کسی بات پر دل نہ للچانے کیلئے کونسی معقول وجہ پیش کیجاتی ہے؟ اور مرد کیلئے کونسی وجہ اضطراری ناقابل تردید دوسری عورت کرنے کیلئے ہوسکتی ہے؟ پھر بمقتضائے بشریت نفس کے ۱۹ حصّہ قوّت کے غلبہ سے اگرکوئی عورت اندھی ہوکر بھٹک جائے اور کوئی حرکت ہوجائے تو ہر طرح کی سزا وعقوبت عورت کیلئے جائز ہوجائے اور مرد پر کوئی الزام نہ دی۔ کیا یہ صریح ناانصافی وظلم نہیں ہے؟ کیا وہ عورت مظلوم نہیں ہے؟ سفری عورت کے ساتھ تعلق محض اپنی رفع ضروریات کیلئے کیا جاتا ہے۔ اسکا انجام نہیں سوچا جاتا ہے۔ کہ اس عورت کا انجام کیا ہوگا۔ اسکی تمام عمر کی گزر اوقات وراحت کا کیا انتظام ہوگا۔ اس سفری عورت کا عمر بھر ساتھ دیسکتی ہیں یا نہیں؟ اسکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مرد وہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں۔ اپنی حلوہ مانڈے سے کام ہے۔ کتنے معزز

عہدہ داروں کی عورتوں کو بھیک مانگتے و ماماگری کرتے ہمنے دیکھا ہے۔ حالانکہ وہ
مرد بدستور اپنے عہدہ پر کارگزار ہے۔ صرف ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو تبادلہ
ہوجانے پر یہ دردناک سین دیکھا جاتا ہے۔ کیا یہ سفری عورت انسان نہیں ہے۔ اوسکو
ماں باپ نے لاڈ پیار سے پرورش نہیں کیا ہے؟ اور اسپر یہ ظلم بدسلوکی و بیوفائی کا کیا نہیں ہے؟
کیا یہ عورت مظلوم نہیں ہے؟ بعض بدبخت مرد یہانتک ظلم کرتے ہیں کہ ادائے مہر کے
خوف سے طلاق بھی نہیں دیتے ہیں اور یونہیں چھوڑ کے چلے جاتے ہیں۔ وہ مظلوم فراق پر
پتھر ڈال کے دوسرا عقد بھی نہیں کرسکتی ہے۔ دو تین عورتیں ایسی خانہ مہر کے پاس
ماماگری پر آئے ہیں جنکے شوہر ساٹھ ستر اسی روپیہ کے انسپکٹر تھے اور انہی
کے گھر پر سفر تھا جہاں سیکڑوں نوکر تھے اور جہاں پر وہ انسپکٹر صاحب کی بیگم کی
حیثیت سے رہتی تھیں اسی شہر میں وہ ماماگری کرتی ہے۔ خدا کیلئے انصاف کرو
اوس عورت کے دل پر کیا گذرتی ہوگی۔ کیا یہ مظلوم نہیں ہے؟ -

ف ۵۳ ایک گھر ایسا ہے کہ بہت غریب بھی نہیں اور زیادہ امیر بھی نہیں اوسط
درجہ کی آمدنی ہے۔ مگر بیوی نیم شہری و تعلیم یافتہ ہو کے بھی پھوہڑ ہے۔ گھر جس بدسلیقگی کے ساتھ
ہے اسکا تو ذکر نہیں ہے صرف میاں بیوی کی حالت کو دیکھا جائے۔ میاں خودداری اور شریفانہ
طبیعت رکھتا ہے۔ صبح اوٹھا حوائج ضروریہ سے فراغت کرکے خدا کی عبادت کی اور
فراغت پا کر اب [illegible] کے کاروبار کیلئے جانیکا تہیہ کیا۔ مگر کوئی اتنا پوچھنے والا
نہیں کہ تمہارا ناشتہ ہوا کہ نہیں۔ بیچارے کو پان کھانیکی بھی عادت ہے اپنے ہاتھ سے پان بنا کے

ڈبیا میں رکھی کپڑے پہنے جوتہ پہنا چھتری ہاتھ میں لی اور گھر سے نکلنا چاہا جو چلے
دو چار قدم چلے تھے کہ بیوی کا حکم پہنچا کہ ابھی مسودہ پھر نہیں میاں نے کہا کہ مسودہ مرد
اوٹھایا تو بیوی غصے ہو کر ادھر سے اودھر کروٹ لے لی۔ زیادہ اصرار کر کے اوٹھایا گیا تو
اوس نے بیٹھے ہی پانچ صلواتیں گالیاں میاں کو سنا دیں۔ جب کچھ نہ بنا پھر میاں
اوٹھایا تو بولی تھوڑی دن زیادہ چڑھا ہے۔ اونکھ سو دو۔ اوٹھینگے۔ پھر میاں نے تھوڑی دیر
بعد اوٹھایا۔ اجی اٹھو میں کچہری جاتا ہوں۔ ہاتھ سے ہلا یا ڈلایا۔ بیوی نے میاں کا ہاتھ
جھٹک کر اوندھی منہ پھیر کر کہا خیر اٹھے لیکہ جانا ہے تو جاؤ۔ میرا کیا کام ہے۔ غرضکہ
میاں جی نے گھر کے سب کام جو عورت کے کرنے کے تھے اپنے ہاتھ سے کرکے بہار منہ گھر سے
نکلا اور اپنی کار و بار میں مصروف ہوا محنت مشقت کر کے جب شام ہوئی پھر گھر میں آیا۔ اور
اتفاق سے معمول سے زیادہ کسیقدر دیر ہو گئی ہے۔ تو بس گھر میں قدم رکھتے ہی بیوی جھاڑو
لیکر میاں کے جوتیاں مارنے کو تیار ہے۔ اور پہلا کلام یہہ ہوتا ہے۔ موذی کاٹے ہاتی بلے
اب بھی گھر میں کاہے کو آیا۔ اماں کی بغل (سوت یا آشنائی عورت) گرم کیوں نہیں پڑا رہتا تھا
بیچارا مرد قسمیں کھاتا ہے کہ نہیں میں کہیں نہیں گیا تھا۔ سرکاری کام زیادہ تھا اوسکی وجہ سے
دیر ہو گئی۔ بیوی کہتی ہے۔ چل دور ہو جھوٹے مکار تیرا کوا اڑاتا (جھٹلاتا) ہے۔ جا موئے
جہاں مزے اوڑائے ہیں وہاں کھانا بھی کھا۔ میں کہاں سے لاؤں۔ غرضکہ بیوی کڑک رہی ہے
میاں بیچارا گڑگڑا کر خوشامد کر رہا ہے اور قسمیں کھا رہا ہے۔ کسی روز عورت مرد کو مار بھی لیتی ہے
مرد بیچارا خود ہی باورچیخانہ سے کچھہ سوکھی موکھی روٹی ڈھونڈہ کر لایا اور پانی کے گھونٹ سے

کھانے بیٹھا ہے دو چار لقمہ کھائے ہیں ایک لقمہ ہاتھ میں ہے کہ زبردست جورو نے ہاتھ سے روٹی چھین لی اور دھکا دیکر کہا جا اپنی اماں (سوت یا آشنا) کا کلیجہ کھا جسکی جدائی میں منھ ڈالے پڑا رہتا ہے مصیبت زدہ مرد چار و ناچار یونہیں بھوکا پڑا رہا۔ میاں اگر باہر سے خوش آیا تھا تو گھر میں وہ ساری خوشی رنج و غم سے مبدل ہو گئی اور چہرہ مرجھا گیا۔ اگر کسی وجہ سے رنج و غم میں باہر سے آیا ہے تو گھر میں وہ کوفت و صدمات ایک سے سو حصہ بڑھ گئے اور تنگ آکر خود کشی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

کسی روز کا یہ حال ہے کہ مرد گھر میں آیا بیوی کو باتیں کرنے یا بات پوچھنے کی عادت ہی نہیں۔ بیچارا مرد آکر بیٹھا کہ بیوی نے خود یا کسی بچہ کے ہاتھ سے رکابی میں روٹی کے ٹکڑے اور دال سالن کچھ میاں کو بھیج دیا۔ نہ دسترخوان بچھے نہ کوئی مکھی جھلنے والا ہے نہ کوئی پانی دینے والا نہ بات چیت کرنے والا۔ بیچارے مرد نے کڑھ کے روٹی کھائی پانی پیا اور کسی کو اپنا پرسان حال نہ پا کر باہر چلا آیا۔ اور بیوی کی بدسلوکی و بےتمیزی پر اندر ہی اندر گھلا جا رہا ہے۔ مرد کا مزاج کسلمند ہو مرد کو کوئی فکر و تردد ہو مگر عورت کو مطلق اسکا احساس و پرواہ نہیں ہے اور الٹی شکایت کرنے کو عورت تیار ہے۔ مرد روزانہ کڑھ کڑھ کر رہتا ہے۔

اگر گھر میں مرد کی بہن بھاوج سالی وغیرہ بھی ہیں اور ان عورتوں میں سے کوئی تمیزدار سلیقہ مند ہے مرد باہر سے آیا کہ سالی یا بھاوج نے دیکھتے ہی پنکھا لا دیا یا تو جھلنے لگی منھ ہاتھ دھونے کو پانی لا دیا خیر عافیت پوچھنے لگی۔ گھر کی بیوی کی بدسلوکی و بےتمیزی کو دیکھ دیکھ کر اُس سالی یا بھاوج کو ترس معلوم ہوتا ہے

اور وہ عزیزانہ محبت کے ساتھ اس مرد کی دلجوئی کرتی ہیں۔ راحت و آرام کی خبرگیری
لیتی ہیں۔ رنج و راحت میں ہمدردانہ بات چیت کرتی ہیں۔ ان وجوہ سے مرد گھر میں
آکر انھیں عزیزوں سالی یا بھاوج یا چچی یا ممانی کے پاس بیٹھتا اٹھتا ہے اور
ہنستا بولتا ہے۔ بدمزاج بدتمیز جورو اپنی کرتوت کو تو خیال نہیں کرتی ہے اور نہیں
جانتی کہ اسکی بدتمیزی و بدسلیقگی کی وجہ سے مرد بیزار رہتا ہے۔ بلکہ مرد کو متہم کرکے ان
متعلق عزیز عورتوں کے ساتھ آشنائی و ناجائز تعلقات کو لوگوں میں مشتہر کر دیتی ہے اور اس
غم میں خود بھی سوکھ کے کانٹا ہو گئی ہے۔ مرد کی بھی عاقبت تنگ ہے۔ گھر والی عورتوں کے ساتھ
بگڑتی ہے ہر وقت بھٹیارنوں کی طرح لڑائی ہوتی ہے۔ جادو گنڈے تعویذ کراتی ہے
اور نہایت ناعاقبت اندیشی کے کام کرکے مرد کا دل اور بھی برا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ مرد کو
نفرت کلی ہو جاتی ہے۔ مگر بیچارا پابندی رسم و رواج کی وجہ سے ایسی عورت کو طلاق نہیں
دے سکتا ہے لیکن عورت سے نفرت ہو جاتی ہے۔ عورت رات دن اسی غم میں کڑھتی و گھلتی ہے
باوجودیکہ خاوند معقول ماہوار دیتا ہے مگر اپنی کرتوت سے سوکھ سوکھ کے کانٹا ہو گئی ہے۔
مرد کما کر لایا بیوی کے ہاتھ میں روپیہ دیے بیوی بجائے خوش ہونے کے یا تو بے پروائی کے ساتھ لیکر
رکھ دیتی ہے یا اسوقت یہ جواب دیتی ہے انگار لگاؤں تیرے روپیہ پیسہ کو میں کیا کروں
کیا میں اکیلی اپنے پیٹ میں بھر لیتی ہوں۔ ٹکڑا روٹی بھیک جیسی ہے بھی کھا لیتی ہوں
یا تمہارے گھر کی ماماگری کرکے اور اپنے ہاتھ پاؤں بیلنے کے بعد ٹکڑا روٹی کھا لیتی ہوں
حالانکہ گھر میں سوا میاں بیوی اور ان کی اولاد کے اور کوئی عزیز نہیں ہے۔ کبھی ان میں گرم

لیکر تھپکیدیتی ہے - اور جاڑا ہو تو بچھونا بچھا دیا اور آگ لگا کر تپا دیا اسکی کہانی میں جنون کیا
کرونگی اپنی اماں بہنیاں (والدہ و ہمشیرہ) ہی کے قبضہ میں لیجا کے بچھڑوے -
مرد کسی عورت یا گھر کی کسی لڑکی کے ساتھ پیار و محبت کی بات کی کہ گھر کی بیوی نے
مرد پر آشنائی کا الزام تھوپ دیا اور کلیجہ پکڑ لینے کو آمادہ ہوئی - عورت کی بدمزاجی سے تنگ
آکر اگر کبھو وقت مرد کو غصہ آیا اور اسنے عورت کا منھ بند کیا یا دو تھپڑ لگا دئے یا ہاتھ پکڑ لیا تو بس
گھر میں قیامت برپا ہوئی بیوی نے کوٹھری کے اندر سے زنجیر بند کر لی اور زمین پر سر پٹکتی ہے اور اندر
اپنا سر لوہے سے مار مار کر اور چلا چلا کر رو رہی ہے اور اپنا خون کر رہی ہے - کبھی صندوق سے کچلا افیم
(افیون) سنکھیا کھانے کو تیار ہو جاتی ہے - کبھی کنوئیں میں گرنے کو جاتی اور کنوئیں پر
پاؤں لٹکا دیتی ہے - کبھی انگوٹھی کھٹواٹی لیکر لحاف اوڑھکر دھوپ میں لیٹ جاتی ہے
کبھی کھانا نہیں کھاتی ہے اور پھینکا دیتی ہے - کبھی ڈولی تانگہ منگا کر گھر سے نکل جاتی ہے کبھی
یونہیں ننگے سر سڑک پر نکل جانے کو کہتی ہے - کوئی عورت میاں سے لڑکر معصوم بچوں کا گلا
مروڑنے پر آمادہ ہو جاتی ہے - کبھی دودھ پیتے بچوں کو مار مار کر بیدم کر دیتی ہے - کبھی
اپنا منھ دونوں ہاتھ سے پیٹ پیٹ کر سوجا دیتی ہے - کبھی سر کے بال نوچ ڈالتی ہے - اگر مرد نے
تنگ آکر کبھی ایسی کسی عورت کے ساتھ درحقیقت نکاح کر لیا جو اسکی مزاج کے موافق ہو تمیزدار
مرد باہر سے آتا ہی تو گھر میں اسکو خوشی نصیب ہوتی ہے - یہ دوسری عورت اطاعت ایسی
کرتی ہے جسطرح کوئی زر خرید لونڈی اپنی جابر کی یا حاکم عادل یا مالک مہربان کی
خدمت گزاری کرتی ہے - پھر اس اطاعت کے ساتھ محبت و شفقت ایسی کرتی ہے جیسا کہ

عاشق معشوق کے ساتھ کرتے ہیں۔ پھر اس اطاعت و محبت کے ساتھ اپنی تئیں بناؤ سنگار و آراستگی مکان سے ہر وقت ایسا رکھتی ہے کہ اس سے زاید شاہدان حسن فروش کچھ نہیں کر سکتی ہیں۔ نہایت حیادار بہت ہی با ادب ہے کبھی اپنی آواز کو مرد کی آواز سے بلند نہیں کرتی قیافہ شناس ہے۔ مرد کا چہرہ رنجیدہ دیکھا تو خود بھی رنجیدہ خاطر ہو گئی۔ مرد کو خوش و بشاش پایا تو خود نے بھی اپنے چہرہ کو بجائے نفرت کے مگر بشاش بشاش بنالیا تاکہ مرد کی خوشی منغص ہونے پاوے نہ اتنا بکتی ہے کہ مرد کا دماغ پریشان ہو نہ اتنا چپ ہے کہ مرد کا دل گھبرا جائے اگر بیمار بھی ہے تو مرض کو ظاہر نہیں کرتی ہے کہ مرد پریشان نہو۔ اگر مرض سو حصہ ہے تو بمجبوری ایک حصہ بیان کرتی ہے اس طرح پر کہ مرد کو فکر و تردد نہونے پائے۔ مرد نے کوئی ادنیٰ سی چیز لا کر دیدی تو اسکی تعریف بے انتہا کرتی ہے چاہے اس مرتبہ کی وہ چیز نہو اسکو پانے سے بے انتہا مسرور ہوتی ہے چاہے اسکی ضرورت اسکو نہو غرض یہی کہ ہزار حصہ شکر ادا ہو اور مرد کا دل خوش ہو جائے افسردہ نہونے پائے۔ اپنی زندگی و آرام کو مرد کی خوشی و سلامتی پر موقوف سمجھتی ہے۔ مرد کو اس دوسری عورت کے ساتھ بوجہ اسکی سلیقہ و محبت و اطاعت کے انس و محبت ہے اسپر بھی بیوی صاحب کے خوف سے گھر میں نہیں لاتا ہے الگ رکھتا ہے۔ شب کو بیوی صاحب جدا مکان میں اکیلا تنہا پڑا رہتا ہے مگر دوسری عورت کے وہاں روزانہ شب باش نہیں ہوتا ہے آٹھویں دسویں روز بیچاری دوسری عورت کے پاس معمول سے زاید دو چار گھنٹہ رات کو رہگیا یا پچھلی رات کو اوٹھکر چلا گیا تو وہ عورت کچھ شکایت نہیں کرتی بلکہ باغ باغ ہو جاتی ہے شکر گذار ہوتی ہے پنکھا جھلکر یا پاؤں دبا کر آرام سے سُلا دیتی

مرد جاگتا رہا تو اُسکا دل خوش کیسی رہتی ہے - مگر اتنی برتاؤ پر بھی مرد جیسے گھر میں
آیا کہ بیوی نے گالیاں کوسنے دینا شروع کیا اور اسقدر بدسلوکی سے پیش آئی کہ وہ
سارا عیش و دل کی خوشی خاک میں ملگئی - مرد نے اگر کوئی بات کہی تو پھاڑ کھانیکو
تیار ہے - ناظرین آپ حیران ہونگے کہ عورتونکی مظلومیت کا ذکر کرکے پھر دوبارہ یہ
عورتونکی برائیاں اور مرد کی مظلومیت کو بیان کرنے لگا ہے لیکن میں اصل مطلب سے
بھٹکا نہیں گیا ہوں یہ واقعات بیان کرنا ناگزیر تھے - یہ صحیح ہے کہ یہ برائیاں عورتونکی
بیان کیگئی ہیں اور مرد مظلوم معلوم ہوتا ہے اور بظاہر ایسی عورت قابل رحم نہیں معلوم
ہوتی ہے - مگر نہیں یہ عورت جس کا اب بیان ہوا ہے سب سے زیادہ مظلوم ہے اور سب سے زیادہ
قابل رحم ہے - اگر اسکے ورثا باوجود خواندہ ہونیکے پابندی مذہب سے بے پرواہ ہوئے یا خود
تھے مگر اس لڑکی کی تربیت کیطرف سے بوجہ غفلت و کج فہمی و تعصب بیدینی کی یا لاڈ
و پیار کی کچھ نکرتے اور ناقص تعلیم کے بجائے اسکو مناسب تعلیم دیتے تو بیچاری لڑکی کو ایسی بری
خصائل نفرت انگیز سے کیوں متصف ہونا پڑتا - پھر جب ایسی ناہموار اوٹھان سے ساتھ
پرورش ہوئی تھی تو ایسے مرد مہذب سلیقہ پسند کیساتھ عقد نکیا جاتا گنوار دوسرے گنوار کیساتھ
بوجہ مناسبت طبعی کے بخوشی بسر کرسکتا ہے - اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ -

ف ۵۸ / ۲۹ مگر عورت و مرد دونوں کے ورثاء نے ظلم کیا اور وجہ خاص کی وجہ سے مثلاً
مرد کی خاندان کو حسب نسب کا خبط و سودا ہے اسلئے لڑکی کے اوٹھان و خصائل کو نہ دیکھا
لڑکی کے خاندان کو حسب نسب میں اپنے سے افضل دیکھکر رال ٹپک پڑی اور شادی کرلیگئی

اور لڑکی کے ورثاء نے لڑکے کے علم و فضل لیاقت قابلیت یا لڑکے کی سعادتمندی یا دیدہ کو دیکھکر اس حد اندازہ نا ہموار لڑکی کو ایسے مرد کے ساتھ عقد کر دینے کو فخر سمجھا اور یہہ دوہرا ظلم ورثاء کیطرف سے لڑکی پر ہوا۔ اسکے بعد اس معصوم لڑکی پر ظلم اوسکے شوہر نے کیا کہ وہ اپنی مزاج کو اچھی طرح جانتا ہے۔ لڑکی کے خاندان اور اس خاندان کی حالت سے بخوبی واقف تھے اوس خاندان کی متعدد عورتوں خالہ پھوپھو کو دیکھ رہا ہے کہ اونکے طبائع و خصائل کیسے ہیں اور اون سے اس مرد کو کراہت و نفرت ہے۔ باوجود ان باتوں کے جانتے ہوئے محض حفظ حسب نسب کے وجہہ سے اور بھائی برادری میں فخر کرنیکی غرض سے ایسی بیہائی عورت کے ساتھ عقد کو منظور کیا۔ اگر کوئی مرد یہہ عذر کرے کہ عقد کا منظور کرنا و نکرنا اوسکے اختیار سے باہر تھا بلکہ والدین کی مرضی کے تابع ہے والدین کی رائے کیسا تھے وہ کچھہ نکر سکتا تھا۔ ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ درحقیقت فیصدی اسّی مرد بھی اپنی عقد کی بابت والدین کی مرضی کے ویسے ہی محتاج ہیں جیسے لڑکیاں۔ اور اسلئے قبول عقد کے الزام سے ہم مرد کو بری کر دیتے ہیں پھر بھی مرد کا یہہ ظلم ہے کہ وہ اپنی علم و فضل سے خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ انسان کی فطرتی عادات بدل نہیں سکتی ہیں۔ لڑکپن سے جس اوقات کے ساتھ اوس لڑکی کی پرورش ہوئی ہے جیسا یہہ خاندان ہے اوسکے لحاظ سے اس عورت کے جو خصائل و عادات ہیں وہ بدل نہیں سکتی ہیں لیٹی لوٹی کاٹ ڈالو مگر عورت کی عادتیں نہ چھوٹینگی نہ خصلتیں بدلینگی۔ اندھے سے یہہ کہنا کہ اسکو دیکھو اور بتلاؤ سفید ہے یا کالا۔ حماقت ہے۔ اور جب وہ اندھا حکم کی تعمیل نکر سکے تو سزا دینا یا خفا ہونا سراسر ظلم ہے۔ لہذا یہہ عورت پھوہڑ بھی ہر طرح سے مظلوم اور واجب الرحم ہے۔

ف ۵۹ دوسری عورت جس سے یہ مرد ہر طرح پر خوش ہو عورت مرد کی خوشی کیوجہ سے عورت
بھی بیچاری مظلوم ہے اور اسکے ورثا اور یہ مرد اسکے ظالم ہیں کیونکہ مرد کی خاندان کو اور خود
مرد کو حسب نسب بھائی برادری کا خبط و سودا ہے اور یہ عورت خاندان کی نہیں ہے اور مرد کو
اچھی طرح معلوم ہے کہ خاندان کے باہر کی عورت کے خاندان میں کوئی عزت نہ ہوگی کوئی شریک نہ ہوگا
ہر طرح ذلیل کیجاتی ہے اپنے خاندان میں اس عورت کو کسی طرح رکھنا ممکن نہیں ہے اور مرد اپنے
خاندان کو چھوڑ بھی نہیں سکتا ہے۔ باوجود علم ان سب باتوں کے مرد خود غرضی سے اس عورت کے ساتھ
تعلق کر کے دیدہ و دانستہ اسکو بھی خراب کرتا ہے۔ پھر مرد کی بیوفائی و دغابازی دیکھو کہ جس
عورت سے اتنا آرام ملتا ہے جسکا لونڈی ہی عاشق زار ہے۔ اسکی تمام خدمات کی بھی پرواہ نکر کے
محض بھائی برادری کی وجہ سے عمر بھر اس عورت کا ساتھ نہیں دیسکتا ہے اور اسکی ساتھ دینے
کے وجہ سے خویش و اقارب کی طرف سے جو کچھ مصائب پیش آنی ہیں ان مصائب کو برداشت و گوارا
نکر کے عورت کا طرفدار نہیں بننا قبول کرتا ہے۔ اور جسوقت موقع ملا کہ اس عورت سے
دست کش ہو جاتا ہے اور اس بیچاری عورت کو دھوکا دیکر چھوڑ دیتا ہے۔ خدا غارت کرے
ایسے ظالم خود غرض مرد کو کہ اپنے کردہ فعل کو نہیں نباہ سکتا ہے اور وہ عورت
مظلوم اپنے خاندان سے بھی گئی۔ اور اس ظالم دغاباز مرد نے بھی ساتھ چھوڑ دیا یا لونڈیوں کے طرح ذلیل
کر کے رکھا بر بعد البتہ نہیں کی۔ بیچاری کی اولاد الگ بوجہ غیر خاندانی نسل کی ذلیل ہوئی اور
ان کا باپ دونوں عورتوں کی اولاد میں خود فرق کرتا ہے ایک کو افضل دوسرے کو کم رتبہ قرار دیتا ہے حالانکہ
دونوں اسی دغاباز کے نطفہ سے ہیں۔ ستم بر ضعیفان بیچارہ زور ۔ بیندیش از آہ زنگی گور ۔ والله لا یحب الظالمین۔

ف ۲ مرد کی ادھر بیوی مری ادھر سیوم ہی کے روز سے دوسرے عقد کا
تذکرہ ہونے لگا۔ چاہے مرد کی عمر کے ساٹھ برس پورے ہی ہو چکے ہوں مگر بھائی بہن خویش و اقارب
دوست احباب اور خود میاں کو دوسرے عقد کی فکر ہے اور شرط یہہ ہے کہ باکرہ ہو تیرہ چودہ برس
کی لڑکی ہو۔ اور تلاش کر کے ایسی لڑکی کیجاتی ہے جو اپنے دولہا کی بمنزلہ پوتی نواسی کے
معلوم ہوتی ہے۔ جوان لڑکی کو پچاس ساٹھ سالہ مرد کے ساتھ نکاح کر دینے سے یہہ بہتر ہے
کہ اوس لڑکی کو زہر دیکر ہمیشہ کیلئے سلا دیا جائے۔ انصاف کرو کہ مردوں کی صحبت کا کیا حال ہے۔
لڑکائی کی صحبت میں جوانوں کی موجودگی اور جوانوں کی صحبت میں بڑے بوڑھے لوگوں کی صحبت
دیکھائی کو کیسا معیوب برا سمجھا جاتا ہے۔ جوان مرد اگر بچوں کے ساتھ اور بوڑھے جوانوں کے
ساتھ رہکر بچے و جوانوں کے کام کریں تو دیکھنے والے اوسکو کیسا مکروہ سمجھتے ہیں۔ بوڑھا آدمی جوان کے
ساتھ نہیں رہ سکتا ہے۔ اور اگر بوڑھا ہو کر نوجوانوں جیسے حرکات کرے تو بدنما معلوم ہوتا
ہے۔ جب اپنے ہی جنس ذکور میں یہہ حال ہے تو پھر جنس اناث کے ساتھ کیونکر یہہ جائز ہو سکتا ہے۔ بچے
بچوں کے ساتھ۔ جوان جوانوں کے ساتھ۔ بوڑھا بوڑھوں کے ساتھ رہکر لطف صحبت اوٹھا سکتے
ہیں۔ جوان اور بوڑھے کی صحبت میں کبھی اتفاق و خوشگواری ہو ہی نہیں سکتی ہے۔
بے زبان لڑکی سوا کڑھنے کے کرہی کیا سکتی ہے۔ شریف زادی لڑکی بالطبع اگر بوڑھے
شوہر کی صحبت کو اپنی شرافت کی وجہہ سے برا ہی سمجھی مگر فطرت تو اوسکے اختیار میں نہیں ہے
اسلئے اوسکی تمام نوعمری کی ولولوں اور امنگ کا مر جانا لازمی ہے۔ اور مردہ دل
ہو جاتی ہے۔ اس ناجنس صحبت و سابقہ کیوجہہ سے عورت کچھہ نہ کچھہ امراض میں ضرور مبتلا

رہتی ہے۔ میں قوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بوڑھے شوہروں کی جوان عورتیں نوّے
فیصدی انواع و اقسام کے امراض میں مبتلا رہتی ہیں اور ان امراض کا ہونا بدیہی ہے۔ اور اسکو
وہی لوگ بہتر جان سکتے ہیں جو فن طب سے واقف ہیں۔ بیشتر ایسی عورتوں کو دق ہو جاتی ہے
ہمیشہ امراض رحم میں مبتلا رہتی ہیں۔ درد سر کی اکثر شکایت رہتی ہے۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اعصاب مضمحل
ہو جاتی ہیں۔ اکثر کو تو اولاد ہی نہیں ہوتی ہے اور جو اولاد ہوتی بھی ہے وہ نہایت
ضعیف الجثہ و کمزور ہوتی ہے۔ اسطرح گویا قوماً نسل انسانی کمزور ہوتی جاتی ہے
جیسا تخم ویسا درخت ہونا لازمی ہے۔ افسوس ہے لڑکی کے ورثاء پر کہ وہ اسطرح اندھے
ہوکر اپنی لخت جگر اور رحمی اولاد کو عمر بھر کیلئے بھاڑ میں جھونک دیتے ہیں۔ اور لڑکی کے
باوا جان اپنے جوان پانزدہ سالہ بیٹے کو ایک پچاس ساٹھ سالہ ضعیفہ عورت کے ساتھ
عقد کرنے کو کیوں جائز نہیں رکھتے ہیں۔ بیٹے کو بھی اسیطرح ضعیفہ کے ساتھ عقد کر دینا
چاہیئے۔ جب بیٹے کیلئے اسبات کو جائز نہیں رکھا جاتا ہے تو بیزبان بیٹی نے آخر
کیا قصور کیا ہے جو اسکی طرف سے ایسی سرد مہری کیجاتی ہے۔ ایسی عورتوں پر ظلم جو کچھ ہوتا ہے
وہ ورثاء کیطرف سے ہوتا ہے۔ شوہر کا قصور نہیں ہے۔ شوہر بیچارا اپنی طرف سے ہر طرح سے
کوشش کرتا ہے کہ بیوی خوش رہے اچھا کھلاتا ہے عمدہ کپڑا پہناتا ہے۔ زیور بنا دیتا ہے۔
باوجود سن سفید ریش و بروت کے بیوی کی خوش طبعی کیلئے کھیلنے و کودنے کی بھی کوشش کرتا ہے
مگر فطرت اور تخلیق شوہر کے قبضہ کی بات نہیں ہے۔ بوڑھے آدمی کے کھیل کود سے بجائے
خوشی کے اولٹی نفرت ہوتی ہے اور مسخرہ سمجھا جاتا ہے۔ بوڑھے آدمی کیلئے حلم اور بردباری ہی

اچھی تعلیم ہوتی ہے۔ لہذا اگر قسمت سے شوہر نیک ہو تو لڑکی کو گو۔ کھانے کپڑے کی
تکلیف نہ ہوگی مگر دایم المریض رہنا اور افسردہ دل ہو جانا لازمی ہے۔ اولاد نہایت ہی
لاغر و نحیف ہوگی۔ جلد یتیم ہو جاتی ہے۔ دکھیاری عورت کو اون یتیم بچوں کا پرورش
کرنا عذاب جان ہو جاتا ہے جس کے سینہ میں درد مند دل ہے وہ مرد اتنا تو کر سکتے ہیں کہ
جوان لڑکی کے ساتھ عقد کرنے سے انکار کریں۔ لڑکی کے ورثا اگر لڑکی پر رحم نہیں
کھاتے ہیں تو نیک دل مرد طالب نکاح کو کسی معصوم لڑکی پر تو رحم کھانا چاہئے۔ عقد کی
ضرورت اگر ہے تو کسی ایسی عورت کے ساتھ عقد کیا جائے جو مثل اوس مرد کے اپنے پہلے شوہر کے
ساتھ ہم عمری کی زندگی بسر کر چکی ہو۔ اسطرح سے مرد و عورت دونوں کو آرام ملیگا۔ جوان
لڑکی کے ساتھ عقد کرنے سے خود میاں بڈھے شوہر صاحب ہر وقت مبتلاء مصیبت رہتے
ہیں۔ روزانہ حکیم و ڈاکٹر کی برداری کرنا پڑتی ہے۔ جوان بیوی کی روزانہ علالت سے فکر دامنگیر
رہتی ہے اور وہ وہ مصائب پیش آتے ہیں کہ اونکو لوگ نہیں جان سکتے ہیں جو خود ضعیف
معمر ہیں۔ اور جوان لڑکی کے ساتھ عقد کیا کرتے ہیں بے جوڑ نکاح سے مرد و عورت دونوں کیلئے
مصیبت کا سامنا رہتا ہے۔ دس پانچ برس اس تلخی کے ساتھ کٹی اور کوئی آرزو و ہوس
اس لڑکی کی نہیں نکلی کہ شوہر پیر فرتوت عمر طبعی کو پورا کر کے مرگیا۔ باوجود اسکے اب اس
چہاردہ سالہ بیوہ لڑکی کیلئے دوسرے عقد کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اور اتنا بھی خیال نہیں
آتا ہے کہ یہ معصوم لڑکی بے قصور ہے۔ اسکے ولولہ و اومنگ کا زمانہ ہے اسنے از خود
ایسے بوڑھے شوہر کو نہیں پسند کیا تھا۔ خدا اور رسول نے اوسکو اوسکی جایز خواہشات سے

نہیں روکا ہے۔ یہہ لڑکی بھی آخر انسان ہے نفس رکھتی ہے۔ اسکی بھی خواہشات انسانی ہیں اور لذائذ دُنیاوی سے متمتع ہونیکا حق رکھتی ہے۔ مگر تم نے سب طرف سے اوسپر راہ کو مسدود کر رکھا ہے۔ خدا کو منھہ دکھانا ہی ذرا تو گریبان میں منھہ ڈالکر سوچو کہ تمہارے رسم و رواج نے کیسا ظلم ڈھایا ہی۔ جن لوگوں کو احساس نہیں ہے یا اونکو درحقیقت ان واقعات کا سامنا نہیں ہوا ہی۔ اونکے نزدیک تو یہہ تصیر آب باب بالکل قصہ کہانی اور لفاظی معلوم ہوگا۔ مگر جنکو ہر بات کا احساس ہے اور پہلو میں حسّاس دل رکھتے ہیں یا اونکو واقعات پیش آئے ہیں خصوصًا وہ عورتیں جنکو شوہر اور سسرال سے شکایت ہے۔ اور لڑکی کی حالت دیکھکر اوسکے والدین دل کے پرخچے اوڑتے ہیں۔ وہ ان باتوں کو معلوم کرکے یہی کہینگے کہ یہہ مظلومیت تو لاکھہ میں سے ایک اور من بھر میں سے ماشہ بھر بھی نہیں ہے ہماری داستان غم اس سے بالاتر ہے۔

ف ۶۱/۴۹ — اب یورپین۔ مسیحی عورتونکی مظلومیت پر غور فرمایا جائے اس کیلئے پہلے کسیقدر تمہید کی ضرورت ہے

ف ۶۲/۳ — اول تو عورت و مرد کا مساوی الحقوق و مساوی القویٰ ہونا ہی غلط ہے اور آزادیٔ نسواں کیلئے یہی کلمہ بمنزلہ بنیاد کے استعمال کیا جاتا ہی۔ حقوق کے مساوات و آزادی یہہ دو لفظ ہیں جنکا مفہوم و معنی دنیا سے مفقود اور تمدن عالم کے منافی ہے لہذا سب سے پہلے حقوق کی مساوات و آزادی کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ اسکے لئے اگر تمدن کی بحث کو میں چھیڑتا ہوں تو ایک تو وہ بحث دقیق فہم عوام سے باہر ہو جاتی ہے۔ دوسرے اوس بحث کا ایک ضخیم حصہ ہو جائیگا جو موجودہ مقصد کیلئے مناسب نہیں ہے۔ اسلئے

اجمالی طور پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ف مسئلہ یہ ظاہر بات ہے کہ نظام عالم اور تمدن کیلئے مختلف الحیثیت مختلف القویٰ مختلف المراتب کا ہونا بدیہی ضرورت ہے۔ اگر سب لوگ ایک ہی حیثیت کے حقوق مساوی کیلئے دعویدار ہو جائیں تو پھر نہ کوئی مالک رہتا ہے نہ مملوک نہ بادشاہ کا وجود نہ حاکم و سرپنچ کا معماری نجاری حدادی خیاطی زرگری باورچی گری خانساماں قلی حمال وغیرہ وغیرہ کا وجود ہی باقی نہ رہیگا۔ اور چونکہ ایک شخص واحد جو کہ محتاج تمدن ہے خود فراہم و انجام نہیں دے سکتا ہے لہذا دنیا سے تمدن ہی مفقود ہو جائیگا۔ پیدا ہونے کے بعد کیڑے مکوڑوں کی طرح بغیر دودھ پینے و پرورش دایہ کے اگر زندگی کی صورت ہو بھی جائے تو کیا ملیگا نہ کھانا۔ برہنہ آزاد پھرتے رہینگے۔ بھوک کو قدرتی نباتات و روئیدگی سے پورا کرینگے نہ کوئی باپ کو پہچان سکتا ہے نہ ماں کو۔ اسلئے قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ جس سے کوئی مادہ پرست عقلمند خواہ بیوقوف انکار نہیں کر سکتا ہے۔ پس جب ایک ہی جنس ذکور میں مساوات بہ حیثیت واحد ممکن نہیں ہے۔ تو دوسری جنس اناث کیونکر جنس ذکور کے مساوی الحقوق بہ حیثیت واحد ہو سکتی ہے۔ ایسا دعویٰ کرنا بداہت کا انکار آفتاب کو بے نور کہنا ہے۔ اور ظوعاً و کرھاً۔ اسبات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عورتوں کیلئے اوسی حیثیت کے حقوق جو مردوں کیلئے دیئے گئے ہیں کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم جو حکم دیتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ اسیطرح مردوں کیلئے اوس حیثیت کے حقوق مساوی نہیں ہیں جو عورتوں کو دیگئی ہیں بلکہ ہر کسی را بہر کار ساختند۔

اسکے بعد دوسرے لفظ آزادی کو لیا جائے۔ اسکا مفہوم و معنی بھی دنیا سے مفقود ہے۔ اور یہی
نظام عالم و تمدن کے منافی ہے۔ اور وہی صورت ہے کہ کسی مرد کو تو آزادی مطلق حاصل ہی
نہیں ہے تو عورت کا ذکر ہی کیا ہے۔

ف ۴۴ آزادی کے معنی تو جب پورے ہوں کہ ہر شخص اپنی رائے و ارادہ میں دوسرے کی
رائے و ارادہ کی پابند نہ ہوں۔ مگر یہ محال ہے۔ ہر ایک قوم کا کوئی نہ کوئی مذہب ہے۔ پہلا
سب سے اوّل تو انسان کی آزادی کو مذہب نے چھین لیا اسکے بعد آزادی کو والدین نے
سلب کر لیا۔ آزادی کا دعویٰ کرنے والے کیا اسبات کو تسلیم کر سکتے ہیں؟ کہ وہ
اپنی اولاد کو کسی قسم کی تعلیم نہیں دلائینگے اور منافی سمجھتے ہیں؟ اسکے بعد آزادی کو تمدنی جماعت سوسائٹی نے
لے لیا۔ کیا کوئی بھی آزادی کا کہہ سکتا ہے کہ سوسائٹی کی پابندی کے بغیر عافیت کی زندگی
بسر کر سکتا ہے؟ اسکے بعد آزادی کو حکومت نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور یہاں میں
یہ کہنا کہ شخصی حکومت کا جوا ہم نے گردن سے پھینکدیا ہے جمہوری حکومت ہے یہ بھی ایک
مغالطہ وہ خوش کن لفظ ہے جسکی حقیقت مفقود ہے۔ جمہوری حکومت میں بجائے ایک
تن واحد بادشاہ کے چند اشخاص حکومت کرتے ہیں۔ برطانیہ کی اتنی بڑی سلطنت پر
زیادہ سے زیادہ پارلیمنٹ کی حکومت کو لیا جائیگا۔ وہ بھی گنتی کے چند اشخاص ہیں اسلیے
محکوم کی آزادی پر حاکم نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ آزاد کوئی نہیں ہے۔ اسیطرح پر عورتوں کی
آزادی مردوں کے تابع ہے اور کسیطرح اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ اس سے ناظرین
یقین کر سکتے ہیں کہ آزادی مطلق تو مفقود ہے۔ اب رہ گئی محدود آزادی کے مراتب

اسکو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہر چیز کیلیئے ایک حد معین ہے - وہی کہانا جو باعث بقاء حیات ہے - اگر حد سے بڑھ جائے تو باعث ہلاکت ہو جاتا ہے - وہی راحت و آرام جو ضروری و اچھی چیز ہے اگر حد سے بڑھ جائے تو کاہلی پیدا کرتی ہے - وہی محنت اور درک جو باعث تندرستی ہے اگر حد سے تجاوز ہو جائے تو قوت میں ضعف و اضمحلال پیدا کرتا ہے - وہی انشرت جو باعث صحت و مسرت ہی اگر حد سے متجاوز ہو جائے تو قبر کے کنارے پہونچا دیتی ہے - وہی کتب بینی جو عمدہ شغل ہے اگر حد سے متجاوز ہو جائے تو خلل دماغ پیدا کر دیتی ہے - وہی کھیل کود جو باعث تفریح ہے اگر حد سے بڑھ جائے تو کسب کمالات سے مانع ہو جاتا ہے - وہی سونا جو باعث راحت ہی حد سے متجاوز ہو جائے تو مذموم و مورث امراض ہے - اور ایسے ہی تمام خصائل حسنہ اور امور ضروری جو ہیں اگر حد سے متجاوز ہو جائیں تو باعث تخریب ہو جاتے ہیں - محکوم کی آزادی ایک حد تک اگر رہے تو گورنمنٹ بخوشی اوسکی اجازت دیتی ہے - اگر محکوم کی آزادی متجاوز عن الحد ہو جائے تو بغاوت سمجھی جاتی ہے لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ عورتوں کے حقوق و آزادی کی ایک حد کا معین ہونا لازمی ہے - اسکے بعد دیکھنا چاہیئے کہ تخلیق جنس اناث سے قدرت نے کیا اغراض رکھی ہیں اور مردونکی تخلیق کے کیا اغراض ہیں - تجربہ و مشاہدہ ہمکو بتلا رہا ہے کہ محنت و مشقت کی کاموںکی سرانجام دہی کیلیئے قدرت نے مردوں کو مخصوص کر دیا ہے اور انتظام و حفاظت کیلئے اناث کو مخصوص کیا ہے - یا یوں سمجھو مردوں کا تعلق ملٹری سے اور عورتوں کا تعلق سیول سے ہے -

ف ۱۵ — اتنی وضاحت پر بھی اگر ہمارے معزز لیڈیز کو تسلیم
کرنے سے انکار ہے تو بہت اچھا یورپ میں صدیوں سے آپکو
پورے طور سے آزادی موجود و حاصل ہے - آپ فرمائیے عورتوں میں
سے کتنی عورتیں ایسے عالم و فاضل ہوئی ہیں جو عقلاء یورپین جنٹلمین کے
مقابلہ میں شمار ہو سکتی ہیں - کتنی عورتیں فلاسفر ہوئی ہیں - کتنی عورتوں نے
ایجاد و اختراع کیا ہے - انجن ریل بے تار کے خبر رسانی - ہوائی جہاز ٹیلیفون
گراموفون - بجلی وغیرہ وغیرہ تمام ایجادات میں سے کون سی چیز عورتوں
کی ایجاد کردہ ہے -

کتنی عورتیں جرنیل کرنیل و سپہ سالار افواج ہوئی ہیں - کتنی عورتوں نے بالمقابل تلوار کے
زور سے ممالک کو فتح کیا ہے - کتنی عورتیں ہل چلاتی ہیں - کتنی عورتیں جہاز رانی کر سکتی ہیں یا
اعلیٰ طبقہ سے لیکر ادنیٰ طبقہ تک کی کارہائے دنیاوی کو بغور ملاحظہ کرنے سے پایا جاتا ہے - کہ
دماغی و جسمانی کارہائے سخت و صعب میں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں ہے - اور اس سے
یہ بات ثابت ہے کہ نازنین لیڈیز کی قوت جسمانی و دماغی کسی طرح مردوں کے مساوی نہیں
ہے - اسپر بھی اگر اپنے قول و رائے کی حمایت ہے تو اختیار ہے - مگر بداہت سے انکار کسی طرح
نہیں ہو سکتا ہے - جب یہ تمام مراتب ناظرین کی ذہن نشین ہو گئے کہ عورتیں مردوں کے
مساوی الحیثیت حقوق نہیں رکھتی ہیں - عورتوں کی آزادی محکوم ہے سے مردوں کی
عورتیں قوت جسمانی و دماغی میں مردوں سے کم ہیں - تو اب بہت آسانی سے عورتوں کی

خود عورتوں کے فرائض عورتوں کا کمال نسوانی سمجھ میں آجائیگا - عورتوں کی تخلیق
مردوں کی آسائش و سکون خاطر کیلئے ہے - عورتوں کے کام انتظام خانہ داری ہیں عورتوں کے
کام پرورش اطفال کے ہیں - عورتیں ایک جواہر بے بہا ہیں - عورتوں کا کمال نسوانی
حسن انتظام خانہ داری و دلربائی و اولاد کی پرورش مناسب طریق سے ہے -
جواہر کی یہہ شان نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس کے سامنے پڑا رہے - قدر گوہر شاہ
داند یا بداند جوہری + عورت سے زاید قیمتی جواہر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے -
عورتوں کے مراتب کی قدر دانی جب ہو سکتی ہے کہ اس عزیز جواہر کو بوقعت کیا جائے -

ف ۶۶ معزز لیڈیز آپ کو جس طرح کی آزادی آپکی قوم و ملک نے دے رکھی ہے اسنے
آپکے ساتھ ظلم عظیم کیا ہے - اور یہہ بھی ہم جنس ذکور کا ایک فریب و دھوکا دہی ہے
کہ اپنے خبیث خواہشات کیلئے آپکو ہر ایک سفر و حضر و پبلک مناظر میں سہیم و شریک
کیا گیا ہے محض اپنی خوشی کیلئے کہ ہر ایک طرح کے پھول کا نظارہ نصیب ہو
ہر ایک خوشبو سے دماغ معطر ہو - آپکے ساتھ ہمدردی نہیں ہے بلکہ سراسر ظلم اور آپکے
مراتب کی تنقیص ہے - توہین ہے - بیوقعتی ہے - اور اسکی وجہ سے معزز لیڈیز آپکو
آپ کی کمال نسوانی سے محروم کیا گیا ہے - چھوٹے بچوں کا حال یہہ ہے کہ وہ بالطبع کھیل
تماشے کی خواہشمند رہتے ہیں - اور جو ماں باپ یا اتالیق بچوں کے کھیل و بیہودگی کی عادات سے
نہیں روکتے ہیں وہ سر دست بچوں کے نزدیک بڑے دوست معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں
انکے حق تمام عمر کیلئے دشمنی و برائی ہے - اور جوان ہو کر وہی بچے ان شفیق ورثاء اور اتالیق کو

لعنت بھیجیے گالیاں دیتے ہیں۔ اے معزز لیڈیز آپکا بھی یہی حال ہے کہ ہمارے
جنس قوم کو رنے محض اپنے ذاتی اغراض و فرض کے واسطے آپکو اپنے کمال نسوانی سے
جاہل رکھا ہے جس طرح سے بچہ تربیت و تعلیم کرنیوالے سے گیند اپنے باپ اور استاد کو اپنا
دشمن مارنے والا و تکلیف دہندہ جانتا ہے کیونکہ ناسمجھ ہے اور نفع و نقصان کو
وہ نہیں جانتا ہے یہی حال آپکا ہے۔ کہ جو شخص آپکی بیہودہ آزادی پر معترض ہوتا ہے
اسکو آپ پرانے خیال کا بیوقوف وحشی و غیر مہذب جاہل گنوار جانتی ہیں جسطرح سے
لڑکپن کی عدم تعلیم و تربیت کے وجہ سے اور علم و تہذیب کی لذتوں سے ناآشنا
ہونیکی وجہ سے عامیانہ و جاہلانہ خصائل و عادات کا عادی و خوگر بچہ ہو جاتا ہے
اور افعال ذمیمہ کو برا نہیں جانتا ہے۔ ویسی ہی اس آزادی نے آپکو ایسا خوگر کر دیا ہے
کہ اپنی برائیاں آپکے ذہن نشین نہیں ہوتی ہیں اور اسکے خلاف آواز بلند کرنیکو
آپ اور آپکے ظالم ہمدرد خوشگواری سے نہیں سن سکتی ہیں۔ یہ آزادی آپکو گمراہی
و تباہی میں گرا رہی ہے۔ اور اسکی وجہ سے انتظام عالم درہم و برہم ہونیوالا ہے
یورپ کی آزادی نسواں کے یہ کرشمے ہیں کہ عورتوں کو زوجیت و خانہ داری سے برگشتہ
اولاد سے نفرت ہو رہی ہے۔ اور اب خود اہل یورپ اس آزادی نسواں کی
مضرت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ عورت کا کمال نسوانی حیا و عفت پر ہے۔ اگر یہی
زوال پذیر ہوا تو سلسلۂ توالد و تناسل پر برا اثر پڑیگا آبادی گھٹ جانا لازمی ہے۔ جو
سبز باغ پبلک کو بتلایا گیا ہے کہ تعلیم نسواں سے اولاد کی تربیت عمدہ ہو سکتی ہے

وہ ایک خوش کن خیال ہو گیا ہے۔ آزادی کی دلدادہ عورتیں زوجیت و مقیدی کا
بوجھ ہی گردن سے جدا کر رہی ہیں۔ خانہ داری اولاد کی پرورش سپرد کار ہی رکھنا نہیں
چاہتی ہیں۔ گو کتنی عقلاء و مدبر و فلاسفر ایسے ہیں جن کی عمدہ تربیت و تعلیم اُن کی ماؤں کے
وجہ سے تسلیم کی جاتی ہے۔ کتنی عورتیں ایسی بتلائی جا سکتی ہیں جنھوں نے اولاد کو اپنے
تربیت و تعلیم سے اعلیٰ مراتب پر پہنچا دیا۔ تجربہ و مشاہدہ ان سب باتوں کا جواب نفی میں دیتا ہے۔
کسی شخص نے دودھ دینے والی گائے سے ہل جوتنے و موٹ کشی کا کام نہیں لیا ہے۔ جانوروں میں
بھی نر و مادہ کی مساوات نہیں ہے۔ اور ہر ایک کا کار جداگانہ ہے۔ انسان اشرف المخلوقات میں
آیا تو اس سے مردوں کا کام کس طرح لیا جا سکتا ہے۔ اور مذکورہ بالا بیان سے جب یہ بات ثابت ہو گئی
کہ عورتیں مردوں کے برابر جسمانی و دماغی کام نہیں کر سکتی ہیں۔ اگر مردوں کی صف میں عورتوں کو کھڑا کیا گیا تو لا محالہ
عورتوں کو شکست ہو گی اور ہماری بولنا پڑے گا۔ اور ہم عورتوں کو بحیلہ مساوات کے کمال نسوانی سے
محروم کر دیں گی تو یہ "نہ زندہ و نہ مردہ" کی مصداق ہو گئیں۔ یہ ظلم کیا نہیں ہے؟ اور نازک بدن
نازنین عورتیں کیا مظلوم نہیں ہیں؟ اور اُن کے کمال نسوانی کا ناحق خون نہیں ہے؟ بجز اعتراف کے چارہ نہیں ہے۔

ف ۳۵ الغرض عورتیں خواہ ایشیا کی ہوں یا یورپ کی، مسلم ہوں یا غیر مسلم، اہل کتاب ہوں
یا غیر اہل کتاب، شہری ہوں یا دیہاتی، ہر حیثیت اور ہر حال میں ہر جگہ یہ مظلوم ہیں۔ اور ظلم ایسے
نادر الوجود محبوب بے بہا گوہر گرانمایہ پر ہو رہے ہیں جس سے زیادہ بہتر چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے

ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے
امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے

چوتھا باب

عورتوں کی مظلومیت کے اسباب

ف ۶۸ روئے زمین کی عورتوں پر جو مظالم ہوتے ہیں اونکے اسباب کی تلاش کرنا چاہیئے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ مظالم عورتوں پر ہوتے ہیں محض اونکی کمزوری قوائے جسمانی و دماغی کے وجہ سے ہوتے ہیں۔ مثل مشہور ہے جسکی لاٹھی اوسکی بھینس۔ اقوام اور سلطنتوں کا بھی یہی حال ہے کہ جو فرقہ کمزور ہے اوسکو طاقتور قوم محکوم کر لیتی ہے جو سلطنت کمزور ہے اوسکو قوی شوکت سلطنت جابر مفتوح کر لیتی ہے۔ عورتوں کے حق میں جتنے فیصلے ہوتے ہیں وہ سب یکطرفہ ہوتے ہیں ہر وقت اور ہر سلطنت کے مرد جیسا چاہتے ہیں ویسا حکم حقوق نسواں کا صادر کرتے ہیں اور عورتیں اوسکی متبع ہوتی ہیں۔ بقول اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ جس ملک اور جس قوم کے مرد جس مذہب و جن خصائل کے پابند ہوتے ہیں اوس ملک اور اوس قوم کی عورتیں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ عورتوں کی بذات حکومت قدرت و فطرت نے نہیں رکھی مردوں کا محکوم و تابع کیا ہے۔ حاکم مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی ظالم کوئی عادل دنیا میں عادل کم اور ظالم زیادہ ہوتے آئے ہیں۔ اور ظلم جب ہوتا ہے یا بوجہ حرص طمع کے ہوتا ہے یا بوجہ نخوت و تکبر کے ہوتا ہے یا بوجہ دیگر ذاتی اغراض کے۔ اسی وجہ سے محکوم پر ظلم ہوتے ہیں

ف ۶۹ ظہور اسلام سے پہلے جو ظلم عورتوں پر ہوتے ہیں اوسکے اسباب عورتوں کی عالم مردوں کی

جہالت وحرص وطمع ہے۔ ہماری بیٹی دوسرے مرد کے پاس جائے اور ہم سُسری کہلائیں۔ جہالت اسکو برداشت نہیں کرنے دیتی ہے۔ ہماری بہن دوسرے مرد کی زوجہ بنے اور ہم سالے کہلائیں۔ جہالت سوجھاتی ہے کہ یہ بڑی بےغیرتی ہے۔ ہماری یا ہمارے عزیز کی بیوی ایک بار ہو چکنے کے بعد پھر دوسرے کے ساتھ ہم بستر ہو جہالت سوجھاتی ہے کہ یہ بڑی بےغیرتی ہے۔ اسلئے مرنیکے بعد بیوہ کا یا طلاق دینے کے بعد مُطلقہ کا نکاح مکروہ کردیا گیا ہے اور عورت کو از خود پیچھا چھوڑانیکا کوئی حق ہی نہ دیا گیا۔ کمزور کر ہی کیا سکتا ہے۔ وراثت میں کوئی حصّہ نہ رکھا گیا۔ غرضکہ محکوم کے ساتھ کوئی منصفانہ برتاؤ روا نہیں رکھا گیا۔ بےکھٹکے پامال کیا گیا۔ اور اوسکے بعد آنے والی نسل اگلوں کی تقلید آبائی کرتی رہی ہے جب خداوند کریم نے اپنی مخلوق پر رحم کرکے محمدؐ عربی صلعم کو اپنا رسولؐ بناکر رحمتہ للعالمین کا خلعت عطا کیا اوسوقت محکوم ومظلوم عورت کی بھی خبرگیری کیگئی۔ اور عورتونکے حقوق تفصیل سے بتلادئے گئے۔ اور جس حد تک عورتونکے لئے آزادی کا دینا منافی تمدن نہیں تھا اُسقدر آزادی دیگئی۔ اور اب تک عورتونکے حقوق جو بےپروائی کیجاتی تھی اوسپر زجر وتوبیخ ہوئی اور افراط وتفریط کے درمیان متوسط درجہ کے حقوق وآزادی نہول قرآن کریم نے اعلان کیا جس سے صدیوں کے خیالات پلٹ گئی۔ اور لوگ چونکنا متحیر وششدر ہوگئے کہ عورتوں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ جب تک سچے مسلمان رہے اور اپنی ہادی برحق قرآن شریف کے متبع رہے اور اپنی اغراض وخواہشات کو حکم خداوندی کے سامنے زیر کرتے رہے اُسوقت تک مسلمان عورتیں ظلم سے بچی رہیں۔ اور جس جس طرح دین میں

سُستی اور احکام الٰہی کی تعمیل سے بے پروائی ہونے لگی ویسے ویسے مظالم عورتوں پر ہونے لگے۔ اور یہہ
بے پروائی مسلمانوں میں زیادہ تر نخوت حکومت و آرام طلبی غیر مذاہب کی مخالطت کی وجہ سے ہوئی
اور مسلمانوں نے رجعت قہقری کرکے اُنہی مذہب کے رسم و رواج و عادات جاہلانہ کو اختیار کرنا شروع
کیا۔ جن مذاہب کی اصلاح کے واسطے اسلام ظہور کیا ہے مسلمانوں میں بیوہ کا نکاح نکرنا طلاق ندینا
ندینا عورت کو خلع کرانے سے باز رکھنا بیٹیوں کو میراث ندینا یہہ سب باتیں کفاروں سے
لیگئی ہیں جو سب جہالت کے کرشمہ ہیں۔

اسلام تو حکم دیتا ہے کہ نکاح بغیر رضامندی عورت و مرد کے ہو نہیں سکتا ہے
مگر موجودہ مسلمانوں نے اسکو بالکل اوٹھا کر طرح طرح کے حیلے و تاویلیں گھڑ لی ہیں۔ اور والدین
اور ورثا اپنی مرضی سے مرد و عورت کا نکاح کر دیتے ہیں۔ اکثر تو نکاح ایسی عمر میں ہو جاتے ہیں جبکہ
عاقد بالغ اور مکلف نہیں ہوتے اور وہ اپنے نفع و نقصان کو نہیں جان سکتے ہیں۔ اور جو شادیاں
بعد بلوغ کبھی ہوتی ہیں اونمیں کسی طرح بھی عورت کی رضامندی حاصل نہیں کیجاتی ہے اور
اسکو نہایت معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ بغیر رضامندی عورت کے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا ہے
لہذا ہمارے علما و مولویوں نے ایک شرعی تاویل بتلا دی ہے کہ بوقت نکاح جب عورت کے پاس وکیل جا کر کہتا ہے
کہ تمہارا عقد نکاح اتنے مہر پر فلاں مرد کے ساتھ کردیا گیا قبول کیا یا نہیں تو عورت کچھ جواب نہیں دیتی
ہے اور یہی سکوت رضامندی کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ ایسے مسلمان بھائی بہنوں کو زنا و حرام سے
بچانے کی غرض سے ہم نہایت دلیل کو ٹھہرا کر تسلیم کرکے نکاح تو جائز سمجھ لیتے ہیں مگر اس سے
یہہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی ہے کہ یہہ عقد نکاح مرد و عورت کی رضامندی سے ہوتا ہے کیا بوقت انتخاب کے

باب پنجم

عورتوں کی مظلومیت کا انسداد کسطرح ہو سکتا ہے

گرچہ منزل بس خطرناک است مقصد ناپدید
ہیچ راہی نیست کو را نیست پایاں غم مخور

[له] فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ فَاِنَّهَا اَمَانَةٌ عِنْدَكُمْ۔

ف ۱۳۳ تعصب کی عینک کو اوتار کر اس مسئلہ پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ جب عورت اچھے فضائل کی جنس ہے جس سے ہمارا وجود اور ہماری پرورش اور ہماری زندگی و زندگی کا لطف ہے اور اوسپر در حقیقت ظلم ہو رہے ہیں تو اُسکو مظالم سے بچانے کی کیا تدبیر ہے۔ گائے۔ بیل۔ گھوڑا۔ چڑیا۔ طوطا۔ مینا کو آدمی پالتا ہے تو اوسکی صحت و آرام و دانہ چارہ کا خیال رکھتا ہے اور اوسکے ایذا دہندگان کی نگاہ و دست رس سے اُسکو بچایا جاتا ہے۔ کیا تمہاری محسنہ تمہاری مشفقہ تمہاری محبوبہ عورت جانوروں سے بھی زیادہ گئی گزری ہو گئی ہے۔ جسکو اسطرح سے پامال ہوتے ہوئے دیکھکر تم خوش و غافل ہو۔ یا وہ جانور سے بھی ادنیٰ درجہ کی چیز نباتات

[له] عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرو اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ عورتیں تمہارے پاس خدا کی امانت ہیں (حدیث)

ورونیدگی کی سرسبزی وشادابی کی تم حفاظت کرتے ہو اکیا عورت نباتات کے بھی برابر تمہارے حسن سلوک کی حقدار نہیں ہے؟

نباتات سے بھی ادنیٰ درجہ جمادات کا لے لو۔ ہیرا۔ نیلم۔ پکھراج۔ فیروزہ۔ یاقوت وغیرہ وغیرہ لیکن پتھر کی عزت وتوقیر وحفاظت ایک ادنیٰ چاک وصندوق کے وجہ سے تم کس قدر کرتے ہو اور کس طرح سات پردوں کے اندر رکھکر دست برد اغیار سے بچاتے ہو حالانکہ اوسکو کوئی کھا نہیں لیتا ہے کوئی حظ نفسانی حاصل نہیں کرسکتا ہے وہ اپنی شیریں آواز سے تمہارے کانوں کو خوش نہیں کرسکتا ہے۔ تم کبھی جنگل میں ہو جواہر تمہاری کچھ مدد نہیں کرسکتا ہے۔

ف کیا تمہاری محسنہ عورت کیا تمہاری ہمدردی درد دکھ کی ساتھی تمہاری پرورش کنندہ تمکو لذت بخشنے والی چیز تمہاری خدمتگزار عورت کا مرتبہ لیکن پتھر کے برابر بھی نہیں ہے جو تم اوسکو اوسکے کمال نسوانی سے اوسکو اوسکے جائز حقوق سے اوسکو اوسکی جائز آزادی سے اوسکے راحت وآرام سے اوسکے دلی خواہشات وجذبات روکتے ہو؟ صد ناظلم ہوتے ہیں۔ اور تم خبر نہیں لیتے عزیز چیز تمہاری حماقت وجہالت ونخوت وتکبر وحرص وطمع واغراض نفسانی سے برباد ہورہی ہے اور تمہارا پتھر دل نہیں پسیجتا ہے۔ آپنے ہمدردی کی توجہ کی کہ عورتونکو آزادی دیجائے اپنی خوشی آزادی سے ہوگی۔ تو پھر آپ کیوں نہیں پنجرہ کے باہر چھوڑ دیتے ہیں؟ اپنے جواہرات کو آپ کیوں نہیں صندوق وقید وتہ خانوں سے نکال کر باہر سب کے سامنے

والدے ہیں؟ کیا آپ ہی جیسے آپ کے افراد اسطرح اون جواہرات کو دیکھنے و پاس رکھنے کے مستحق نہیں ہیں جسطرح آپ جواہر بے بہا عورت کو اغیار کے دیکھنے اور اوس سے ملنے و ملاقات کرنے کے خطرات اوٹھانے کو اوچھا میاں پردہ دری چاہیں رکھتے ہو؟ تم اپنے پھولوں کے باغ میں ہر کس و ناکس کو آنے سے کیوں منع کرتے ہو؟ لامحالا آپ کو اقرار کرنا پڑیگا کہ بے شک جمادات نباتات حیوانات سب سے بڑھکر ہم کو عورت کی حفاظت اوسکو عزیز رکھنا اوسکو نقص کمالات نسوانی سے بچانا اوسکی مظلومیت کو دور کرنا فرض و ضروری ہے اور سب کاموں کو چھوڑ کر اس طرف توجہ کے ساتھ تدبیر کرنا فرض ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے ابتدا آفرینش سے اسوقت تک قرآن سے زیادہ و بہتر عورتوں کے حقوق کی حفاظت عورتوں کو مظلومیت سے بچانے کا علاج اور بھی کسی نے کیا ہے یا نہیں؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں عورت کا حامی مظلومیت سے بچانے والا سوائے قرآن کے اور کوئی تدبیر و علاج نہیں ہے۔ اگر اس دعویٰ کو تسلیم کرنے میں تامل ہے تو ہم تفصیل سے علاج قرآنی بحق مستورات بتاتے ہیں۔ آپ اسکے مقابل اس سے زیادہ مفید اور بہتر پیش فرمائیے۔ قرآن نے سب سے پہلے والدین کو منع کیا کہ تم عورتوں کو قتل نکرو۔ وجود محض کی بقا کا انتظام کرکے امر رسول صلعم کی زبان سے حکم دلایا۔

ف طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ ۔ عورتوں کو پڑہاؤ۔

تربیت سیکھاؤ یہ نہیں جاہل رکھکر خراب ہونے دو۔ تم نے حکم خدا اور رسول کی تو ہینی کی اور یہہ کہتے ہو خدا کی مار عورتوں کے پڑہانے والوں پر۔ نعوذ باللہ۔ تم نے رسول اللہ صلعم کو گالی دی اور خدا کی پھٹکار برسائی۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ اپنی عقل و جہالت سے خدا و رسول کے احکام کی توہین بلکہ انکار بلکہ مقابلہ کیا۔ تم نے عورت کو جاہل و جاہلی علم سے محروم رکھکر ظلم کیا۔ فردائے قیامت کیا جواب دوگے اور کیا حال ہوگا جبکہ جبار و قہار پوچھیگا۔ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ تم یہہ کہوگے ہم نے قتل نہیں کیا ہے جو ہم سے یہہ سوال ہو۔ مگر جاہل رکھکر جو ظلم تم نے عورت پر کیا اور اسکے کسب کمال نسوانی کا جو خون ناحق کیا ہے یہہ تو قتل سے بدتر ہے ایسی مغلوبیت کے ساتھ زندہ رکھنے سے ہزار درجہ قتل کر دینا بہتر ہے۔ وَالْفِتْنَةُ عِنْدَ اللّٰهِ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ دوسرے اقوام نے اس قرآنی تعلیم کو تسلیم کر لیا اور عورتوں کیلیے تحصیل علم کی ضرورت نہیں رکھی۔ تمکو ناچار اپنی خواہش کے خلاف اتنا تسلیم کرنا پڑیگا کہ عورتوں کو بھی مثل مردوں کے علم حاصل کرنا مناسب ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ اور اگر اسکے خلاف تمہارے وساوس شیطانی ایسا اقرار نکرنے دیا تو یقیناً رسول اللہ صلعم کے نافرمان ہوگے۔ تمہارا یہہ کہنا کہ پڑھی لکھی عورتیں کونسی اچھی ہوتی ہیں بکثرت پڑھی لکھی عورتیں بے تمیز بدسلیقہ دین سے غافل ہیں اور اپنے فرایض نسوانی سے لاعلم ہیں۔ ایسی عورتیں بے پڑھی سے اور زیادہ خراب ہوتی ہیں۔ ہم تمہارے اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہیں مگر ہم ان واقعات کی وجہ سے جو عورتوں کو پڑھانے لکھانے کی مخالفت کرتے ہو یہہ تمہاری نادانی

تمہاری بیوقوفی تمہاری کج فہمی ہے۔ بیشک درد و قبض کے واسطے سنا یا کسٹرائل
(ارنڈی کا تیل) مفید ہے اور ضرور مفید ہے لیکن مریض اگر تیل کی بوتل کو
ہاتھ میں لئے بیٹھا رہے اور اجابت نہو تو دوا کا کیا قصور ہے اسکی وجہ سے
یہ تو صحیح نہیں ہوسکتا ہے کہ حکم ناطق لگا دیا کہ رفع قبض کیلئے جو شخص کسٹرائل
تجویز کرتا ہے اوسپر خدا کی مار پڑے ہر مرض کی دوا اوسکے لئے مخصوص ہے جیسا
مرض ویسی دوا۔ نبی امی روحی فداہ کی فصاحت و بلاغت کو ملاحظہ فرمایا جائے کہ
مرد و عورت دونوں کیلئے کسی علم خاص کی خصوصیت نہیں کیگئی ہے۔ لہذا ہم بھی
اپنے کسی اخبار خاص کیلئے تو نہیں کہتے ہیں جیسا مرض ویسی دوا اسیطرح ہر عورت
کیلئے بھی علم مناسب پڑہاوے اور تعلیم دلائی جائے۔ پڑھی لکھی عورتیں اگر بے تمیز
بے سلیقہ بدچلن ہوتی ہیں تو یہ قصور اونکے ورثا و تعلیم کنندگان کا ہے جنہوں نے
شعور و سلیقہ شناسی و دینداری کی تعلیم و تربیت نہیں کی اور جو کچھ پڑہایا
وہ بطور لہو پڑہانے کے ہے اور اونکو بے لگام کیا۔ من نکردم شما حذر بکنید۔ پس اگر
غلطی کی ہے تو تم اوس سے تجربہ حاصل کرکے اوسکی اصلاح کرو اور اپنے بیٹیوں کو ایسی
تعلیم دو اسطرح تربیت کرو جس سے وہ با ادب باتمیز سلیقہ شعار پابند مذہب ہوں
ورنہ تمہاری گردن پر یہ حقوق بیٹیوں کے قیامت تک رہجائینگے۔ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ
فِيهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُونَ۔ اور اوسوقت۔ لَا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ اِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ۔
ف۔ جب قرآن کریم نے عورت کے جان کی حفاظت اور اوسکی تعلیم و تربیت کا

انتظام کرکے والدین اور ورثا کو اُس کا ضامن و ذمہ دار کرکے پوری حفاظت کر لی
تو اب وہ بسر و زندگی زوجین کے لئے خوب ہو گی کہ ایک لفظ ایسا جامع و مانع
فرمایا جسکی تشریح کیلئے دفتر کے دفتر بھی کافی نہیں ہے۔ اور ایک دریا معانی کا
کوزہ میں بند کردیا سبحانہ وتعالی شانہ۔ وہ لفظ یہ ہے۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ
مِنَ النِّسَاءِ۔ تمام منافقات و منافرت زن و شوہر کے جھگڑوں کی بنیاد ہی کو ڈھا دی
کہ اُس عورت کے ساتھ نکاح کرو جو تمہاری مرغوب و پسند ہو۔ اپنے موافق مزاج جب عورت کے
ساتھ عقد ہو گا کبھی کوئی جھگڑا و منافقت و منافرت ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ یہاں یہ
کیہ بھی ارشاد ہوا ہے۔ مَا طَابَ ... لَكُمْ۔ اور نہ عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے
والد اور ورثا پسند کریں۔ تم نے اپنی حماقت و جہالت و غفلت و بیدینی و حکم خدا
و رسول کی نافرمانی سے اس حکم کو بالکل تحریف کرکے اپنی عقل کو بالاتر کرکے یہ رواج ڈالا
کہ والدین اور ورثا اپنے حسب خواہش جس کسی کے ساتھ دل چاہے نکاح کردیں۔
اب سید ہم میں جسقدر مظالم بیان کئے گئے ہیں اور جسقدر رات و دن
زن و شوہر میں منافقات و منافرت و زندگی تلخ ہوتی ہے اور اوس سے جیسے جیسے
خراب نتائج برباد کنندہ دین و دنیا پیدا ہوتے ہیں یہ سب احکام الٰہی کی نافرمانی کے
باعث ہیں جو ما طاب لکم کو چھوڑ دیا گیا ہے اُسکے اپنی زندگی بھی تلخ کی اور عورتوں کو بھی
مظلوم کیا۔ یہاں پر کم فہم حضرات یہ اعتراض کرینگے اور کہینگے یہ تو بے حیائی لوگوں کو
سکھلائی جاتی ہے۔ اور نئی روشنی والوں کے اقوال ہیں اور مسلمان ہوکر تم بھی مثل یورپ کے

بیحیائی و آزادی کی تعلیم دیجاتی ہے اور ہزاروں گالیاں دینے لگینگے لو اب کیا ہے ابھی تو ہم تعلیم و بے پردگی نسواں کی حمایت کنندگاں کو رتے دبڑا کہتے تھے یہ تو ادن سے بھی چار گیا دس ہاتھ آگے نکل گیا اور کہتا ہے کہ مرد عورت اپنی اپنی رضامندی سے نکاح کیا کریں جیسا انگریزوں میں ہوتا ہے یہ پکا نیچری مردود تھے مرتد ہو گیا ہے۔ خیر آپ مجھے گالیاں دیلیں خوش ہوں اور یہاں سے روز حشر تک آپکے گالیوں کا دعویٰ نہیں کرونگا دل سے معاف کرتا ہوں۔ مگر دست بستہ استدعا و التماس ہے ذرا دیر کو غصہ دور فرما کر میری پوری بات آپ سُن لیں۔
اول تو یہ بات کہ یہ بھی دنیا کی روش ہے اسلئے ہمکو اس سے نفرت و انکار ہے یہ اصول ہی شریعت ہے اُنظُرْ اِلیٰ مَا قَالَ وَلَا تَنظُرْ اِلیٰ مَنْ قَالَ - اگر غیر مذہب والے کسی ایسی اچھی بات کو کرتے ہیں جو عین ہماری تعلیم قرآنی کے مطابق ہو تو اوسکے اختیار کرنے میں کیا حرج ہے - تمام ایسے ثواب و نیکی کے کام آپکو چھوڑ دینا چاہئیے جو غیر مذاہب والے کرتے ہیں۔ انگریز بھی نماز پڑھتے ہیں انگریز بھی توحید کے قائل ہیں انگریز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر مانتے ہیں یہاں نماز و توحید و رسالت مجردسے بحث ہے اوسکے عوارض و حیثیت سے بحث نہیں ہے بلکہ مجرد وجود نماز۔ وجود توحید۔ وجود رسالت سے مطلب ہے تو اوسکو انگریزوں کا فعل سمجھ کر آپ بھی نماز و توحید و رسالت سے انکار کردیں۔ دوم یہ کہ جس بات کا حکم خدا نے ہمکو دیا ہے اوسکی تعمیل ہم پر فرض ہے - اگر یہی حکم وہی نعمت خدا نے

دوسری قوم کو بھی وہی ہے تو ہمارا کوئی اجارہ نہیں ہے - یا قرآن جن باتوں کی تعلیم کرتا ہے اونمیں سے بعجوا۔ اُنظُرْ اِلیٰ مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلیٰ مَنْ قَالَ کے غیر مذہب والے کسی احکام قرآنی کے موافق عمل کریں تو کیا ہمکو یہہ زیبا ہے کہ ہم اُس عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور سیر خود اسلئے عمل نکریں کہ اوسکو تو کافر و مشرک کرتے ہیں ایسا کرنا اسلام کا نہیں ہوا اپنی خواہشات کی پیروی ہوئی - لہذا اے میرے عزیز بھائیو میں بہت ہی لجاجت سے دست بستہ آپسے عرض کرتا ہوں کہ آپکو کسی معاملہ میں یہہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ یہہ فعل کافر و مشرک کا ہے یا مسلمان کا عالم کا یا جاہل کا عابد کا یا فاسق کا نیچری کا ہے یا غیر نیچری کا بلکہ جو بات ہے اوسبات کو قرآن الغرض سے مطابقت کرکے دیکھنا چاہیئے ہم مسلمان ہیں ہمکو سوائے احکام خدا و رسول کے باقی کسی دوسرے کے حکم و بات سے غرض نہیں ہے - لہذا آپسے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ قرآن شریف کا مطلب بیان کیا جاتا ہے آپ اگر نہ سمجھے سکھے ہیں تو آپ خود قرآن و حدیث سے اوسبات کا مقابلہ کریں ورنہ جو الفاظ قرآنی بقید رکوع و سورت کے بتلائے جاتے ہیں اونکی معنی و مطالب کو اپنے اون علماء سے پوچھئے جنپر اعتماد ہے اگر وہ تصدیق کریں کہ ہاں قرآن شریف کے یہہ الفاظ صحیح ہیں تو پھر اوسوقت تو آپ یہہ نہ کہیں کہ اسکو کفار کرتے ہیں - لہذا ہم نہیں کرتے ہیں - اسلئے امید کہ آپ جبر و ضبط تعصب سے تھوڑی دیر کام لیکر مجھ ناچیز کی پوری بات کو اچھی طرح سُن لینگے اوسکے بعد آپکو اختیار ہے ابھی خفا ہونیکی ضرورت نہیں ہے - غرضکہ اسلام نے عقد نکاح میں عورت کی رضامندی لازم

کی ہے مرد و عورت کو اپنے اپنے مذاق کے موافق عقد کرنا چاہئیے۔ اسوقت
جس طریقہ سے لڑکے و لڑکیوں کا نکاح ہوتا ہے یعنی قرآن کی تعلیم و منشا کے خلاف ہے
زوجین کے متعلق حقوق احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں اون سب سے یہی بات
ثابت ہے کہ مرد و عورت کو اپنی عقد نکاح کا خود اختیار دیا گیا ہے اور ہم اوسکی خلاف
اسلئے مرد و عورت دونوں ظالم و دونوں مظلوم ہوئے خدا کے گنہگار رسول ؐ کے
گنہگار اور اپنی اپنی زندگی دنیا ہی میں تلخ ہوتی ہے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
کی مصداق ہوتے ہیں محض اسوجہ سے کہ عقد نکاح سے پہلے مرد و عورت کو اسبات کا
موقع نہیں دیا جاتا ہے کہ وہ اچھی طرح اطمینان کرلیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ
عقد کرکے حقوق زوج و زوجیت ادا کرسکتے ہیں یا نہیں۔ اور اسیوجہ سے سارا
فساد ہے۔ فاسقہ عورت فاسق مرد کے ساتھ اور فاسق مرد فاسق عورت کے ساتھ
بدتمیز مرد بدتمیز عورت کے ساتھ اور بدتمیز عورت بدتمیز مرد کے ساتھ۔ اسیطرح خوشی و خرمی کی
زندگی بسر کرسکتے ہیں جسطرح سے صالح مرد صالحہ عورت کے ساتھ و صالحہ عورت
صالح مرد کے ساتھ سلیقہ مند مرد سلیقہ مند عورت کے ساتھ و سلیقہ مند عورت
سلیقہ مند مرد کے ساتھ لطف سے زندگی گزارتے ہیں۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز
قرآن شریف بھی اسی کے لئے حکم دیتا ہے۔ سارے مظالم دنیا ہی زوجین کی بد لطفی
و بد مزگی کی جڑ یہی ہے کہ مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ کے خلاف و غلط شادی بیاہ
ہوتا ہے اس سے زیادہ اور آگے چلکر تم کو تعجب ہوگا جہاں پر قرآن شریف میں خداوند کریم

فرماتا ہے۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ۔ تعریض کے معنی
ضد التصریح ہے یعنی ایسا کلام جس سے صراحت کے بغیر اپنا مطلب اور ما فی الضمیر ادا ہو جاوے
اور خطبہ کے معنی طلب التماس نکاح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرد بلا توسط ورثاء کے عورت
کے ساتھ باہمی عقد مناکحت کیلئے گفتگو کر سکتا ہے۔ اور تفسیر خازن کے مصنف نے
تعریض خطبۃ النساء کی تفسیر جن الفاظ میں دی ہے وہ یہ ہے۔ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ
إِنَّكِ لَجَمِيلَةٌ وَإِنَّكِ لَصَالِحَةٌ وَإِنَّ غَرَضِي التَّزْوِيجُ وَإِنِّي فِيكِ لَرَاغِبٌ وَ
عَسَى اللَّهُ أَنْ يُيَسِّرَ لِي امْرَأَةً صَالِحَةً وَنَحْوُ ذَلِكَ مِنَ الْكَلَامِ الْمُوهِمِ مِنْ غَيْرِ تَصْرِيحٍ
اس تفسیر سے تو آپ انکار نہیں کر سکتے ہیں۔ یا تفسیر خازن کا مصنف
بھی نیچری یا عیسائی تو نہیں تھا۔ نکاح کیلئے بالراست عورت سے گفتگو بطور
کلام موہم کے محض عدت کی وجہ سے ہے اگر عورت عدت میں نہ ہو تو پھر کلام موہم
کی بھی ضرورت نہیں بلکہ صاف الفاظ میں عقد نکاح کیلئے مرد و عورت کی باہمی
گفتگو و قرارداد بلا توسط کسی کے ہونے میں کوئی گناہ و جرم نہیں ہے۔

انہیں اصول و مسئلہ کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اسکو یورپین تہذیب پر خیال کرنا آپکی
غلطی ہے۔ یورپین تہذیب نے جو طریقہ مرد و عورت کی باہمی رضامندی کا اختیار
کر رکھا ہے اسکو ہم بھی آپ سے زیادہ برا سمجھتے ہیں۔ اور وہ طریقہ اسلام کی تہذیب

ترجمہ: تم خوب صورت ہو۔ تم بہت نیک اچھی عورت ہو۔ میری غرض ارادہ عقد نکاح کا ہے میں تمہاری
طرف بہت رغبت رکھتا ہوں۔ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے اچھی عورت زوجیت کیلئے میسر آسان کر دیگا۔ مثل اسکے

وشایستگی کے مخالف ہے عفت وحیا کے خلاف ہے - اور بالکل سچ ہے کہ یورپ میں کمتر ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں جو شب زفاف میں اپنے شوہر سے بوثوق یہ کہہ سکیں - اچھوتی ابھی ہے مئی اجہری * کنواری ہے مینا کی غلیظ پری

گوہر مخزن اسرار ہمانست کہ بود

حقہ مہر بدان مہر ونشانست کہ بود -

اور یہہ بات درحقیقت نہایت ہی بے غیرتی وبے عزتی کی ہے - اہل یورپ اگر اسکو تہذیب سمجھتے ہیں تو انکو مبارک ہے - ہم ایشیائی مسلم و غیر مسلم کبھی اس ناسور تہذیب کو پسند نہیں کرسکتے ہیں - آپ حیران ہونگے کہ خود ہی یہہ بھی کہتا ہے کہ عقد نکاح مرد وعورت کے باہمی رضامندی وذاتی انتخاب سے ہو اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں انکو بھی ممنوع بتلایا جاتا ہے - پھر آخر مطلب کیا ہے آپکا یہہ استعجاب ادنی تامل سے دور ہو سکتا ہے - وہ یہہ کہ افراط و تفریط دونوں ممنوع ہیں -

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید

نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید

اسلام ان دونوں کا مخالف ہے - اسلام کے جملہ احکام وقوانین خیر الامور اوسطہا پر مبنی ہیں - پس ہر شخص و ہر قوم اس اصول کو مدنظر رکھکے ایسا درمیانی طریقہ اختیار کرسکتا ہے کہ جس سے حدود اللہ قایم رہیں نہ تو مرد و عورت

بغیر مشورہ و پسند کے نکاح ہو اور نہ یہ بھی دنیا کے طرح سے کنواری لڑکی اپنی منگیتر کے ساتھ قبل از عقد نکاح کے میاں بیوی کے طرح رہنے پاوے اور چونکہ ہر ملک و ہر قوم کے عادات و رسم و رواج جداگانہ ہیں اسلئے کوئی ایک اصول مقرر نہیں ہو سکتا ہے البتہ احکام و منشاء قرآنی و حدیثیہ و اغراض نکاح و تجربہ و مشاہدہ کے لحاظ سے بحالت موجودہ ہمارے نزدیک بہتر و مناسب طریقہ یہ ہے وہ عرض کیا جاتا ہے۔

فصل سب سے پہلے قوم کو سب سے اول اس بات پر متفق ہو جانا چاہیئے کہ کتاب اللہ کے خلاف کوئی بات نہ ہو کتاب اللہ کے احکام پر اپنی مشیخت و کبریائی کو مقدم نہ کیا جاوے کتاب اللہ کے احکام کی ہنسی اڑائی جاوے جس بات کا حکم صراحت سے کتاب اللہ میں موجود ہے اوسکے اختیار کرنے میں پس و پیش نہ ہو جسکی صراحت کتاب اللہ میں نہیں ہے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور اونکے ازواج مطہرات و بنات طیبات و اہل بیت و اصحاب کے اقوال و افعال میں تلاش کیا جاوے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی عورتوں نے کسی بات کو اختیار کیا یا کہا ہے اور کوئی شرم و عار نہیں سمجھی ہے تو اوسکو تم بھی عار نہ سمجھو بیحیائی نہ جانو ایسا کرنا گویا خاندان نبوت سے شرم و حیا و پاکیزگی میں سبقت لیجانا ہے۔ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۔ سب سے پہلا اصول یہی ہے جو ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے بعد تم کفو کی معنی لینے میں غلطی نہ کرو جس چال چلن و طبائع کے تم خود ہو اُسی چال و چلن و طبائع والے خاندان کو تم اپنا کفو سمجھو۔ عام اس سے کہ وہ قریب ہو یا بعید۔ اور امیر

لے تم اپنے لئے پاکیزگی کی ڈینگ نہ مارو اللہ جسکو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔

خوب غور کر لو کہ وہ دو گھر اگر تمہارے خیالات و نیز ان چلن و روش کے مطابق
ہے یا نہیں ؟ پدرم سلطان بود - کو ہم گفتنی نہیں - اسکے بعد مرد و عورت کے تمام
اپنے اپنے نزدیک کسی گھر کو پہلے ہم کفو منتخب کریں اور ایسا کرکے مرد کو کہا جائے کہ وہ
اپنے تمام حالات و خیالات و میلان طبع کو تفصیل سے قلمبند کرے اور بغیر کسی کمی و مبالغہ
کے اپنی مزاجی کیفیت کو من و عن لکھا جائے - کالا ہے یا گورا یا سانولا خوبصورت ہے یا بدصورت
پڑھا لکھا ہے یا جاہل - پڑھا ہے تو علمی قابلیت کیا ہے - دیندار ہے یا غافل ہے نہایت سچائی
کے ساتھ بتایا جائے کہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے یا نہیں - قرآن کے معنی و مطالب کو
سمجھتا ہے یا نہیں - مالدار ہے یا غریب - یا متوسط الحال - مقدار آمدنی بتلائی جائے
خویش و اقارب بھی کتنے لوگ اسکے ساتھ رہتے ہیں - خویش و اقارب اسکے ساتھ اور
اسکا خویش و اقارب کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے - اسکے ماں باپ کا کیا طریقہ ہے کیسا
کھاتے ہیں کیسا کپڑا پہنتے ہیں - خود کام کاج کرتے ہیں یا ملازم رکھتے ہیں - مرد کی
مزاج میں غصہ ہے یا حلم - زندہ دل ہے یا افسردہ دل - کھیل تماشہ کا شائق ہے
یا علم کا یا عبادت کا یا کسب معاش کا محنتی ہے یا کاہل ہے - مزاج میں حیا و غیرت کا
کیا حال ہے - رحم دل ہے یا سخت دل - صحت کیسی ہے - کن صفات کی عورتوں کو
پسند کرتا ہے وغیرہ وغیرہ تمام ضروری باتوں کو بالکل سچائی و صداقت کے ساتھ
قلمبند کرکے پورے طور سے اپنے حلیہ ظاہری و باطنی کو لکھدے - مرد کی خود
لکھی ہوئی تحریر والدین اپنے ہم کفو گھرانے میں تقسیم کر دیں جس گھر میں بچی کا حلیہ

بھیجے اوس گھر والے اپنی بیٹی یا بہن کی تصویر قابل النکاح عورتوں کو وہ فوٹو دیں
اور وہ عورتیں تنہائی میں بیٹھ کر ایک ایک تصویر کو دیکھیں اور غور کریں
اگر اون کے پسند خاطر ہو تو بغیر کچھ کہے وہ فوٹو اپنے گھر والوں اور گھر کے مرد
ورثا کو واپس کر دیں جس سے معلوم ہوگا کہ عورت اس مرد کو زوجیت کیلئے پسند
نہیں کرتی ہے - اگر اونکی سمجھ میں آیگا - وہ مرد پسند ہے [illegible] فوٹو معلوم ہو تو اوس
تحریر کردہ عورت اپنے پاس رکھ لے اور مرد کو اطلاع دی جائے [illegible] رضامندی وقت سے
عورت اپنا فوٹو ظاہری و باطنی حالات کا بنا دے اور بہت جبتک کہ رشتے
قائم نہ ہو جائیں اور اتفاق سے یہ عورت ناخواندہ ہو تو اپنے کسی ایسے عزیز
جس سے کسی بات کے بیان کرنے وقت شرم و غیرت حجاب نہ ہو لکھوا لے اور اوس
تحریری فوٹو کو مہر لگا کر اپنے ورثا کے حوالہ کر دے جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ
فوٹو اوس مرد کے پاس سربمہر بھیجدیا جائے جس مرد کا فوٹو اس عورت نے قبول کر کے
رکھ لیا ہے عورت کا فوٹو تحریری جب مرد کے پاس جائے تو اوسوقت وہ مرد
مکرر اپنے فوٹو اور اپنی طبیعت سے عورت کے فوٹو تحریری کا مقابلہ کر کے دیکھے - آیا اوسکو
یہ عورت زوجیت کیلئے پسند ہے یا نہیں اگر پسند نہیں ہے تو عورت کے فوٹو کو
واپس کر کے اپنا فوٹو واپس منگوا لینے کو ورثا سے کہدے - اور عورت کے پاس جب
اوسکا فوٹو واپس آ جائے تو وہ سمجھ جائے کہ مرد کو منظور نہیں ہے - لہذا مرد کا فوٹو تحریری
فوراً واپس کر دے معلوم ہو گیا کہ عورت کو اس مرد کے ساتھ نکاح منظور تھا مگر

مرد کو منظور نہیں ہے۔ اور اگر عورت کا فوٹو پسند آنے کے بعد مرد کو بھی عورت زوجیت کیلئے پسند آجائے تو عورت کا فوٹو مرد اپنے پاس رکھ لے اور ایک کاغذ پر اتنا لکھدے کہ فوٹو میں نے رکھ لیا۔ اس سے سمجھا جائیگا کہ مرد نے بھی اس عورت کو اپنی زوجیت کیلئے پسند و منظور کر لیا۔ اب مرد و عورت کی باہمی فی الجملہ رضامندی ہو گئی ہے۔ اسکے بعد کسی مناسب طریقہ سے مرد و عورت کی اور عورت مرد کو دیکھ لے۔ نہ اسطرح سے کہ ایک حجرہ میں دونوں کو کر دیا جائے۔ نہ اسطرح پر کہ ایک دوسرے کی صورت اچھی طرح دیکھ نہ سکیں۔ بلکہ عورت کو پردہ میں بٹھلا اور مرد کو ایسی جگہہ بٹھلا کر کھانا کھلایا جائے کہ عورت پردہ سے اچھی طرح مرد کو دیکھ لے اور اُسوقت عورت کے پاس کوئی شخص سوائے اسکے کنبہ یا سہیلی یا کسی لڑکی کے دوسرا کوئی واجب الاحترام عزیز نہو۔ اسکے بعد اسی طرح سے مرد کو کسی پردہ کے مقام پر بٹھلا کر چند عورتوں کے ساتھ اُس لڑکی کو اسطرح سے بٹھلایا جائے کہ مرد پردہ سے اچھی طرح اُس لڑکی کو دیکھ سکے۔ پس اسکے بعد مرد و عورت پھر غور کریں کہ ایک دوسرے کی ساتھ زوجیت پر رضامند و خوش ہیں یا نہیں اگر اب ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد دونوں کو منظور نہو یا صرف مرد یا صرف عورت کو پسند نہو تو چاہیئے کہ ایک کاغذ پر اتنا لکھدے کہ فوٹو واپس ہے اور اسکے ساتھ دوسرے کا فوٹو جو اپنے پاس ہے واپس کر دے۔ سمجھا جائیگا کہ نکاح اسکے ساتھ منظور نہیں ہے۔ اور اگر دونوں کو پسند و منظور رہے تو ایک کاغذ پر صرف اتنا لکھدے

کہ آپکا قول اب واپس نہیں ہو سکتا ہے - اس سے مجبوراً مانیگی کہ اب کامل طور پر
عقد نکاح پر دونوں رضامند ہیں - پس اتنی رضامندی مرد و عورت کی حاصل کرنیکے
بعد مراسم و رواج ظاہری کے موافق ورثا باہم ایک وجہ کو پیغام دیں اسپر دونوں کے ورثا
نسبت کا قرار داد کر کے رسم موجودہ طریقہ سے نکاح کر دیں جس میں تاکہ حکم کتاب اللہ کی
تعمیل ہو جائیگی اور یورپ جیسا فتنہ و جھگڑا بھی اٹھنے نہ پائیگی نہ اسمیں
کوئی بات مذہب و مجبور الطبائع کے خلاف ہے - لیکن یہ بات ضرور ہے کہ مرد و عورت
کو حیثیت صنائع و مصنوعات سے اپنا حال قلمبند کرنا چاہیے کہ بعد عقد نکاح کے
کسیکی کوئی بات غلط ہو ورنہ یہ ہی جھگڑا و دھوکا دہی کا جرم اور باعث نفاق ہوگا -
ف ۹ ناظرین اور تہذیب کی دلدادہ ذرا غور اسلام کی حمایت و فیاضی کو
عورت کے ساتھ دیکھتے جائیں - جب خداوند کریم نے بوقت نکاح بھی تاکید کتاب اللہ کی سے
عورت کی مظلومیت بچاؤ کا انتظام فرمالیا تو اب بعد العقد کیسا اچھا انتظام فرمایا
اللہ علام الغیوب ہے وہ انسانی طبائع اور فطرت و خواہشات ماضی و حال استقبال
کو یکساں طور پر خوب جانتا ہے اور معلوم ہے کہ بغیر ساتھ و تجربہ معاملت کے انسان
پورا حال معلوم نہیں ہو سکتا ہے سو نا جانے کس کو دی جانے کی مثل مشہور ہے -
گو نکاح دونوں مرد و عورت کی رضامندی و پسند سے ہوا ہے - مگر ممکن ہے کہ تقدیر
سمجھنے میں دھوکا یا کوئی غلطی واقع ہو یا صورت دیکھنے کے وقت کوئی کسی فریب سے
کام لیکر بناوٹ لیگئی ہو یا بناوٹ نہ کیگئی ہو دیکھنے والے کی آنکھ نے ہی قصور کیا ہو

یا یہ ہو کہ میاں بیوی کے ایک دوسرے کو خصائل یا عادات پسند نہ آویں یا اور کوئی اسباب
ایسے پڑ جائیں جنکی وجہ سے مرد کو عورت کے ساتھ اور عورت کو مرد کے ساتھ محبت و یگانگت
اور ادائے حقوق زوجیت دشوار ہو جائیں غرضیکہ جب ایسے لوگوں کا کوئی چارہ کار نہ رہا
نہیں ہے مگر اسلام نے اب بھی مرد و عورت کو مجبور کرنے کے آزاد و مختار رکھا ہے۔

ف مرد کو اگر عورت پسند نہیں ہے اور ناخوش ہے تو بجائے اسکے کہ اپنی
زندگی تلخ کرے کوفت اٹھاوے خود مظلوم بنے اور عورت کے حقوق پامال کرے
یا چشم پوشی کرکے عورت کو مظلوم بنا دے۔ یہ آسان علاج بتلا دیا گیا ہے کہ مرد
طلاق دیکر عورت سے مفارقت کرے ورنہ خدا و رسول کا نافرمان ہوگا۔ یہاں پر یہ بھی
بتلا دینا ضرور ہے کہ طلاق کے متعلق ایک حدیث آئی ہے۔ عن ابن عمر عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ اخرجہ ابوداؤد۔ اس حدیث
کے وجہ سے عموماً لوگ خیال کرتے ہیں کہ گو قرآن شریف میں طلاق کا ذکر آیا ہے
مگر حدیث میں ابغض الحلال بتلا کر گویا قریب قریب ممانعت کے ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے
اور یہ خیال غلط ہے کیونکہ اول تو تصریحی احکام قرآن کے خلاف کوئی حدیث
چاہے کیسی ہی ہو معارض نہیں ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ فہم کا قصور ہے حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ ادنی ادنی معمولی باتوں کی وجہ سے طلاق نہ دیجائے۔
یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ابغض الحلال کی وجہ سے طلاق نہ دیکر عورت پر آرے
کے ورتے چلاؤ عورت کے حقوق کو پامال کرو عورت کو آرام نہ دیکر تکلیف دو

گالیاں دو۔ مارو۔ عورت کو رنجیدہ رکھو۔ عورت کو آٹھ آٹھ آنسو رولاؤ
عورت کے جائز خواہشات و آزادی پر قبضہ کرو مگر طلاق نہ دو۔ حاشا کلا
بلکہ اس حدیث سے دراصل عورتوں کی رعایت طرفداری مقصود ہے کہ
عورت کے ساتھ جہانتک ہو سکے رعایت و درگزر سے کام لیا جائے۔ اور عورت
کی بدشکلی تیز مزاجی بیچڑ ہونے یا معمولی قصورات کی صورت میں طلاق دینے سے
تم پرہیز کرو اگرچہ شرعاً کوئی جرم و مواخذہ نہیں ہے۔ مگر خدا و خدا کے رسول اسکو
اچھا نہیں جانتے ہیں اور عفو و درگزر کی خصلت کو پسند کرتے ہیں۔
الا تحبون ان یغفر اللہ۔ عورت چاہے کیسی ہی بری و بدمزاج و بدشکل کیوں
نہ ہو تم اگر ان سب باتوں کو گوارا کر کے عورت کے ساتھ حسن معاشرت
کر سکتے ہو اور عورت کے افعال سے درگزر و چشم پوشی کر کے اسکو خوش و آرام سے
رکھکر اسکے حقوق کی حفاظت کر سکتے ہو تو بیشک طلاق دینا ضرور نہیں
ہے اور اسمیں تمہارا مرتبہ محسنین کا ہو جائیگا۔ لیکن جبکہ مرد ایسا مجبور ہو جائے
کہ نامرغوب بیوی کے ساتھ وہ حدود اللہ یعنی حقوق زوجہ و حسن معاشرت کو ادا
نہ کر سکے تو اس صورت میں طلاق ہرگز ابغض الحلال نہیں ہے۔ حدود اللہ کو قائم
رکھنے و خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے طلاق دینا ہی لازم اور فرض
منصبی ہوگا ہرگز ناپسندیدہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ عنقریب آیات قرآنی سے معلوم ہوگا۔

ش۔ کیا تم اسکو پسند نہیں کرتے ہو کہ قصوروار کے قصورات کو درگزر کرو جیسے کہ خداوند بھی تمہارے قصورات کو معاف کر دے۔

ف ۸۵ جس طرح سے مرد کو آزاد و مختار کیا گیا ہے اسی طرح عورت کو
بھی آزاد و مختار کر کے اجازت دی گئی ہے کہ جو صورتیں مرد کو پیش آنے کی بتلائی
گئی ہیں ویسے ہی صورتیں عورت کو مرد کی طرف سے پیش آویں اور وہ عورت
حدود اللہ یعنی ادائے حق زوج کو قایم نہ رکھ سکے اور شوہر سے متنفر ہو تو اس
صورت میں بجائے اسکے کہ شوہر کو ایذا دے خدا و رسول کی نافرمانی کرے خاوند
کی زندگی تلخ کرے اپنی زندگی کو تلخ کرے اور سوکھ سوکھ اور جل جل کے مرے
یہ بہتر علاج ہے کہ خلع کرا کے اس سے مفارقت کرے۔ یہاں بھی ایک ایسی
حدیث آئی ہے۔ عن ثوبان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایما امرأة
سألت زوجها الطلاق من غیر بأس فحرام علیها رائحة الجنة اخرجه ابو داود والترمذی
اسلئے لوگ خیال کرتے ہیں کہ عورت کو خلع کا اختیار نہیں ہے مگر حدیث میں ایسی
وعید ہے جس سے صریح ممانعت پائی جاتی ہے مگر یہ بھی غلط اور کم فہمی
کا سبب ہے اور دو باتیں ہیں اول تو کتاب اللہ کے احکام قطعی کے معارض کوئی
حدیث نہیں ہو سکتی ہے۔ حدیث کی صحت میں کلام ہوگا نہ کہ قرآن شریف میں
دوم یہ ہے کہ عورت پر مرد کی طرف سے کوئی ظلم و زیادتی یا نشوز و شقاق ہو
یا ہو جب عورت حدود اللہ ادائے حق زوج نہ کر سکے خواہ وہ کسی سبب سے ہو ایسی صورت میں
خلع کرا لینا عین خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کرنا و معاصی سے بچنا ہے۔

۸۵ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت اپنے شوہر سے بغیر کسی وجہ خوف وغیرہ کے
طلاق مانگے ایسی عورت کے لیے جنت کی ہوا تک پہونچنا حرام ہے۔ ۱۲

ف وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ف اِذْ ذَھَبَ جُمْہُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّہٗ یَجُوْزُ الْخُلْعُ مِنْ غَیْرِ نُشُوْزٍ وَلَا غَضَبٍ غَیْرَ اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِمَا فِیْہِ مِنْ قَطْعِ الْوُصْلَۃِ بِلَا سَبَبٍ - یعنے جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بلا سبب بھی عورت کو خلع کرا لینا جائز ہے کوئی گناہ نہیں ہے۔ البتہ بلا سبب قطع کرنا مکروہ سمجھا جائیگا اور اسی طرح اُس حدیث کا مطلب ہے جسکو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اور جب کوئی سبب ہو یعنی شوہر بدسلوکی کرتا ہو تکلیف ایذا دیتا ہو حسن معاشرت ترک کرتا ہو عورت کے حقوق ادا نکرتا ہو ایسی حالت میں خلع میں کراہت بھی نہیں ہے بلکہ حدود اللہ قائم کرنے کو اور معاصی نافرمانی شوہر سے بچنے کی غرض سے خلع کرا لینا لازمی و ضروری ہے

ف پس اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ خدا نے میاں بیوی کیلئے جو حدیں ٹھہرا دی ہیں اُن پر قائم نہ رہ سکو گے اور ایک دوسرے کے حقوق کو ادا نہیں کر سکتے ہو چاہے کوئی سبب کیوں نہ ہو اور عورت اپنا پیچھا چھڑانے کیلئے کچھ دیدے تو اس صورت میں تم دونوں میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔ پس ان حدوں سے آگے نہ بڑھو (مثلاً زوجیت میں رکھکر زیادتی کرو وحقوق پامال کرو) جو اللہ کی باندھی ہوئی حد سے آگے بڑھینگے (جیسا کہ فی زمانہ عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھکر حدود اللہ کے موافق عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت نہیں کرتے ہیں یا عورت نہ تو مرد کے حقوق بجا لاتی ہے نہ طلاق لیکر خلع کراتی ہے) تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔ سورۂ بقر رکوع ۲۹۔

ف تفسیر خازن جلد اول صفحہ (۱۷۹) مطبوعہ مصر

ف ۸۱ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ خلع کی آیت مذکورہ کی شان نزول کو
یہاں بیان کر دیا جائے جیسا کہ احادیث و تفسیر میں آیا ہے۔ تفسیر خازن میں
آیت خلع کی شان نزول یوں بیان کی گئی ہے کہ حبیبۃ بنت سہل الانصاریۃ
کانت تحت ثابت بن قیس بن شماس وکانت تبغضہ وھو یحبھا وکان بینھما
کلام الخ۔ حضرت سہل انصاری کی بیٹی حبیبہ ثابت بن قیس بن شماس کی
زوجہ تھیں باوجودیکہ حضرت ثابت بن قیس کو اپنی زوجہ سے بہت الفت
تھی جس سے ظاہر ہے کہ عورت کو کسی قسم کی تکلیف و اذیت شوہر کی طرف سے
نہیں تھی مگر حبیبہ اپنی جانب سے ناخوش رہا کرتی تھیں ناراض تھیں اور ان کی زوجیت میں
رہنا پسند نہ تھا۔ ایک روز حبیبہ نے اپنے والد حضرت سہل انصاری سے اپنے شوہر کی شکایت
کی اور کہا کہ وہ تو میرے باپ کو گالیاں دیتے اور مجھے مارتے ہیں۔ حضرت سہل انصاری نے
بیٹی کو سمجھا دیا اور کہا کہ تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا مجھے یہ بات بہت ناپسند ہے کہ وہ
معلوم ہوتی ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے۔ حبیبہ باپ کے طرف سے
ایسا خشک جواب پا کر اپنے شوہر کے یہاں واپس چلی گئیں اور پھر کچھ دنوں کے بعد
میکے آکر باپ سے شوہر کی وہی شکایت کی مگر اب بھی حضرت سہل انصاری نے
بیٹی کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیا۔ اور تیسری مرتبہ حبیبہ نے دیکھا کہ
باپ کچھ شنوائی نہیں کرتے تو گھر سے نکل کر سیدھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خاوند کی شکایت کی اور اپنی پوری داستان بیان کی

حبیبہ نے جواب دیا ہاں انکی (شوہر) زوجیت سے علیحدہ ہونے کیلئے باغ کا دیدینا مجھے منظور ہے
جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو باغ دلاکر حبیبہ کو چھڑا دیا اسی کا نام خلع ہے
:- اے جنس اناث دیکھ تو سہی اور غور کر کہیں پر بھی تجھے خدا و خدا کے رسول نے
مردوں سے کم حقوق نہیں دئے بلکہ بمقابلہ مردوں کے تیری حمایت و پاسداری زیادہ
کیگئی ہے۔ باوجود محبت و حسن معاشرت شوہر کے محض تیری خوشی پورا کرنے کیلئے
تجھے اپنی ناپسندیدہ شوہر سے علیحدگی کا اختیار دیدیا ہے اور اسکو نہیں دیکھا کہ
تیری ناپسندیدگی کا کیا سبب ہے۔ بیشک اے عورت تیری شان الہی ہی اعلی و افضل ہے
کہ خدا و رسول بھی تیری حمایت زیادہ کرتے ہیں۔ تجھ پر جو کچھ ظلم ہوتے ہیں وہ ہم مردوں
کی خود غرضی و مکاری سے ہوتے ہیں۔ ہم نے اول تو تجھکو تیرے حقوق کو نہیں پہنچنے
دیا تیرے مرتبہ تیرے اختیارات کو تیری نظروں میں خفیف و کمزور کر دیا۔ پھر [illegible]
تیرے جائز اختیارات و حقوق کو استعمال میں لانے سے تجھے ذلیل قوم کا ڈر بٹھا دیا
ان وجوہ سے تو مظلوم ہو رہی ہے۔

ف — تشریح حدود اللہ

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ پر عمل کرنے کے بعد بھی مجبور نظر آکر ارشاد ہوا
لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ۔ یعنی باوجود اپنی پسند
و رضامندی طرفین بلا واسطہ کے ساتھ عقد ہوتے ہو بھی عورتوں کو ہاتھ لگانے سے
پہلے ہی طلاق دیکر چھوڑ دو تو تمہیری ہی تنگی نہ ہوگی زبردستی گناہ نہیں ہے۔ اور اگر اب بھی پسند و انتخاب پر قایم ہو اور
حق زوجہ ادا کرکے حدود اللہ کو قایم رکھ سکتے ہو تو خوشی سے اس عورت کو

بیوی بناؤ نگر وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ عورتوں کے ساتھ حُسن معاشرت رکھو

معاشرت بالمعروف کی معنی مفسرین نے ایک تو یہ بتلائی ہیں کہ بات چیت میں

رہنے سہنے میں کھانا کپڑے میں عورت کے ساتھ اچھی طرح سے مرد رہے اور دوسری

معنی اس سے زیادہ جامع و نافع یہ بتلائے ہیں کہ مرد اپنے لئے عورت سے جس بات و برتاؤ

کو دوست رکھتا ہو اُنھیں باتوں برتاؤ کو اپنی طرف سے عورت کے لئے دوست رکھے

حُسن معاشرت بہت ضروری ہے اور حدود اللہ میں ایک حد ہے۔ بغیر حُسن معاشرت

کے وہ شادی خانہ بربادی ہوتی ہے اور خدا کی نافرمانی ہے۔ پھر باوجود تمہارے

حُسن معاشرت کے عورت اگر سر چڑھ جائے جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔

ف ۵۸ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ

وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا۔ نشوز کے

اصل معنی زیادتی کے ہیں۔ عورت کا نشوز یہ ہے کہ شوہر کو دوست نہ رکھے

بلکہ بغض رکھتی ہو۔ شوہر کی اطاعت گزار نہ ہو۔ شوہر سے تکرار کرتی ہو۔ شوہر جب

بلاوے تو انکار کرے۔ شوہر جب کسی کام کو کہے تو فوراً اوسکو نکرے اور بے ادب گفتگو

کرے۔ غرضیکہ شوہر کے ساتھ محبت ادب اطاعت کے ساتھ قولاً و فعلاً پیش نہ آوے

یہ نشوز یعنی سر چڑھ جانا ہے۔ باوجود اس سرکشی عورت کے مرد کیلئے حکم ہوتا ہے

فَعِظُوْھُنَّ۔ بستر پر تنہا چھوڑ دو۔ وَاضْرِبُوْھُنَّ۔ یعنی پہلے بیوی کو آہستگی سے

سمجھاؤ اور نصیحت کرو پھر

ف ۵ زوجین کی حدود اللہ میں سے یہ دوسری حد اللہ کی مقرر کردہ ہے۔

ف ۸۵ پھر جس طرح سے مردوں کیلیے حکم ہوا ہے کہ ای مردو تمکو اپنی عورتوں کی طرف سے اگر نشوز کی شکایت ہو تو ایسا ایسا کرو اسکے مقابل عورتوں کو بھی ایسی آزادی دی [illegible] وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ اے عورتو اگر تمکو اپنے شوہروں کی طرف سے نشوز یا اعراض کا خوف ہو تو بہتر یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو باہمی رضامندی کے ساتھ صلح کرو مثلاً تم زیادہ عمر کی ہو گئی ہو یا اور کسی وجہ سے شوہر کو تم سے کراہت ہو تم پر زیادتی کرتا ہے اور وہ اپنی اغراض نفسانی کیلئے دوسری عورت کرنا چاہتا ہے۔ تم پر قناعت نہیں کرتا ہے تو تم اپنی مصلحت دیکھو۔ اگر تمہاری مصلحت اسی مرد کی زوجیت میں رہنے کی ہے اور مفارقت مناسب نہیں تو تم اس بات پر رضامند ہو جاؤ کہ وہ مرد اپنی حسب خواہش دوسری عورت بھی کر لے۔ تم سوت کا غم نکرو جہانتک ہوسکے صلح کر لینا بہتر ہے۔ اور حدیث میں خلع کے بابت جو تہدید ہے اوسکا بھی یہی مطلب ہے کہ جہانتک ممکن ہو شوہر سے بلا وجہ علیحدگی نکیجائے۔ اور اگر

منافقت ومخالفت کی صورت پیدا کرے اور باوجود اس مخالفت ومنافقت
باہمی کے مرد کو طلاق دینا منظور نہو تو خود عورت خلع کرالے - عورت کو خلع
کرانا منظور نہو تو مرد طلاق دیدے - اور جب دونوں مرد وعورت کو نہ طلاق
و خلع بھی منظور نہو اس صورت میں [illegible]
ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما [illegible] ایک پنچ عورت کی طرف سے اور ایک
پنچ مرد کی طرف سے مقرر کیا جائے [illegible] اور اگر یہ دونوں پنچ [illegible] کا
ارادہ صلح کا ہوگا تو اللہ بھی صلح اور الفت پیدا کر دیگا - یہ پنچ
حکم مقرر کرنے کا خطاب زوجین کی طرف بھی ہے - اور جماعت مومنین
اقربا و پڑوسیوں و اہل بستی کی طرف بھی ہے - عام اس سے کہ امام ہو یا نہو
جبکہ جماعت مسلمین دیکھے کہ حدود اللہ کی تعمیل نہیں ہو رہی ہے یعنی مرد اپنی
زوجہ کے حقوق بھی نہیں ادا کر سکتا ہے اور خوش بھی نہیں ہے - اور باوجود نا
موافقت کے کسی وجہ خاص سے طلاق بھی دیکر علیحدہ نہیں ہوتا ہے - مثلاً مرد کو
ادا مہر کا خوف ہے مہر نہیں دے سکتا ہے یا دوسری کوئی مجبوری ہے یا اس بات کا
خوف ہے کہ پھر اسکو کوئی عورت زوجیت کیلئے نہ ملیگی یا اسکو طلاق دینے سے کوئی
دوسری مضرت ہے وغیرہ وغیرہ - دوسری طرف عورت کا بھی یہی حال ہے کہ باوجود
حاصل ہونے اختیار خلع کی عورت اس مخالف شوہر سے خلع بھی نہیں کراتی ہے
یا اسلئے کہ اوسکو زر مہر چھوڑنا منظور نہیں ہے - یا بعد خلع اسکو دوسرے شوہر کا ملنا

کہ یا تنہائی تو نے عدالت کا حکم [illegible] بغیر عدالت کے دوسری عورت کی [illegible]

اگر مسز فلہم کو بوجہ اپنے تعشق کے مسٹر فلہم سے خلع کرا لینے کی اجازت
ہوتی - یا مسٹر کلارک کو اپنی زوجہ مسز کلارک کے طلاق دینے کی اجازت مثل
اسلام کے ہوتی تو مسز فلہم اور مسٹر کلارک کیوں مسٹر فلہم اور مسز کلارک
کی جان عزیز بیکے خون ناحق کرتے اور پھر کیوں اسطرح سے خود بھی پھانسی
پاتے چار نفوس کا خون کیسی بیدردی سے ہو گیا محض مسیحی تعصب و رواج کی وجہ سے ہوا -

ف - اگرچہ تعلیم نکاح و رضاء الزوجین - طلاق - خلع
ان چاروں مذکورہ باتوں کو پوری تفصیل کے ساتھ بحوالہ کتاب اللہ و حدیث کے
بیان کیا گیا ہے - مگر اب صرف طلاق و خلع دو باتوں کے فوٹو کو ان لوگوں کیلئے
ہم تفصیل وار ذیل میں بیان کرنا چاہتے ہیں جو ان دونوں لفظوں کو بہت
مکروہ و بھیانک شرمناک و غیر مہذب بتلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور قرآن
و حدیث کو شاید کتنا اونکو خیال ہے نہ اوسکو مانتے ہیں اور باوجود
مسلمان ہونیکے اور آمنا و صدقنا کہنے کو اپنی مرضی کی ایک ٹانگ کہتے ہیں
وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ۵ کا مطلق خوف نہیں کرتے - اسوقت فیصدی شاید ہی کوئی
ایک گھر ایسا ملجائے جہاں کے مرد اپنی عورتوں کی اور عورتیں اپنے
مردوں کی شاکی نہوں - امیر ہوں یا غریب جاہل ہوں یا خواندہ
شہری ہوں یا دیہاتی - ہر ایک کو اپنی بیبیوں کا رونا ہے اور بیبیوں کو

مردونکا رونا ہے - اور یہ رونا غلط نہیں بلکہ درحقیقت سچ ہی اور نہایت
درد انگیز اور رواج اگرچہ مرد و عورت دونوں میں اُن سے دل کُڑھتا ہے - اکثر
عورتیں ایسی ہیں جنکی وجہ سے مردونکی عاقبت تنگ ہی زندگی تلخ ہے اور ایسی
بد عورت کی صحبت سے خانہ ویرانی اور مر جانا ہزار حصہ اچھا معلوم ہوتا ہے - اور یہی
حال اکثر مردونکا ہے کہ آون عورتونکو رانڈ ہوکر رہنا گوارا ہی مگر شوہر
بد کے پاس رہنا عورتونکو تو کیا دیکھنے والونکو ناگوار ہے - اور اسکی بڑی وجہ
خاص یہی ہے کہ عورت چاہے کیسی ہی شریر بدمزاج سنگ تمرد بیحیا بدزبان بے ادب بدسلیقہ
شوہر کی نافرمان ہو مگر اوسکو اطمینان ہی کہ میان ہرگز اوسکی ہر ستم سے نکل نہیں
سکتے ہیں - طلاق دیکر چھوڑ نہیں سکتے ہیں - طلاق دینگے تو برادری میں ناک
کٹیگی رسوائی ہوگی دوسری کوئی اپنی بیٹی نہ دیگا - میان مجھکو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا ہے
پس اس اطمینان کی وجہ سے عورت کبھی اپنی اصلاح حال کی طرف متوجہ نہیں
ہوتی ہے - مذہبی تعلیم نہیں ہے جسکا خوف و ڈر ہو اسلئے وہ عورت مرد کو
کٹھپتلی کے ناچ نچاتی ہے اور میان بیچارا جھیلتا و برداشت کرتا ہے - اگر وہ اتفاقاً
عیاش ہے مذہب کا پاس و لحاظ نہیں ہے جب تو کسی دوسری عورت بیاہتی یا کسی
باندی یا اور بازاری عورتون سے تعلق پیدا کرکے گھڑی بھر کو اپنا غم غلط کر لیتا ہے
اگرچہ اس تعلق سے اوسکی مصیبتیں دہ چند زیادہ ہوجاتی ہیں مگر بالفعل تو
گھڑی بھر کو جی بہلا لیتا ہے اور اگر کہیں مرد شائستہ کا اور مذہب و خدا و رسول کا خوف

رکھتا ہے۔ اور غیر محرم کی طرف نگاہ کرنا بھی گناہ سمجھتا ہے اور نہیں نگاہ کرتا ہے
بیچارہ جسکی ایسی زانیہ کسی عورت غیر محرم سے اختلاط رکھے ایسے مرد بیچارے کی تو ہمیشہ
سے زانیہ چھپی ہوتی ہے اور شب و روز کے ۲۴ گھنٹہ میں اور سال کے ۳۶۵
دنمیں ایک وقت بھی دل خوش کرنیکا موقع نہیں ملتا ہے اور گھلتا رہتا ہے اگر
طلاق کا رواج ہوجائے تو سب سے پہلے لڑکی کے والدین ناچار اپنی بیٹی کو
اچھی تعلیم دینگے۔ اسکے بعد خود عورت کو طلاق کا خوف رہیگا۔ اور خوف
طلاق سے اپنی عادات و خصائل کی اصلاح کریگی۔ اور اگر نکریگی تو بیچارے مرد کا تو
پیچھا ایسی چڑیل عورت سے چھوٹ جائیگا اور روز کے عذاب الیم سے نجات پاجائیگا
ہمارے ملک میں طلاق کا رواج تو ہے مگر خود غرضی و جہالت سے اور سمجھا کر اسکو مذموم و مکروہ
سمجھا گیا ہے حالانکہ کراہت مرد کیلئے وبال جان ہوگئی ہے کہ نہ والدین کو لڑکی
کی تعلیم و تربیت کی پروا ہے اور نہ خود عورت کو اصلاح حال کی ضرورت ہے
برخلاف اسکے جہاں کہ دنیا میں طلاق کے خوف سے ڈرتی رہتی ہیں۔

نمبر ۱۹ پھر ایسا ہی حال اگر عورت مرد ولنگا ہے۔ مرد چاہے کیسا ہی
عالم فاضل ہو کتنا ہی غیرت خود غرض ہو کیسا ہی بیوقوف جاہل ہو کیسا ہی
بدتمیز و بدمزاج ہو کیسا ہی مفلس قلاش ہو عورت ہی کے مال پر گزر اوقات کرتا ہو
ہو کیسا ہی فاسق و بدکار ہو کیسا ہی عیاش و اوباش ہو لچا شہدا ہو کتنا ہی
مارنے پیٹنے والا ہو کیسا ہی بدمزاج ہو مگر اسکو اسبات کا اطمینان ہے کہ یہ عورت چڑیل

عذاب دنیا ہی میں پڑے چکھتے رہتے ہیں اور ایک زنا ہی نہیں بلکہ دیگر معاصی گناہ کبیرہ
میں مبتلا رہتے ہیں جو میاں بیوی کے اور بیوی میاں کے تجسس میں رہتا ہے مرد کی
مخالفت پر ایک دوسرے کو تہمت لگائی جاتی ہے جس کیلئے وعید ہے بیٹھ کر اپنے
ہیں فلانے کی آشنائی فلاں عورت ہے اگر درحقیقت کبھی بیوی کو دوسرے کے ساتھ
پکڑ پایا تو پھر کیا ہے اوسیوقت دونوں کا سر تن سے جدا کر ڈالا اور اسکو شریفانہ غیرت
وحمیت پر محمول کیا جاتا ہے اور پھر بہت سی جانیں ودو گوشہ خود بھی پھانسی پر لٹکا کر جاتے
ہیں یہ سب کیوں محض طلاق وخلع کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

ف ۱۸ اسکے بعد بیوہ یا جس عورت کو طلاق دیگئی ہو یا جس عورت نے
خود خلع کرالیا ہو ان بیچاری عورتوں نہیں اون عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں تامل کرو
کراہت نکرو خلاف شرافت سمجھ کر طعن وتشنیع نکرو۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ
اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ
يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جن عورتوں کو تم نے طلاق دیدی ہے
وہ عورتیں جب عدت کے دن پورے کرلیں جسکی مدت تین قروء ہے پھر تم
اون عورتوں کو اسبات سے منع نکرو کہ وہ عورتیں جسکے ساتھ دل چاہے باہمی
رضامندی کے ساتھ نکاح کرلیں۔ اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والوں
کیلئے یہ نصیحت ہے۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنے جب عدت کی مدت

پوری ہوجائے تو پھر اُن عورتوں کو اپنے نکاح ثانی کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
چونکہ بیوہ کی نکاح ثانی کی تاکید اور نکرنیکی وعید کو عموماً ہر ایک مسلمان جانتا ہے اور اسکی
ضرورت کو فی زمانہ بھی تسلیم کیا جارہا ہے حتی کہ غیر مسلم اقوام جن سے یہ رسم بد عدم نکاح
ثانی مسلمانوں نے لی ہے۔ وہ اقوام خود بھی اب اسکی مضرت کو محسوس کر کے اصلاح کے
درپے ہیں اور اکثر ہنود میں بیوہ کی عقد ثانی ہونے لگا ہے اور شریف مسلمان بھی
عقد ثانی بیوہ کا کرنے لگے ہیں اسلئے اسکے متعلق اس سے زیادہ توجہ دلانے
کی ضرورت مجھے نہیں ہے۔

ف ۹۱/۱۹ اسکے بعد عورتوں کے حقوق مالی ترکہ میراث میں تلف ہوتے ہیں اور کمزور
عورتوں پر یہ ظلم ہوتا ہے کہ ترکہ میراث نہیں دیا جاتا ہے اور اپنے من مانی گورنمنٹ
وقت سے بھی قانون پاس کرا لیا ہے کہ عورت کو میراث دینے کا رواج نہیں ہے اور گورنمنٹ نے
بھی یکطرفہ مقدمہ بحال فی کو رضا در کر کے قانون پاس کر دیا ہے۔ مظلوم عورت کا
اگر کوئی حامی و مددگار رہتا تو وہ بھی جلسہ کر کے رزولیوشن پاس کر کے کونسلوں میں
دھواں دھار تقریر کر کے حقوق نسواں کو اسیطرح سے منوا لیتا کہ جسطرح سے مردوں نے
گورنمنٹ کے پریوی کونسل کے خلاف وقف علی الاولاد کا قانون پاس کرا لیا ہے۔
مگر مظلوم عورت کیا کرے اور کون ہے جو اسکی دادرسی کرے۔ خدا ہی اس مظلوم کی
مدد کرے کوئی صورت نکال دے تو نکل آئیگی۔ بڑے تعجب کی بات یہ ہے عورت کو
ترکہ میراث سے محروم کرنے میں اعلی بعض افراد بھی شریک ہیں جو اس وقت اپنے کو حامی

و بے پردہ ہونا کچھ مدد دیسکتا ہے جو میرے خیال میں تو کوئی انسداد مظلومیت کا
نہیں ہوسکتا ہے بلکہ نئی صورت مظلومیت کی اضافہ ہوجائیگی جسکے لئے یورپین
لیڈیز کے بیان کو ملاحظہ فرمانا کافی ہے - اور خود یورپ کی اکثر مدبر اب آزادی نسواں
کی مضرت کو محسوس کرنے لگی ہیں اور نئی تعلیم یافتہ نوجوان بھی بیشتر ان مضرت کو معلوم
کر چکے ہیں یا ہیں جو قوم خود ہماری ایک صدیوں کی بعض رسم و رواج کی مضرت کو
محسوس کر رہی ہے اور اسکے مہلک نتائج پیش نظر ہیں انہیں قوم کا دوش بدوش اختیار
کرنا اور اسی قومی راہ پر صرف کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے - آپکو یاد رکھنا چاہئے
کہ جسطرح سے یورپ اب شراب و آزادی نسواں کی مضرت کا اعتراف کرکے اصلاح
کی فکر میں ہے - اسیطرح سے زمانہ و تجربہ اصلاح کے دیگر نظام اصول کو یورپ بھی سیکھ کر
چھوڑ دیگا - لہذا ہماری قوم میں اسوقت جو مرض تشخیص ہوچکا ہے اسکا علاج ہونا چاہئے
عام طور پر تمام مسلمان قوم نے تسلیم کرلیا ہے کہ مسلمان بغیر پابندی احکام
قرآن کے کبھی ترقی نہیں کرسکتے ہیں اور تعلیم قرآن کا انتظام بالعموم بغیر ایسے ہو نہیں سکتا
پہنچ جائے - لہذا عورتوں کے ذریعہ سے مذہبی علوم کی تعلیم و تربیت اولاد کو ہو کہ جو مدرسہ
میں داخل ہونے سے پہلے طالب العلم پکا راسخ الاعتقاد مسلمان ہوجائیگا - دوم یہ کہ
مظلومیت اناث کے بیان سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ عورت فی نفسہ مجرم نہیں ہے
مردوں کے برے اخلاق کی وجہ سے عورتوں کی عصمت و عفت میں دھبہ لگتا ہے
اور انھیں کی رذیل عادات و خصائل کی وجہ سے عام طور پر عورتوں کا بے پردہ ہونا نامناسب ہے

مناسب نہیں ہے۔ مردوں میں اگر یہی عقاید راسخ ہو جائیں اور قرون اولیٰ جیسے
صالح و پرہیزگار مرد ہو جائیں اسوقت البتہ عورتیں کے موجودہ پردہ میں تسہیل و اصلاح
ممکن ہے جو حدود شرعی سے متجاوز نہ ہو۔ آج قوم میں جو قحط الرجال ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے
براہ کرم معلوم فرمائیے کہ کتنے بی۔ اے۔ پاس شدہ و آزادی حاصل کردہ
و اسکول کالج کی تعلیم یافتہ تا وقت سر سید اور محسن الملک و وقار الملک۔ مولانا حالی
مولوی نذیر احمد۔ مولانا شبلی جیسے افراد قوم میں پیدا ہوئے کہ جنکے نام [illegible] پیدا
کیا ہے۔ یا اسکے بعد ویسے افراد قوم میں پیدا نہیں ہوئے اسکول کالج کی تعلیم یافتہ
سمجھیں یہ جبکا اثر مریض پر ہے انگریزی کی تعلیم کا یہ اثر ہوا [illegible] تو براہ کرم [illegible] کو بہت
سوچ و سمجھ کر یہ کیا جاوے اور وہی دوا استعمال کیجاوے جو مریض و مرض کے مناسب ہے۔ بجائے مروجہ
کورس میٹرکل و انٹرنس و بی اے کے اگر تو لڑکیوں کو مادری زبان اردو میں قرآن کا
ترجمہ احادیث اور فقہ کو پڑھایا جاوے اور بہشتی اخلاق و سلیقہ مندی کی ساتھ خانہ داری
کی کتابیں پڑھائی جائیں۔ سلیقہ مندی کی ساتھ خانہ داری ایشیائی مذاق کی ہو نہ کہ
یوروپین تہذیب کی تقلید ہو۔ سینے پرونے کی تعلیم ہو اور اسکے ساتھ حساب سکھلایا
جاوے تو کافی ہے۔ اس تعلیم کے ساتھ اگر انگریزی بھی بقدر ضرورت پڑھا دیجاوے تو کوئی حرج
نہیں ہے تاکہ گھر میں جب تار آوے یا بھیجنا ہو تو اسکے لئے کسی غیر کی حاجت نہ رہے۔ علم طب
دیسی یا ڈاکٹری پڑھایا جاوے۔ کہ گھر کے بچوں کی صحت برقرار رہے۔ و مستورات اپنے ناگفتنی
امراض جنکو حکیم یا ڈاکٹر سے کہتے و اعضا کو بتلاتے ہوئے جھجکتی ہیں بیوقت نہ رہے۔

مردونکی انگریزی تعلیم تو اسکول و کالج میں جتنی بہتر ہوتی ہے ہا وٴ ت لکلی نہیں ہوسکتی اسکول کالج میں جس تعلیم مذہبی کی کمی ہے اوسکو البتہ ہاوٴس کے ذریعہ سے پورا کرایا جائے تو البتہ اسکی سعی بارآور و نتیجہ خیز ہوسکتی ہے اور عورتیں مظلومیت سے بچ سکتی ہیں۔

ف ۹۳ میرے جنس کو بعض کو تامجھہ خیال کرینگے ساری کتاب میں عورتونکی تعریف اور اونکی مظلومیت ہی بیان کیگئی ہے مردونکی حقوق اور مردونکی مظلومیت کا ذکر و علاج سے بحث نہیں کیگئی۔ حالانکہ عموماً فیصدی پچہتر مرد عورتوں کی وجہہ سے اپنی زندگی سے تنگ و بیزار ہیں اور مظلوم ہیں۔

اسبات کو تو تسلیم کیا جاتا ہے کہ فیصدی پچہتر مردونکی زندگی اپنی عورتونکی بداخلاقی و بدمزاجی کیوجہہ سے بیشک تلخ ہے اور مردونکی حالت بہت ہی قابل رحم ہوجاتی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی اسکو تسلیم نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مردونکی حقوق و مظلومیت سے چشم پوشی کیگئی ہے بلکہ اونکی تامل سے معلوم ہوگا کہ ابتدا سے لیکر آخر تک کتاب مردونکی ہمدردی سے بھری ہوئی ہے۔ عورتونکی اصلاح میں مردونکی ساتھ ہمدردی ہے مرض کا سبب جب دور ہوتا ہے تو مرض خود بخود جاتا رہتا ہے۔ عورتونکی نقصان کمال نسوانی کیوجہہ سے مردونکی زندگی تلخ ہوتی ہے۔ اگر عورتیں کمال نسوانی میں کچھی وقصور نہو تو پھر نہ مرد ان کیلئے مظلومیت ہے نہ عورتوں کیلئے۔ مردونکی مظلومیت کا ذکر اسوجہہ سے نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مردونپر جو کچھہ ظلم ہے اور اونکی زندگی بیوی کی بدمزاجی کی وجہہ سے جسطرح سے تلخ ہے اسکا باعث درحقیقت عورتیں نہیں ہیں۔ بلکہ

بیوی کی طرف سے بے پروا ہوتا ہے اور حسن معاشرت نہیں رکھتا ہے مجھے
بالطبع ایسی مرد کی ملاقات تک مکروہ معلوم ہوتی ہے - اور جس مرد کو اپنی
زوجہ کی ساتھ محبت ہوتی ہے اور وہ اپنی زوجہ کی دلداری و دلجوئی کرتا رہتا ہے
چاہے وہ کیسی ہی طبقہ و حیثیت کا ہو مجھے اس مرد سے بالطبع خلوص و محبت ہو جاتی
ہے - اور میرا دل ایسے مردوں کا احترام کرتا ہے - اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ -

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

وہ پانچویں صورت یہ ہے کہ یتیم ایسی عورتوں سے نکاح ہی مت کرو جنکی حقوق
پوری طور سے تم ادا نہ کر سکو - یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنیکی اجازت جس آیت میں دیگئی
ہے سورہ نساء میں اس آیۃ کو پڑھو کہ خداوند کریم نے یتیم عورتوں سے نکاح کی بابتہ
پہلے حکم اعتناعی کی یہہ وجہہ بیان کی ہے کہ عورتوں کے حسن جمال و یا مالداری کی وجہہ سے
انکی ساتھ نکاح کرنے پر تو تم مرتے و للچاتی ہو مگر اون کے حقوق دینے میں تمکو موت آتی
ہے جب تمکو عورتوں کے حقوق زوجیت ادا کرنے میں موت آتی ہی اور تمہاری جان نکلتی
اور سخت تکلیف ہوتی ہے تو تم اون عورتوں سے نکاح نکرو - ممانعت محض تمہارے عدم ادای
حقوق نسواں کی وجہہ سے کیگئی ہے - اب اگر تم عورتوں کے حقوق زوجیت ادا کر سکتے ہو تو
خوشی سے نکاح کرو کوئی ممانعت نہیں ہے - کیسی اچھی یہہ صورت ہے کہ اپنی اور

لہ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ
فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ ربع

واجب الرحم عورت کو ناخوش کرنے و زندگی کو تلخ و برباد کرنے سے ہر وقت کی وانا
کلکل سے بہتر سمجھو کہ تم عورت کے ساتھ غصہ ہی نکرو نہ تم اُسکی پابند ہو نہ وہ تمہاری
پابند بنے جیسا کہ خود میں نے اپنے لیے اسی آخری یا پانچویں شکل کو سرِ دست اختیار کر رکھا ہے۔
ناظرین اس صفحہ پر تھوڑی اپنی سرگزشت عرض کرتا ہوں اگرچہ کہ یہ وقت
دیے تحمل را آگئی ہے مگر آپکے اخلاق و ہمدردی سے امید ہے کہ آپ مجھے معاف
فرماکر اس سرگزشت کو مطالعہ فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائینگے اور یقین ہے ناظرین کو بھی
کرانا شہر ہو اس سرگزشت سے بھی مفید نتیجہ اخذ فرماسکینگے۔

فا ۹۲
۲۲
اپنی سرگزشت

یارب آن ماہوش و ماہ رخ و مہ افروز
دریکتائی گوہر یکدانہ کیست

حفیظۃ النساء جانِ عزیز — با وفا خوش خلق و خوشتر و نازنین
صورت و سیرت میں یکتا اور فرد — خوش مزاج و دلربائے ہمنشین
زیب مجلس خوش ادا شیریں مقال — نیک طینت ماہ رو زہرہ جبین
گھر کی عزت اور زینت اور وقار — سب کی پیاری سب سے اعلیٰ و بہترین
عالی ہمت عقلمند و سربلند — کنبہ پرور با سخا مسند نشین
صابر و شاکر رضا جوئے خدا — تکیہ بر خالق چرخ و زمین
قائم اللیل و پابندِ صلوٰۃ — نیک بی بی با خدا خلوت نشین

سر سے تا پا اپنے خاوند کی مطیع
ناز پرور ناز کش اور جاں نثار
گوہر دریائے حسن و دلبری
معدن ناز و ادا و دلبری
تیرہ سو چھبیس سن ماہ صفر
اللہ اللہ کر کے کر لی آنکھ بند
کہہ کے الا اللہ نکلی روح پاک
ہو گئی برباد ساری زندگی
ہو گیا ظلمت کدہ خانہ خراب
گھر کے اوپر مردنی سی چھا گئی
آہ غضب گھر ہو کا میداں ہو گیا
گھر بسا یوں جا ہوا برباد حیف
ہو گئیں لبریز آنکھیں خوں سے
لے گئیں آرام و راحت ساتھ ساتھ
مر گئے بے موت سارے اقربا
عالم تقدیس اور علیین میں

خاتم عشق و محبت کی نگیں
قلب عاشق شکل معشوق حسیں
پر فسوں غارتگر دنیا و دیں
بحر عشق پاک کی دُرِّ ثمیں
چار شنبہ وقت شب و تحسین
حشر کے پیغام تھا جب ہو گئیں
تخت جنت میں ہر اک پر بس گئیں
گھر لٹا سنسان گیا وہ مر گئیں
گھر میں قندیلیں تھیں جتنی بجھ گئیں
نو عروسان چمن پوچھی کہ سوتی ہو گئیں
جھنڈیاں جنت کی ہر سو گڑ گئیں
دل ہوا پامال آہیں تڑپتی رہ گئیں
سینے میں چھریاں ہزاروں چبھ گئیں
آرزوئیں خاک میں سب مل گئیں
وہ کل الینا کی مصداق ہو گئیں
روح ہاتھوں ہاتھ حوریں لے گئیں

کاتکہ میں کہا رضوان بہ شوق
بولا طبتم فادخلوہا خالدین
۱۹۰۸ء

بوقت رحلت مرحومہ کے میری عمر کے ۵۴ سال پورے ہو چکے تھے۔
اور اب پورے چالیس سال ہو گئے۔ انتقال مرحومہ کو دوسرے تیسرے روز سے
آجتک میرے عزیز و اقارب احباب ہمدرد و خیر خواہ میری عقد ثانی کیلئے
انتھک کوشش کر رہے ہیں لیکن لاولغم سے کوئی جواب صاف میں نے
اب تک نہیں دیا کیونکہ۔

ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

عام طور پر میرے تامل کو مرحومہ کے عشق و محبت پر محمول کیا جاتا ہے اور
اسکے انواع طرح سے مجھ پر طعنہ زنی ہوتی اور ہوتی ہے۔ گو یہ عام خیال
ایک حد تک صحیح ہے کہ مرحومہ کی کمال نسوانی نے میرے آنکھوں کو اندھا کر دیا
ہے۔ اور جو شخص ایکبار آفتاب نیمروز کے ساتھ دوچار ہو کر فوراً آفتاب کو بلا واسطہ
دیکھیگا اسکی آنکھیں چندھیا جائینگی۔ میرے لئے کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔
اور یہ صحیح ہے کہ مرحومہ کے بعد اسوقت بھی میرے دل کی ویسی ہی حالت ہے جسطرح سے
حیات میں مالک تھیں۔ دنیاوی کاروبار عیش و آرام دوستی ملاقات۔
سوسائٹی کھیل تماشے۔ دعوت زیارات۔ کھانے کپڑے سب چیزوں سے
دل سرد ہو گیا ہے اور مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ وہی صحبتیں جن میں دلچسپی
حصہ لیتا تھا اب خار کیطرح کھٹکتی ہیں نہ خود کسی سے ملنے کو دل چاہتا ہے

قطع نظر موجودہ بیوہ کا انکی ہمدردی کے ایک بیچاری ناکردہ گناہ عورت کی مظلومیت کا بھی خوف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ پہلی بیوی مظلوم نہیں ہونے پائیں۔ مگر بلحاظ موجودہ رسم و رواج کے بلحاظ اپنی عمر کے بلحاظ اپنی افسردہ دلی کے بلحاظ تمام عمر کے مایہ و بساط مرحومہ کی ساتھ رخصت ہو جانیکے زوجہ ثانیہ کی مظلومیت مشتبہ ہی نہیں بلکہ یقینی ہے افسوس ہے کہ میں اپنی آسانی و آرام کیلئے بغیر سوچے انجام کے عقد کرلوں اور اوس بے زبان عورت کی تمام عمر کی خواہشات و آزادی و تلخی زندگی سے چشم پوشی کروں بارگاہ ذوالجلال میں قیامت کے روز کیا جواب دے سکونگا۔

لیکن یہ سب میرے انسانی ارادے و خیالات ہیں۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا۔ کسیکو نہیں معلوم کہ کل کیا ہوگا۔ اِرَادَۃُ اللّٰہِ غَالِبٌ عَلٰی اِرَادَۃِ النَّاسِ۔ آدمی کے ارادہ پر خدا کا ارادہ غالب ہے۔ اور خدا جو چاہتا ہے وہی ہوکر رہیگا۔ لہذا یقین کے ساتھ میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ مجھ کو اپنی ارادہ میں کامیابی ہوگی یا ناکامی اور آئندہ کیا ہوگا۔[۵] وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ف ۵ ۲۴ ذکر حبیب۔

اے عورتو اب میں تمہارے جنس کی اوس ایک فرد کا بہت ہی مختصر حال نسوانی بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے یقین ہے تم ضرور اپنے لئے مفید نتائج اور اپنی مخلصی کی راہ نکال سکوگی۔

سب لوگ عام طور پر مرحومہ کے ساتھ میری محبت کا یقین رکھتے ہیں اور بعض الفنس خوش ہوتا ہوگا کہ دنیا میں عشق و محبت کرنیوالوں میں ابھی تمہارے

۵ مثلاً میری خوش قسمتی سے کوئی نیک سیرت ایسی عورت مل جائے جو ... ثابت ہو اور مرحومہ عورت سے اخلاق و عادات میں صحبت ...

مگر نہیں ہرگز نہیں میں اپنی نفس سے محاسبہ کرکے جب یہ کہتا ہوں تو اپنے کو ہرگز مرحومہ کا
محب نہیں پاتا ہوں - اگر میں مرحومہ کی محبت کا دعوی کروں تو مجھے میرا ضمیر شرمندہ
دھوکا دیتا ہوتی ہے - مرحومہ موجود نہیں ہیں مگر اونکی جنس تم اپنے کو موجود ہو
تمہیں گواہ کرکے کہتا ہوں کہ مجھے ہرگز ہرگز مرحومہ کی محبت کا دعوی نہیں ہے اور درحقیقت
مجھے مرحومہ کی محبت نہ تھی اگر مرحومہ کی ساتھ سچی محبت ہوتی تو ضرور اونکی جنازہ سے
پہلے جنازہ جیسا ہوتا مگر میں دنیا میں موجود ہوں کھاتا پیتا اور کاروبار دنیا
میں مصروف ہوں - میں مرحومہ کے سامنے شرمندہ ہوں کہ میری محبت جھوٹی ثابت
ہوئی اور اب بھی جھوٹی ہے - میں مرحومہ کو نہیں روتا ہوں بلکہ اپنی آسائش و آرام کو
روتا ہوں مرحومہ کی مفارقت نہیں ستاتی ہے بلکہ فقدان آسائش و آرام ستاتا ہے
مرحومہ یاد نہیں آتی ہیں بلکہ اونکی باتیں یاد آتی ہیں - مرحومہ کے باتوں اور کمالات
کو اگر تفصیل سے بیان کروں تو اس کتاب کے برابر دوسری کتاب فقط اونکی
حالات کی ہو جائیگی - لہذا مختصر اچھی باتوں کا ذکر کرکے اے عورتو تم سے التماس
کرتا ہوں کہ تم بھی اپنی کمال نسوانی کو حاصل کرو جو تمہارا نجات دہندہ ہو -
مرحومہ کوئی شاہزادی یا وزیرزادی یا رئیس زادی نہ تھیں کوئی بیگم و جاگیردار گھرانے کی
عورت نہ تھیں - مرحومہ کا حسن ظاہری ایسا لاثانی نہ تھا کہ اونکی نظیر نہ
ہو - اور یا صرف حسن سے مجھے محبت تھی بلکہ اونسے ہزاروں درجہ زائد حسن
ظاہری کی عورتیں اسوقت ملسکتی ہیں - مرحومہ کسی اسکول یا کالج کی تعلیم یافتہ

نہ تھیں کسی نن مشنری مسیحی یا دیسی نئی روشنی والی انگلش پسند عورت سے اونکو
کبھی سابقہ پالا نہ پڑا تھا۔ بلکہ خوش باش مسلمان عورت جیسی ہوتی ہیں ویسی ہی
وہ بھی تھیں۔ باوجود اسکے اونکی عادات و خصائل کیسے تھے ذیل کے چند باتوں سے اندازہ
کر لیا جائے جسکو محض مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

ف ۹۴/۲ میں نے کبھی روپیہ کو نہیں خرچ کیا مرحومہ میری آمدنی کو بطور خود
خرچ کرتی تھیں مگر اونکی سلیقہ مندی کے وجہ سے میری اور گھر کی حیثیت
میری آمدنی سے دہ چند زاید کی حیثیت رکھتی تھی۔ میرے دوست بعض
عہدہ دار جب کبھی ملاقات کو آتے تھے اور اتفاقیہ جب سے میں اون
خاص دوستوں کو اندرزنانی مکان میں بلاکر ملاقات کرتا تھا تو اونہیں کے
ایک صاحب ڈپٹی کلکٹر ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ اس شخص کی بیوی مسلمان
نہیں ہے بلکہ اسکے گھر میں کوئی میم یا پارسن عورت ہے۔ ہر ایک جلسہ
و تقریب و سوسائٹی کے حالات کو مجھ سے دریافت کیا کرتی تھیں اور پھر
ویسی حیثیت کے لباس کو پہنا دیتی تھیں۔ کبھی کوئی لباس میں نے اپنی پسند سے
نہ بنایا نہ پہنا۔ باوجودیکہ کوٹ پتلون میں نے کبھی نہیں پہنا تھا اور نہ اب تک
پہنتا ہوں مگر مرحومہ کے انتقال کے بعد بدنصیبی سے کپڑوں کے لئے جب صندوق کو
میں نے کھلوا کر دیکھا تو پورے دو صندوق چھ سوٹ سے بھرے پائے گئے۔ ایک
صندوق میں صرف کوٹ و پتلون دوسرے صندوق میں قمیص و عمدہ کالر

 - ایسی حالت میں پھر مجھے عقد ثانی سے انکار کی کوئی وجہ

ف ۹۸ ایک روز میرے دوست مسٹر اولیری ڈسٹرکٹ انجنیر کی بیوی اور بیٹیاں ملنے کو آئیں معمولی طور پر چاء سے اونکی مدارات کیگئی یہہ پہلا روز تھا۔ جبکہ یورپین بچونتیں میرے گھر پر تشریف لائی تھیں۔ جب میں اندر گیا تو بکثرت باتوں کو اونھوں نے مجھ سے پوچھا اور اوسکے ایک ہی ہفتہ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ بنگلہ کا ایک کمرہ بالکل انگریزی طرز سے آراستہ کر کے مقفل کر دیا گیا ہے جسمیں آٹھ آدمیونکی ڈنر کا میز لگا دیا گیا ہے۔ اور بازو سے ایک الماری نعمت خانہ کی رکھی گئی اوسمیں ہر قسم کی انگریزی مٹھائیاں خشک تر میوہ وبسکٹ اور جملہ سامان ڈنر وٹی پارٹی کا موجود رہے۔ اوسکے بعد پھر مسز اولیری کو بلا کر اوسی کمرہ میں مہمان نوازی کی۔ مرتے دم تک وہ کمرہ ہر وقت اسیطرح سے سجا ہوا رہا کہ رات دن جسوقت کوئی انگلش لیڈی مہمان آجائے تو مطلق کسی چیز کی ضرورت بازار سے منگانیکی ہو اور کبھی کسی بٹلر و خانساماں کا ہونا معلوم ہوا۔

ف ۹۹ گھر میں باوجودیکہ خدمتگار ماما چھوکرے چھوکریاں موجود ہیں مگر میری ذات خاص کا کوئی کام کبھی کسیکو نہیں کرنے دیا سب کام اپنی ذات سے کرتی تھیں حتی کہ بوٹ وشوز کو روزانہ پالش ہاتھ سے مرنیوالی بیوی کرتی تھیں اکثر ایسے چھوٹے چھوٹے کام کرنے پر میں ناخوش ہوتا تھا کہ ایسے ذلیل کام تمہارے کرنے کے نہیں ہیں یا نوکر کس لئے ہیں تو یہہ جواب ملتا تھا میرے لئے کوئی ذلت نہیں ہے ملازم سب میری خدمت کیلئے آپکی سلامتی سے ہماہما

وموجود ہیں وہ سب میرا کام کرتے ہیں اور آپکی ذات کے کام میرے ذمہ ہیں اور
میرا فرض منصبی ہے۔ میں اپنے فرض کو ادا کرتی ہوں۔ ہر چند منع کرتا رہا مگر
ہمیشہ میرا ذاتی کام وہ کرتی تھیں۔ اور کہتی تھیں خدمتگار اوسوقت کیلئے ہے جبکہ باہر
سفر یا مردانہ میں آپکا کام میں انجام نہیں دے سکتی ہوں اوسوقت کیلئے خدمتگار ہے
اور وہ خدمتگار بھی اونکی حسب ہدایت کام کرتا تھا۔

ف ۱۰۱ / ۲۸ اب ایسے روش اور خیالات کے ساتھ مذہبی زندگی کو دیکھا جائے
روزانہ قرآن شریف کی تلاوت بامعنی و ترجمہ کے کرتی تھیں اور تمام زمانہ تلاوت
میں شدت سے روتی رہتی تھیں بعد تلاوت کے ایک گھنٹہ تک اوس خشوع و خضوع کے
آثار رہتے تھے تہجد نماز کیلئے خود دو بجے رات سے اوٹھتی تھیں جب کبھی میں نے دیکھا گریہ و بکا
میں مستغرق پایا۔ اپنے ساتھ مجھے نہیں اوٹھاتی تھیں جب دیکھتی تھیں کہ میں از خود نہیں
اوٹھا تو اوسوقت بالکل آخر وقت چار بجے جس لطف و محبت کے ساتھ وہ بیدار کرتی تھیں
اسکا اندازہ کسیطرح بیان میں نہیں آسکتا ہے اور مجھے خبر نہیں کہ کیا وقت ہے جب
اچھی طرح میں ہوشیار و خوش ہشاش بشاش ہو جاؤں تب آہستہ سے کہتی تھیں اب
تہجد کا وقت تھوڑا رہگیا ہے میں اوٹھکر وضو کرنے لگا کہ وہ پھر اپنی جانماز پر ہو گئیں یا کبھی لیٹ گئیں

ف ۱۰۱ / ۲۹ رمضان شریف میں باہر مردانہ کیلئے پچاس ساٹھ روزہ داروں
کیلئے افطاری اپنی ذات سے تیار کرتی تھیں اور دن کے بارہ بجے سے وہ اس
کام میں مصروف ہو جاتی تھیں اور اس طرح دلچسپی و شوق سے ہنستے بولتے وہ کام

اسلیئے کئے جائے تا کہ کوئی شخص آپکو بخل کا الزام نہ دے - قربانی دیجائے
موجودہ ڈاکٹر صاحب کا علاج کافی ہے - دنیا عالم اسباب ہے اسلیئے اسقدر
اسباب سے کام لینا ضرور ہے - اگر زندگی ہے تو اسی علاج سے صحت ہوجائیگی
اور اگر میری حیات پوری ہو چکی ہے تو بسم اللہ حاضر ہیں چلے جائینگے فکر کی
کونسی بات ہے - یہ گفتگو اسطرح پر کی کہ میں چپ ہوگیا اور ہم سب حاضرین حیرت سے
اونکے چہرہ کو دیکھنے لگے تو نہایت بشاشت پایا - اور مجھی کو قائل و نادم ہونا
پڑا اوسی روز دس گھنٹہ کے بعد انتقال ہوگیا - اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ -

فائدہ مرحومہ کے اوصاف نظم و نثر میں جتنے اور جس طور سے
بیان کئے گئے ہیں اوسکو مبالغہ نہ سمجھنا چاہیئے - آپ یقین کریں کہ
اسمیں ایک حرف بھی مبالغہ یا تعصب نسبت سے غیر واقعہ نہیں ہے - ابھی
مرحومہ کے حالات جاننے والے بکثرت میرے عزیز اقارب احباب
ملازمین ملنے جلنے والے موجود ہیں اون سے میرے اس بیان کی تصدیق
ہوسکتی ہے اور وہ گواہی دینگے کہ یہ باتیں تو ہزاروں حصہ ہیں اس سے بڑھکر
اگر کسیکو زیادہ اطمینان خاطر منظور ہو تو اسکے لئے مرحومہ کی ہاتھ کے چند تحریرات
میرے پاس محفوظ ہیں جس سے اونکی کمال نسوانی کا ثبوت مل سکتا ہے -
اور اوسکو پڑھکر دل کے پرخچے اوڑتے ہیں - عموماً عورتوں کو اپنی سسرال
والوں سے شکایت رہتی ہے مگر مرحومہ کا برتاؤ اپنی سسرال والے اقربا کی ساتھ

ایسا تھا کہ مجھ سے زاہد میرے خویش و اقارب اونکا نوحہ کرتے ہیں اور تباہ و برباد ہو گئے اور واقعی بے موت مر گئے - اعلیٰ و ادنیٰ کسی طبقہ کی عورت و مرد سے مرحومہ کا حال دریافت کیا جائے تو وہ مرحومہ کا مدح خواں پایا جائیگا - کیا موہنی اوس مرنے والی بیوی کے پاس تھی کہ کبھی کوئی شاکی نہیں پایا گیا -

ف ۱۰۵/۳۴ ناظرین انصاف کریں ایسے رفیق و ہمدرد کی جدائی کے بعد کیا میری موجودگی زندوں میں شمار ہو سکتی ہے ؟ مرحومہ کے وہ کمالات نسوانی اسوقت آٹھ آٹھ آنسو مجھے رولا رہے ہیں -

اے جنس اُناث دیکھو تمہارے کمال نسوانی کے کیسے کرشمہ ہیں تم اپنے کمال نسوانی سے کام لو اب مجھ میں ضبط کی قدرت نہیں ہے - لہذا اب اس ذکر سے قلم کو روکتا ہوں -

تو پنداری کہ من بجانم زندہ + یا چوں دگراں بآب و نانم زندہ
نہ بایں دونے بآنم زندہ + غمہائے اومیخورم وازانم زندہ
و رسلخ عشق جز نکو را نکشند + لاغر صفتاں زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی زکشتن مگریز + مردار بود ہر آنکہ او را نکشند
کیا غم ہے مزہ کا کہ طبیعت نہیں بھرتی + ہر چند کہ کھاتا ہوں بہ نیت نہیں بھرتی

خاتمہ

ف ۱۰۱ اے جنس اناث اب تو تم نے اپنے فضائل
اپنے حقوق اپنی مظلومیت اور اوسکے اسباب و علاج پانچوں
باتوں کو اچھی طرح معلوم کرلیا ہے اب تم ہوشیار ہو جاؤ اسکی امید
تم ہمارے جنس ذکور سے ہرگز مت کرو کہ ہم اپنے ذاتی اغراض کے
بغیر تمہاری دستگیری کرینگے تمہاری دادرسی کرینگے یہ نہیں ہو سکتا
اور ہماری جنس نے اب تک جو تمہاری حمایت کی ہے وہ سب تم معلوم
کر چکی ہو کہ تمہاری مظلومیت کا انسداد اوس سے نہیں ہو سکتا ہے
تمہارا حامی و مددگار دنیا میں اگر کچھ ہے تو قرآن ہے سوا اسکے
قرآن کے اور کوئی امر فیاضی و دلیری و ہمدردی کے ساتھ تمہارا
شریک نہیں ہے ۔
تم اس بات کو بھی اچھی طرح یقین کرلو کہ بغیر اعانت مردوں کے تم اپنی
رستگاری کیلیے کچھ نہیں کرسکتی ہو تمہارے پاس فوج نہیں ہے
تم توپ و بندوق و تلوار سے اپنے ظالموں سے مقابلہ نہیں کرسکتی ہو
تم ہوائی جہازوں سے ظالموں کو زیر نہیں کرسکتی ہو تم سائنس میں
کمال پیدا کرکے علوم و فنون و ایجاد و اختراع میں مردوں سے سبقت

لیجا کر مردوں کو زیر نہیں کر سکتی ہو - لہذا تم کو حکمت عملی سے
کام لینا چاہیئے - تمہاری تلوار تمہارے ابرو ہیں تمہاری برق
تمہاری نگاہ ہے - تمہاری توپ تمہاری شیریں گفتاری ہے -
تمہاری بندوق تمہاری سریلی آواز ہے جو دل و جگر کو چھلنی کر سکتی
ہے - تمہاری آتش فشانی کو تمہارے رخسار ہیں - تمہاری زنجیر و سلاسل
تمہارے گیسو ہیں - تمہاری دلربائی تمہارے سپاہی ہیں - تمہارے
گورنمنٹ کا زندان تمہارا چاہ زنخدان ہے - تم اپنے کمال نسوانی
سے کام لو تو روئے زمین پر کوئی بادشاہ کوئی وزیر کوئی جرنیل
کوئی فوج کوئی جاہ و حشم و ساز و سامان بھی ایسا نظر نہیں آتا
جو تمہارا قیدی تمہارا حلقہ بگوش تمہارا فرمانبردار نہ ہو جائے - زبردست
سے زبردست تمہارے سامنے حقیر و دست بستہ تمہارے
جوتیاں سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اپنا فخر سمجھتا ہے - اے عورتو
تم اپنے فضائل اور اپنی فوج اپنے سامان جنگ سے بالکل غافل ہو !
حصہ اول میں اپنے تئیں دیکھو اور اپنی طاقت سے کام لیکر اپنی
مظلومیت کو دور کرو تو تمہارے لئے کچھ مشکل نہیں ہے - قدرت نے
جو طاقت و غلبہ تمکو عطا کیا ہے کسی فرد بشر جنس ذکور کو یہ بات
حاصل نہیں ہے اسکا شکریہ تم پر فرض ہے اور خوب سمجھ لو کہ جو کچھ

تمکو قدرت نے عطا کیا ہے اوسکی ہر بات وہر چیز کا خزانہ خدا کے
قبضہ میں ہے - وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ - پس جسکے پاس
اُسکے خزانہ ہیں اوسکی قدرت وقوت کیسی زبردست ہے - لہٰذا
اوسکی نافرمانی سے ڈرو تم سے پرسش ہوگی کہ ہمنے تمکو ایسی قدرت
وقوت دی تھی کہ تم سات پردوں کے اندر بیٹھی بیٹھی بڑے بڑے جبار
وسرکش بادشاہوں کی بادشاہت کو غارت کرکے اپنا غلام بنا سکتی
تھیں - زبردست سے زائد زبردست ظالم کو تم ذلیل وخوار کرسکتی تھیں
تم ہی کو یہ معجزہ ہم نے دیا تھا کہ عالم فاضل زاہد صوفی متقی پرہیزگار
کو تم فاسق وفاجر اور فاسق وفاجر کو متقی پرہیزگار عابد زاہد فاضل
بنا سکتی تھیں - باوجود اس قدرت وقوت کے تم نے ہمارے اور ہمارے
رسولؐ کے احکام کی بے وقعتی کو گوارا کیا قرآن کو لوگوں نے پس پشت
ڈالدیا اور ہمارے کلام اور ہمارے دین پسندیدہ کی لوگوں نے
ہنسی اڑائی مگر تم نے کوئی انتقام نہ لیا تم نے کوئی انسداد نہ کیا کیا ہماری
عنایتوں ونعمتوں کا یہی بدلہ ہے ہم نے اپنے جنس ذکور کے اعلیٰ وادنیٰ
ہر طبقہ کے ہر فرد بشر کو تمہارا حلقہ بگوش وزنجیر دار بنانے کی تمکو
قوت وقدرت دی مگر تم نے خود بھی ہمارے احکام کی نافرمانی کی
اور مردوں نے جو نافرمانی کی اون کو تم راہ راست پر نہ لائیں بلکہ تمہاری

کیا سزا ہے؟ اے عورتو! غور کرو سوچو تب احکم الحاکمین غصہ میں آکر تم سے سوال کریگا اور تمکو پکڑیگا اسوقت تم کیا کروگے اور کیا جواب دوگے؟ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

لہذا اسے عالیقدر ہم جنس اناث! تمکو فوراً اسطرف متوجہ ہونا چاہیے کہ لوگ خصوصاً مسلمان خدا اور رسولؐ کی نافرمانی نہ کریں اور قرآن کو مضبوط پکڑکے اپنا ہادی اپنا گائڈ راہبر بنادیں۔ اور اوسکی سہل تدبیر یہی ہے کہ تم اپنے کمال نسوانی سے کام لیکر انھیں ظالم مردوں کو قرآن کا پابند بناؤ گو تم پر کوئی ظلم شاید نہو۔ مگر اپنے جنس کی افراد پر سے ظلم دور کرنے کی غرض سے اور سب سے بڑھکر خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کرنے و شکر گزاری کی غرض سے تم ان مردوں کو اپنے کمال نسوانی کے اشارہ سے احکام الٰہی کا پابند بناؤ جس سے خدا بھی خوش ہو اور تمہارے راستہ سے بھی کانٹے دور ہوجائیں جو قدم قدم پر تمہارے راستہ میں بچھے ہوئے ہیں۔ اور پھر تم الگ تھلگ رہو یہی مرد خود ہی جلسہ کرینگے خود ہی وعظ و نصیحت کرینگے خود ہی لکچر دینگے خود ہی رزولیوشن پاس کرکے حسب احکام الٰہی قانون نافذ کراینگے۔

ف ۲۱ لندن میں اسوقت حقوق طلب عورتوں پر جو ظلم

ہو رہا ہے اور اونکی وجہ سے جیسا کچھ امن و بےفکری و راحت میں
خلل واقع ہو رہا ہے اور اسپر بھی عورتیں کامیاب نہیں ہوتی ہیں
اسی سے مجھے بہت ہی افسوس معلوم ہوتا ہے کہ حقوق طلب عورتیں
ناحق کیلئے یہہ دردسری کر رہی ہیں اپنی نسوانی روش کو چھوڑ کر مردانہ
روش سے معقول کام لیتی ہیں اور اسی وجہ سے کامیابی نہیں ہوتی ــ
میری طرف سے کوئی یہہ پیغام اونکو پہونچا دے کہ تم یہہ سب چھوڑ دو
اور فراغت سے اپنے آرامگاہ میں بیٹھکر بیٹھے بیٹھے اپنے مقصد میں
کامیاب ہو جاؤ یعنے اپنے کمال نسوانی اپنی فسون سازی و سحر سامری
سے کام لو اور صرف اپنے اپنے شوہروں کو اپنا ہمخیال بنا لو جو بالکل
مشکل نہیں بلکہ بالکل آسان ہے - راج ہٹ سے تریا ہٹ بالا تر و غالب ہے
اگر تمہارے جنس اناث کے سب افراد کسی ایک بات کا عزم بالجزم کرکے
صرف اپنے خلوتکدہ میں اپنے اپنے شوہروں کو رام و مطیع کر لیں تو
پھر کون ہے جو تمہاری مخالفت کرے - تمکو ان سے طلب نہیں کرنا
چاہیئے بلکہ یہہ مرد خود ہی ہاتھ باندھکر تمکو نذر نہ کریں تو ہمارا ذمہ ہے
یہہ کام بغیر زحمت و تکلیف کے ہو سکتا ہے اوسکے لئے تم ناحق فاقہ
کرتی ہو جیلخانہ جاتی ہو تم جتنا جتنا اپنے کو کمزور سمجھکر مردوں کے
سامنے حاجت لیکر جاؤنگی اوتنا ہی یہہ ظالم تم پر ظلم کرینگے - تم انکو اپنے

لیے انھیں کا زہر پلاؤ تم انکو اپنے ایمان سے [illegible] نہ کرو تم [illegible] کو
گھڑی گھڑی کی ہماری صفت سے جو دست درازی کرے کب تم کو اس کی حفاظت
سرتابی کرے۔ ہائے افسوس!!! ذرا تم ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ دنیا تمہاری
تمہارا مطیع ہے ذرا بھی تم ہارے مطیع ہیں یہ لطیفت تمہارے مطیع ہے
ہے سب سماں بھی تمہارا مطیع ہے گھر تمہارا مطیع ہے پس تم
تمہاری مطیع ہے۔ وہ کون ایسا مرد ہے جو اس جنس لطیف کا
مطیع نہیں ہے!! تم ناحق گوناں گوں مظالم و مصائب کو اٹھاتی ہو
اور اپنے کو ذلیل و کمزور بنا رہی ہو؟!

اے مستورات! تمہاری شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے بشرطیکہ تم
اپنے کمال نسوانی میں کمال حاصل کرو۔ کوے نے ہنس کی چال
چلنا چاہا اپنی چال بھی بھول گیا۔ اے عورتو! تم مردانہ حقوق کی
طمع نہ کرو تم مردانہ روش کو چھوڑ کر اپنے نسوانی کمال کی تکمیل
کرو جسکی وجہ سے جنس ذکور تمہارے مطیع و فرمانبردار رہے
اور پھر آزادانہ اپنے حقوق نسوانی سے حسب دلخواہ فائدہ
اٹھاؤ۔ کوئی کمال بغیر تکلیف اٹھانے کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔
حسن و دولت بالکل عارضی و ناپائدار چیز ہے۔ اور اپنے
اختیاری امر نہیں ہے۔ لہذا ان دونوں پر کبھی غرور نہ کرنا چاہیے

اور اِن دونوں کے طالب و خریداروں کی طلب و خواہش
دائمی نہیں ہو سکتی ہے۔ عورت کا اصل حُسن و جمال اُس کا وہ
کمال نسوانی ہے کہ جو ذکور کو حلقہ بگوش و دست بستہ بے عذر
غلام بنا دیتا ہے۔ اس کے لیے کالے گورے و فقیری یا امیری کی
ضرورت نہیں ہے۔ نہایت ادنیٰ طبقہ کی عورت اگر کمال نسوانی میں
کامل ہے تو اعلیٰ سے اعلیٰ طبقہ کے مردوں پر وہ عورت حکمرانی و راج
شاہی کرتی ہے۔ زہر و خنجر کا مارا ہوا اچھا ہو سکتا ہے۔ لیکن اے
عورتو تمہاری غمگساری و اطاعت و دلداری و ہمدردی و مہربانی
و سلیقہ مندی کا مارا ہوا مرد قیامت تک تمہارا گشتہ رہتا ہے
اور دنیا و مافیہا بلکہ دونوں جہان کو مع اپنے جان و مال کے
تمہارے قدموں پر تمہارے نام پر نثار و تصدق کر دیتا ہے۔

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

والسلام

گلبرگہ شریف — ماہ محرم سنہ ۱۳۳۲ ہجری

کاتب الحروف عبدالکریم

اطلاع

کتاب ہذا آٹھ آنہ قیمت میں

محمد صابر صاحب مہتمم مطبع صمدیہ

محلہ مسجد گلبرگہ شریف یا دوکان حاجی

محمد حمید صاحب سوداگر شہر گلبرگہ

سے مل سکتی ہے